سفرِ نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

من البدایۃ الی النھایۃ

مصنف

ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

عماد بک سنٹر لاہور

Marfat.com

سفرِ نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مِن البدایة الی النہایة

مصنف

ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

عماد بک سنٹر اردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98199

کتاب	ـــــــ	سفرِ نورِ نبی ﷺ
مصنف	ـــــــ	ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی
نظر ثانی	ـــــــ	ممتاز مذہبی سکالرز علامہ سجاد حسین چشتی
سرورق	ـــــــ	اے ایف ایس ایڈورٹائزر وغیرہ 0345-4653373
کمپوزنگ	ـــــــ	ورڈز میکر
پروف ریڈنگ	ـــــــ	حافظ عبدالجمال ناصر۔ قاری محمد عادل ولیجہ
بار اوّل	ـــــــ	فروری 2010ء / ربیع اوّل 1431ھ
تعداد	ـــــــ	گیارہ سو
مطبع	ـــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	ـــــــ	-/150 روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ریاض الایمان پبلی کیشنز
حسنین آباد، لاہور کینٹ

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے پیر و مرشد پیکر صبر و رضا،

سید اہل وفا، قائد اہل سنت، مفکر اسلام مفسر قرآن، شیخ الحدیث،

حضرت علامہ **پیر سید ریاض حسین شاہ** مدظلہ

مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان

ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ پاکستان (راولپنڈی)

کے نام کرتا ہوں

Marfat.com

انتساب

اپنے والد ماجد عظیم روحانی شخصیت عاشقِ رسول
راسخ عقیدہ اہلسنّت' صاحب درد صاحب الرائے
حضرت میاں شیر محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کی نذر کرتا ہوں

Marfat.com

ترتیب

انتساب ۳

انتساب ۴

تقدیم — مولانا محمد منشا تابش قصوری دامت برکاتہم العالیہ ۱۰

تقریظ — ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری بخاری دامت برکاتہم العالیہ ۱۵

تقریظ — مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ ۱۷

تقریظ — مولانا مفتی محمد لطف اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ ۱۹

تقریظ — علامہ محمد مقصود احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ ۲۱

خطبۂ کتاب ۲۳

رسول اللہ ﷺ کے نسب نامہ مبارک کی فضیلت ۲۶

ایک سوال اور اس کا جواب ۲۹

ایک اور سوال اور اس کا جواب ۳۲

جواب ۳۲

ضروری وضاحت ۳۴

امام ابن حجر مکی کا خواب ۳۴

Marfat.com

آیت نمبر 2 .... ۳۵
آیت نمبر 3 .... ۳۷
حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تمام لوگ دین اسلام پر تھے ۴۳
نبی کریم ﷺ کا نسب مبارک ۴۴
حضرت عبدالمطلب کے مؤمن ہونے کی ایک اور دلیل ۵۱
مذھب الصلحاء فی آباء المصطفیٰ ۵۴
ایک شبہ کا ازالہ ۶۴
ایک سوال اور اس کا جواب ۶۷
پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۷۲
ایک غلطی کا ازالہ ۸۳
امام ابن حبیب کا تعارف ۸۸
نمبر 1: امام محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو الہاشمی البغدادی ۸۸
نمبر 2: امام ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان بن ہارون ابن جاہمہ
بن عباس بن مرداس السلمی العباسی الاندلسی القرطبی المالکی ۸۸
حضرت مضر و حضرت ربیعہ مؤمن و متقی تھے ۹۷
سند حدیث پر بحث ۹۹
سند حدیث ۱۰۱
امام ابوعبید البکری کا تعارف ۱۰۳
ایک سوال اور اس کا جواب ۱۰۵
حضرت معد رضی اللہ عنہ کس دور میں تھے؟ ۱۰۸

Marfat.com

حضور ۱۱۰

تفسیر آیات مبارکہ ۱۱۱

حضرت شعیب علیہ السلام ۱۱۳

حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام ۱۱۶

اصحاب الرس ۱۱۷

حضرت ارمیاء و برخیا علیہما السلام ۱۲۰

حران ۱۲۳

ریسوب ۱۲۳

حضرت معد بن عدنان موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے ۱۲۳

سند حدیث ۱۲۶

حدیث ضعیف دوسری سند کی وجہ سے حسن ہو جاتی ہے ۱۲۶

آباء مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول نہ ہوئی! ۱۲۸

حدیث نمبر ۱: ۱۲۸

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کا تعارف ۱۳۰

حدیث نمبر ۲: ۱۳۲

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ۱۳۳

ایک غلطی کا ازالہ ۱۳۶

حضرت معد رضی اللہ عنہ کے والد کا اسم گرامی حضرت عدنان رضی اللہ عنہ ہے ۱۳۷

نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۹

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کا نسب ۱۴۰

Marfat.com

امام دولابی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ۱۴۳
سند حدیث ۱۴۵
حضرت موسیٰ وحضرت ابراہیم علیہما السلام کا درمیانی عرصہ ۱۴۷
حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا درمیانی عرصہ ۱۴۸
عرب میں سب سے پہلے شرک عمرو بن لحی الخزاعی لعنۃ اللہ علیہ نے رائج کیا ۱۵۰
عمرو بن لحی سے پہلے بنی اسماعیل دین ابراہیمی پر ہی تھے ۱۵۱
حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کے نکاح کا عجیب واقعہ ۱۵۴
حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کے خصائل ۱۵۴
ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں ۱۵۹
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام کی وجہ تسمیہ ۱۶۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ۱۶۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ۱۶۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ۱۶۳
ایک شبہ کا ازالہ ۱۶۸
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ۱۶۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب ۱۶۹
حضرت نوح علیہ السلام تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام آباء مومنین وصالحین تھے ۱۷۰
کشتی نوح علیہ السلام ۱۷۸
حضرت نوح علیہ السلام کا نسب ۱۷۹
چار نبی زندہ ہیں ۱۸۲

Marfat.com

زمین پر پہلے دو شہر ۱۸۲
ولادت حضرت شیث علیہ السلام ۱۸۳
حضرت آدم ابوالبشر اور حضرت حوا علیہما السلام کی عمریں اور مدفن ۱۸۴
حدیث ان ابی و اباك فی النار کا جواب ۱۸۵
حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مومنہ ہونے کی دلیل ۱۸۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر سمجھنے والا ملعون ہے ۱۹۰

Marfat.com

تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلقت مبرا من کل عیب

سید عالم، محسن اعظم، نبی مکرم، رسول معظم جناب احمدؐ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے عیب ونقص روحانی وجسمانی سے مبرا و منزہ تخلیق فرمایا، جب عیب ونقص کا وجود تک مفقود تھا۔ آپ کا ہر نسب اور ہر نسبت طیب و طاہر، مزکی اور پاکیزہ تر، جیسے ہر رسول اور ہر نبی علیہم السلام کے والدین کریمین ویسے ہی آپ کے والدین ماجدین کریمین بھی اطیب و اطہر، مومن ومسلم ہیں۔

حضرت آدم وحوا علیہما السلام تو ید قدرت سے بنائے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثال آدم قرار دیا گیا جبکہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کے اعلان کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مہد مادر میں ہی گویائی کی ایسی قوت عطا فرمائی کہ اپنی عبدیت و نبوت اور کتاب کے ملنے کا بھی اعلان فرمایا۔ معصومیت کی شہادت نے معترضین کے منہ بند اور حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت وعفت اور پاکدامنی کو چار چاند لگا دیئے اور اس زمانے کی تمام عورتوں پر فضیلت سے ممتاز فرمایا اور جس ذات اقدس کیلئے انبیاء ورسل منتظر رہے، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام دعائیں مانگتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشارتیں دیتے رہے اور جن کی والدہ ماجدہ مقدس، معطرہ، مطہرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا خوابوں

Marfat.com

میں نظارہ کرتی رہیں۔ جب مختارکل کا ظہور ہوا تو پکار اٹھیں

خرج منی نوروا ضاء ت لی منه قصور الشام (مشکوٰۃ شریف)

میرے بطن اطہر سے نور نے ظہور فرمایا اور شام کے محلات میرے لئے روشن ہو گئے۔

حضرت عبدالمطلب کے دریافت کرنے پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میرے فرزند ارجمند پیدا ہوئے تو فوری طور پر جبین اقدس کو زمیں پر رکھا اور سجدے میں چلے گئے۔ جب سر انور کو اٹھایا تو شہادت کی انگلی بلند کرتے ہوئے فیقول بلسان فصیح لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ۔ اس کلمۂ شہادت کی اولین شہادت تو آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا دے رہی ہیں۔ کیا یہ شہادت آپ کے ایمان و اسلام کیلئے کافی نہیں۔ صاحبان عشق ومحبت و حاملان عقل و دانش کیلئے تو یہ بات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان وایقان پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے کہ لوگو! تم تو بعد از بعثت ایمان و اسلام کی دولت سے سرفرازی حاصل کرو گے۔ میں تو قبل از بعثت بعد از ولادت فوراً ایمان و اسلام کی نعمت عظمیٰ کو حاصل کر رہی ہوں۔

ذرا اس آیت کریمہ سے استفادہ کریں۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۝

رب العزت جسے چاہتا ہے تمہاری صورتیں رحموں میں بناتا ہے اور اس پر بھی لوگوں کے سر تسلیم سے خم ہیں مگر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آپ کے ارشاد پر شہرہ آفاق اشعار پیش کیئے۔

Marfat.com

واحسن منك لم ترقط عینی
واجمل منك لم تلد النساءُ
خلقت مبرّاً من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاءُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جیسا حسین کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔
آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے عیب سے مبرا تخلیق فرمایا۔
گویا کہ جیسے آپ کی چاہت ہو سکتی تھی ویسے ہی آپ کی تخلیق فرمائی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان اشعار کے ذریعے آپ کے والدین کریمین کو ہر عیب ونقص سے طیب و طاہر ہونے کا اظہار فرمایا۔ اگر کوئی بد بخت' بدنصیب پھر بھی ان ذوات قدسیہ پر بدگمانی رکھتا ہے تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

انا ابن ذبیحین

سید عالم' مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔
ایک حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔ گویا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام نامی واضح فرما کر اس بات کو مؤکد فرمایا جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صاحب ایمان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ویسے ہی میرے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صاحب ایمان ہونے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں۔ ایک جلیل القدر نبی ہیں تو دوسرے عظیم المرتبت ولی ہیں۔ نہ نبی بغیر ایمان کے ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ولی بلا ایمان۔

Marfat.com

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ انا ابن العواتك من سکیم (سیرت حلبیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بنو سلیم کی عواتک کا فرزند ہوں۔ قبیلہ بنی سلیم کی تین خوش نصیب بچیوں (خواتین) کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف پایا۔ حسن اتفاق کہ ان میں ہر ایک کا نام عاتکہ تھا جس کی جمع عواتک ہے۔

شمول الاسلام میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یہ تینوں بچیاں قریب البلوغ تھیں۔ انہوں نے جیسے ہی آپ کی طفولیت میں زیارت کی تو تینوں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا اور جوش محبت میں باری باری تینوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا جس کی برکت سے بعد از بعثت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہوئیں۔

اب ذرا غور فرمائے جس کے بطن اطہر میں آپ نو ماہ تک جلوہ افروز رہے اور بعد از ولادت اپنی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شیر مبارک کو بھی نوش فرماتے رہے اس ہستی مقدسہ کے ایمان پر زبان وقلم کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے اپنے غلط عقیدے اور نظریے سے تائب ہو جایئے ورنہ کل روز حشر پچھتاوے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا

آج لے ان کی پناہ اور آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں' اگر مان گیا

اس مسئلہ پر دلائل و براہین سے مرصع تصنیف لطیف سفر نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر ہے۔ جسے حضرت علامہ مولانا مفتی ظفر جبار صاحب چشتی زید مجدہ نے بڑی عرق ریزی' محنت اور محبت سے مرتب فرمایا ہے۔ انداز تحریر دلپذیر اور

Marfat.com

ایمان افروز ہے۔ اس سلسلہ میں اکابر اسلام نے نہایت محققانہ کتابیں لکھیں اور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے حصول میں آپ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے حضور عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی خوب رہنمائی فرمائی۔

مولانا موصوف نے بھی انہیں انعام یافتہ اسلاف کے نقوش جمیل کو سامع رکھتے ہوئے یہ ایمان افروز روح پرور تصنیف منیف کو قلمبند کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

قبولیت سے بہرہ مند فرمائے اور انہیں مزید قلمی کارنامے سرانجام دینے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعا گو، دعا جو: محمد منشا تابش قصوری

مرید کے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ (الجمعۃ المبارکہ)

۵ فروری ۲۰۱۰ء

Marfat.com

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علٰی رسولہ الکریم

اما بعد!

تمام تر خوبیاں اس اللہ پاک کے لیے جس نے اُمت محمدیہ کو باعمل علماء کے ساتھ مخصوص فرمایا اور انہیں عام لوگوں کے لیے مرجع قرار دیا اور شریعت مقدسہ پر گمراہ اور اِس کے دشمنوں کے لگاتار حملوں کے خلاف محافظ ن کر کھڑے ہوئے اور انہیں شریعت پاک کی حفاظت کھرے کھوٹے کی پرکھ کرنے کی ذمہ داریاں سونپی۔

عزیز محترم مولانا ظفر جبار چشتی صاحب کی کتاب ''سفر نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کو بعض مقامات سے ملاحظہ کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف' والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے ایمان سے متعلق دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاضل علامہ قیمتی محنت اور اس عظیم مجموعہ کی تالیف اور تکمیل پر کی گئی ان تھک محنت لائق صد شکر اور احسان ہے اور حق تو یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ان کی کتابیں دینی علوم کا خزانہ ہیں اور اِن سے مقصد کا حاصل کرنا ہر اس شخص کے لیے بہت آسان کردیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی معرفت آسان کردی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ پاک کا سمجھنا

Marfat.com

سہل کردیا ہو۔

میں نے مصنف موصوف کی شخصیت میں عظیم ہمت اور گہرا اخلاص پایا جس کا ثبوت اِن کی اس تصنیف کے بارے میں لگاتار شب بیداری اور ان تھک محنت سے ملتا ہے۔

مفتی ظفر جبار صاحب ایک سلجھے ہوئے اہل علم ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے اُمت مسلمہ کیلئے فائدہ مند بنائے۔ (آمین)

اور اہل علم کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ وآلہ وصحبہٖ اجمعین

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری بخاری
جامعہ رضویہ وخانقاہ قادریہ نوریہ
ماڈل ٹاؤن لاہور
۲ فروری ۲۰۱۰ء

Marfat.com

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اوصاف جمیلہ اور اخلاق عظیمہ حمیدہ سے موصوف فرمایا اور آپ کے حسب نسب کو عالی اور طیب وطاہر بنایا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والدین کریمین حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک تمام پشتیں اور ارحام ہر قسم کی آلائشوں سے پاک تھے۔ آپ کے والدین طیبین زمانہ فطرت میں توحید خداوندی ایسے اہم عقیدہ کی دولت سے مالا مال رہے اور اعلان نبوت سے پہلے دنیا سے پردہ فرما گئے۔ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان سے متعلق اکابر مفسرین، محدثین اور علماء کرام نے ایمان افروز خیالات قلمبند فرمائے اور اس عنوان سے ان کی قیمتی تصانیف اُمت مسلمہ کی راہنمائی میں نمایاں کردار کی حامل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی ظفر جبار چشتی فاضل نوجوان ہیں۔ دینی، مسلکی اور ملی درد سے موجزن دل اور متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ انہیں بولنے کا سلیقہ بھی ہے اور لکھنے کا ڈھنگ بھی۔ انہوں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کے حوالے سے نہایت محقق اور مدلل کتاب تحریر فرما کر اپنے آپ کو ان اکابر شخصیات کی صف میں شامل کیا اور اس کتاب مستطاب کو اپنے لئے

Marfat.com

ذخیرہ آخرت بنایا۔ راقم نے چیدہ چیدہ مقامات سے کتاب کو دیکھنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ علامہ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے تحقیق کی صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا ہے۔

امید ہے کہ آپ اس میدان میں اپنی کاوشوں کا لوہا منوانے میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خالق کائنات علامہ ظفر جبار چشتی مدظلہ کی اس عظیم اور جذبۂ ایمانی سے بھرپور کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر اُمت مسلمہ کے استفادہ کا اہم ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

واستاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء

دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور

۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

۲ فروری ۲۰۱۰ء

بروز منگل

Marfat.com

تقریظ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو ہدایت فرما دے تو یہ تیرے حق میں سرخ رنگ کے جانوروں کے حاصل ہونے سے کہیں بہتر ہے۔

یہ کتاب عالم نبیل، فاضل جلیل ممتاز مذہبی سکالرز علامہ مفتی ظفر جبار چشتی کی سعی مقبول ومشکور ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد اور امہات کا موحد اور ناجی ہونا اہل سنت کا تحقیقی اور معتمد موقف ہے۔

فاضل مصنف نے اس مسئلہ پر دلائل کے انبار لگا دیے ہیں۔ پیش آمدہ شبہات واہیہ اور اِن کے ازالہ کافیہ کا عمدہ بیان کیا ہے۔ مصنف نے ثابت کیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا نور منور معطر ہر دور میں پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ ہر دہر میں بہتر اور منتخب لوگوں کے ذریعہ ظہور سے قریب ہوتا رہا ہر واسطہ میں نکاح اسلام سے ہی اس عظیم نور کا مقدس سفر جاری رہا۔ اس وجہ سے مصنف نے اِس کتاب کا نام سفر نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔

ماشاء اللہ فاضل مصنف نے نوعمری میں ہی پختگی اور شستہ تحریر و تحقیق کرتے ہوئے متعدد کتابیں تحریر کی ہیں۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ان کے والدین کریمین' اولاد پاک' اہل بیت اطہار' صحابہ کرام' ازواج پاک کے بارے میں اچھی گفتگو کا انداز اختیار کیا وہ شخص نفاق سے بچ گیا۔ زیرنظر کتاب لکھنے پر بلاشبہ ہدیہ تبریک واستحسان کے مستحق ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ان کے علم' عمر' عمل' عزت' شہرت' تقویٰ وطہارت میں برکت عطا فرمائے۔

اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

مفتی محمد لطف اللہ نوری
مرکزی دارالعلوم
جامعہ حنفیہ فریدیہ۔ بصیرپور
(اوکاڑہ)

Marfat.com

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نحمدہ و نصلی علیہ رسولہ الکریم

حمد وثناء کے بعد خدائے بزرگ و برتر جل وعلا نے بنی نوع انسان پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ ان میں اپنے پیارے محبوب سید الانبیا حضرت محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث فرمایا اور آپ کو اپنی ساری مخلوق میں مقام و مرتبہ اور حسب نسب کے لحاظ سے افضل واعلیٰ بنایا۔

میں نے زیر نظر کتاب ''سفرِ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جو فاضل نوجوان حضرت ابوحمزہ مفتی ظفر جبار چشتی کی تصنیف ہے) کا اوّل سے آخر تک بغور مطالعہ کیا۔ اس موضوع پر اس کتاب کو نہایت ہی معتبر و مستند اور نہایت ہی عظیم پایا۔ ربّ ذوالجلال کا یہ عظیم احسان ہے کہ مصنف کو اس موضوع پر نہایت ہی تحقیقی کتاب لکھنے کی ہمت عطا فرمائی۔ علماء کرام کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف کے علم وعمل میں برکت دے اور ان کی تصنیفات کو مقبول خاص و عام بنائے۔ مصنف کی یہ بلند پایہ تصنیف روایات و حکایات کی تصویر نہیں بلکہ اس موضوع پر ایسی جامع اور مکمل کتاب ہے جس کے مطالعہ کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ زیرِ نظر کتاب کو پڑھ کر ہر شخص اپنا ظرف تمنا لبریز کرلے گا۔

خدائے قدوس کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ فاضل مصنف نے کتاب ہذا

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

الحمد لله ربّ العلمين۔ خالق السموات و الارضين الذى خلق نور حبيبيه قبل جميع المخلوقين ثم اودعه فى اصلاب الانبياء والساجدين و بينه بقوله: وتقلبك فى الساجدين۔ والصلوه والسلام على سيد الانبياء و المرسلين۔ الذى ارسل بالمؤمنين رؤف الرحيم۔ خير الخليقه وانكا يا حسبا ونسهافى العالمين۔ وتنقل نوره من ارحام الطاهرات و اصلاب الظاهرين و علٰى اٰله و اصحابه وابائه الى يوم الدين، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ قد قال الله تعالیٰ: لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ماعنتم حريصٌ عليكم بالمؤمنين رؤف الرحيم۔ نهى سرى: سيد، شريف، سخى، قدره على، وبرهانه جلى: افضل الخلق اماوا باوا انكا بم حسبا و نسبا خلق الله لاجله الكونين واقربه من كل مومن الاولين والاخرين، وجعله نهى الانبياء وادم منجدل في طينة وكتب اسمه على العرش اعلاما بمرتبة عنده و فضيلته، وتوسل به ادم فتاب عليه واخمره انه لو لاه ما خلقه وناهيك بها مزيد لديه

Marfat.com

جو اس کتاب کو پڑھ کر مسرور ہو وہ مجھ فقیر کے حق میں دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے ضرور دعا فرمائے۔ اس کتاب میں نبی کریم ﷺ کا نسب مبارک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا ہے اور دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے تمام آباء کرام مومن، مؤحد تھے اور اپنی استطاعت کے مطابق آپ کے نسب مبارک کی پوری تفصیل ذکر کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

پیکرِ نسیان

ابوحمزہ ظفر جبار چشتی

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے نسب نامہ مبارک کی فضیلت

حضور اکرم ﷺ کا نسب نامہ مبارک تمام نسبوں سے اعلیٰ و افضل اور نہایت ہی پاکیزہ ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سب مومن، موحد، متقی پرہیز گار اور اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آیت نمبر 1:

اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (الشعراء آیت 219)

"جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔"

یعنی جب آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں میں پاک شکموں میں گردش کرتا رہا تھا۔ ہم دیکھتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباؤ اجداد مومن، مؤحد، حق تعالیٰ کے عابد تھے۔ ان میں کوئی کافر، فاسق نہ تھا۔ (نور العرفان)

بعض مفسرین نے فرمایا اس آیت میں ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ و آمنہ سلام اللہ علیہا تک مومنین کی اصلاب و ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب

Marfat.com

کے سب مومن ہیں۔ (خزائن العرفان)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۹۸ میں، اور علامہ محمد بن علی محمد الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۱۲۲ میں اور علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الخازن متوفی ۷۰۵ھ، لباب التاویل جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ اور امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی متوفی ۵۱۶ھ معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ میں، بروایت حضرت عطا اور امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی متوفی ۵۹۷ھ زاد المسیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۸ میں بروایت حضرت عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی متوفی ۶۷۱ھ احکام القرآن جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۴ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں: کہ آپ نے فرمایا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کی اصلاب میں رہے یہاں تک کہ آپ نبی مبعوث ہوئے۔

قال السیوطی اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ و ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس فی قولہ و تقلبك فی الساجدین، قال مازال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقلب فی اصلاب الانبیاء حتی ولدتہ امہ: (وقال الشوکانی) اخرج ابن ابی عمر العدنی فی مسندہ والبزار وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ، وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال: من نبی الی نبی حتی اخرجت نبیا:

امام سیوطی کی عبارت یہ ہے: امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ" کی

Marfat.com

تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء (اور اہل ایمان) کی پشتوں میں گردش کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو آپ کی والدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا۔ (شوکانی کی عبارت یہ ہے) ابن ابی عمر العدنی نے اپنی مسند میں اور امام بزار، ابن ابی حاتم اور امام طبرانی ابن مردویہ اور امام ابونعیم نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہی روایت کی ہے،

وقال ابن کثیر: روی البزار: وابن ابی حاتم من طریقین عن ابن عباس انه قال فی هذه الایه یعنی تقلبه من صلب نبی الی صلب نبی حتی اخرجه نبیا:

وقال القرطبی عن ابن عباس: ای فی اصلاب الانبیاء آدم و نوح ابراهیم حتی اخرجه نبیا:

ابن کثیر کہتے ہیں امام بزار اور ابن ابی حاتم نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے (امام قرطبی کہتے ہیں)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

آدم، نوح، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشتوں میں رہے یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث فرمایا۔

اور علامہ سلیمان الجمل فتوحات الٰہیہ میں، اور علامہ احمد صاوی المالکی حاشیہ جلالین میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

والمراد بالساجدین المؤمنین: و المعنی یراك متقلبا فی اصلاب وارحام المؤمنین من لدن آدم و حواء الی عبدالله وامنه، فجمیع اصوله رجالا و نساءً مومنون

(لجمل جلد 3 صفحہ 296 وصاوی جلد 3 صفحہ 184)

Marfat.com

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کافر تھے لہٰذا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء، سب کے سب مومن تھے، درست نہیں، اس کے دو جواب ہیں۔

ایک یہ ہے کہ آزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہیں بلکہ چچا ہیں عربی زبان میں چچا اور دادا کو بھی ''اب'' یعنی باپ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے، اور وہ مومن، موحد تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر ہی تھے تو پھر ہمارے قول کا مطلب یہ ہے کہ ''جب تک نور محمدی ان کی صلب میں جلوہ گر رہا، تب تک وہ مؤحد تھے۔ اس طرح جس کی پشت میں نور محمدی جلوہ فرما ہوا تب تک وہ مؤحد، مومن رہے۔ لہٰذا اگر ان میں سے کسی سے کفر و شرک کا صدور ہوا تو وہ انتقال نور محمدی کے بعد ہوا۔ (صاوی علی الجلالین جلد 3 صفحہ 184) اس جواب کو علامہ سلیمان الجمل نے احسن جواب قرار دیا ہے۔ (فتوحات الٰہیہ ج3 ص296)

قاضی ثناء اللہ مظہری متوفی 1225ھ بروایت عطا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مذکور رقم کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

لکن فی هذا التاویل لیس کمال المدح کا شتراك قریش بل جمیع الناس فیه بل الاولی ان یقال المراد منه تقلبك من اصلاب الظاهرین الساجدین لله الیه ارحام الطاهرات الساجدات و من ارحام الساجدات الی اصلاب الطاهرین امی الموحدین والموحدات حتی یدل علی ان

Marfat.com

آبا۔ النبی ﷺ کلھم کانوا مومنین: کذا قال السیوطی: وقال الحافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی: ۶ وینقل احد دورا عظیما: تلالافی وجوہ الساجدین: یقلب فیھم قرنا فقرنا: الی ان جاء خیر المرسلین و مما یؤید ھذا التاویل مارواہ البخاری فی الصحیح عنہ ﷺ قال بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کلمت فیہ: وروی مسلم من حدیث واثلہ بن الاسقع قولہ ﷺ ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمعیل واصطفی من بنی اسماعیل بنی کنانہ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفائی من بنی ھاشم وروی البیھقی فی دلائل النبوہ من حدیث انس قال ما افترق الناس فرقتین الاجعلنی اللہ من خیرہ فاخر جت من ابوی ولم یعمنی شیء من عھد الجاھلیہ خرجت من نکاح لم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتھیت الی ابی وامی فانا خیر کم نفسا و خیر کم ابا:

"لیکن اس تاویل میں کمال مدح نہیں کیونکہ اس میں قریش بلکہ تمام لوگ شریک ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پاک لوگوں، اللہ کے حضور عابدوں کی پشتوں سے پاک عورتوں، اللہ کے حضور سجدہ کرنے والیوں کے بطنوں کی طرف اور عابد عورتوں کے رحموں سے پاک پشتوں کی جانب یعنی موحدین اور مواحدات کی طرف منتقل ہوتے رہے تاکہ اس سے یہ ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء مومنین تھے۔

Marfat.com

امام سیوطی نے ایسے ہی فرمایا ہے اور امام حافظ شمس الدین دمشقی نے فرمایا:
وہ عظیم نور (ہر ایک طرف) منتقل ہوتا رہا اور اللہ کے حضور سجدہ کرنے والوں کے چہروں میں چمکتا رہا اور ہر دور میں ان کی پشتوں میں دورے کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سید المرسلین تشریف لائے اور اس تاویل کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں بنی آدم کے خیر القرون میں مبعوث ہوا میں ہر زمانہ میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ میں اس زمانہ میں مبعوث ہوا جس میں اب ہوں اور وہ حدیث جو امام مسلم نے (اپنی صحیح میں) حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کو چنا، اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا۔

اور وہ حدیث جو امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب لوگ دو گروہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بہتر گروہ میں رکھا۔ پس میں اپنے والدین کے بطن سے پیدا ہوا اور مجھے زمانہ جاہلیت کی کوئی چیز نہیں پہنچی۔ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اپنے والدین حضرت عبداللہ و سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما تک، پس میں اپنی ذات اور نسب کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں۔ (تفسیر مظہری جلد 7 صفحہ 90-89)

اس احادیث سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اور حضرت حواء سے لے کر سیدہ آمنہ تک نبی کریم رؤف الرحیم کے تمام آباؤ و امہات مومنین تھے اور وہ دین اسلام پر تھے ان میں سے کوئی بھی فاسق و فاجر نہ تھا۔

Marfat.com

ایک اور سوال اور اس کا جواب

یہاں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ آیت مذکورہ سے نبی کریم رؤف الرحیم کے آباء کے مومن ہونے پر استدلال درست نہیں۔ ایمان آباء پر اس آیت سے استدلال روافض نے کیا، اور یہ انہیں کا مذہب ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی مفاتیح الغیب میں اور علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

واستدل بها الرافضه على ان آباء النبي صلى الله عليه وسلم كانو مومنين.

یعنی اس آیت سے روافض نے نبی کریم ﷺ کے تمام آباء کے مومنین ہونے پر استدلال کیا ہے۔ (روح البیان جلد 6 صفحہ 313، مفاتیح الغیب زیر آیت مذکورہ)

جواب

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اہل سنت نے اس آیت سے ایمان آباء کرام پر استدلال نہیں کیا اور ہم نے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے کہ ائمہ اہل سنت نے بلکہ اکثر اہل سنت نے اس آیت سے نبی کریم ﷺ کے آباء کرام کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے۔

چنانچہ امام ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی متوفی 1270ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واستدل بالايه على ايمان ابويه صلى الله عليه وسلم كما ذهب اليه كثير من اجله اهل السنه: وانا اخشى الكفر على من يقول فيهما رضى الله عنهم على رغم انف على القاری واضرابه قالوا بضد ذلك.

Marfat.com

یعنی اس آیت سے نبی کریم ﷺ کے والدین کے مومن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ اجلہ اہل سنت میں سے بہت سے ائمہ کا یہ مذہب ہے اور مجھے اس شخص کے متعلق کفر کا اندیشہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے والدین کے بارے میں چہ مگوئیاں کرتا ہے۔ ملا علی قاری اور اس کے ہم خیال لوگوں کی ناک خاک آلود ہو کہ وہ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ (روح المعانی جلد 19 صفحہ 124)

اور علامہ اسماعیل حقی متوفی 1137ھ روح البیان میں لکھتے ہیں:

وحق المسلم ان یمسك لسانه عما یخل بشرف نسب نبینا علیه السلام و یصونه عما یتبادر منه النقصان خصوصا الی وهم العوام۔

یعنی مسلمان کا حق یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک کے بارے میں ایسی بات کہنے سے اپنی زبان روکے رکھے۔ جس سے آپ کے نسب کی فضیلت میں کمی آئے اور جس سے آپ کے مقام و مرتبہ میں نقصان لازم ہو یا گستاخی کا کوئی پہلو نکلے خصوصاً وہ بات جس سے عوام وہم میں مبتلا ہوں۔

(روح البیان جلد 6 صفحہ 313)

اور یہ بات ہر ذی شعور بخوبی جانتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک کے متعلق ایسی بات کہنا جس سے آپ کے نسب مبارک کی فضیلت میں کمی آتی ہے اور اس بات سے عوام وہم میں مبتلا ہوتے ہوں جائز نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر مسلمان آپ کے نسب مبارک میں ایسی بات لکھنے سے باز رہے۔

نیز علامہ اسماعیل حقی حضرت عبدالمطلب کے متعلق لکھتے ہیں:

والاشهر انه کان علی ملة ابراهیم ای لم یعبد الاصنام۔

یعنی زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب ملت ابراہیمی پر تھے۔ یعنی

Marfat.com

انہوں نے بتوں کی پوجا نہیں کی۔ (جلد 6 صفحہ 314)

ضروری وضاحت

ملا علی قاری کے متعلق صاحب روح المعانی علامہ محمود آلوسی کی جو تنقید گزری اس سے کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ملا علی قاری حضور ﷺ کے والدین کو مومن نہ سمجھتے تھے۔ اس بارے میں ہم ضروری وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ درست ہے ملا علی قاری پہلے حضور کے والدین کریمین کے متعلق یہی کہتے تھے کہ وہ مومن نہیں تھے اور انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھا۔

امام ابن حجر مکی کا خواب

ملا علی قاری نے جب وہ رسالہ لکھا تو ان کے استاذ امام ابن حجر مکی نے خواب میں دیکھا کہ ملا علی قاری چھت سے گرے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کی توہین کرنے کی سزا ہے۔ تو واقعہ ایسا ہی ہوا کہ ملا علی قاری چھت سے گرے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی شرح العقائد میں لکھتے ہیں۔

وعارضه (ای السیوطی) علی بن سلطان القاری برسالة فی اثبات کفر هما فرای استاذه ابن حجر مکی فی منامه ان القاری سقط من سقف فانکسرت رجله فقیل هٰذا جزاء اهانه والدی رسول الله صلی الله علیه وسلم فوقع کمار ای۔ (النبراس صفحہ 526)

اور ملا علی قاری نے بعد میں اپنے اس قول سے توبہ کر لی۔ ملا برخوردار اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ونقلت توبة عن ذالك فی القول المستحسن (حاشیہ

Marfat.com

نبراس صفحہ 526) لیکن ہوسکتا ہے علامہ آلوسی کو ملا علی قاری کی توبہ کا علم نہ ہوا ہو۔ لہٰذا علامہ آلوسی کے اس قول سے ملا علی قاری پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

آیت نمبر 2

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ (البقرہ آیت 221)

البتہ مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں بنی آدم کے تمام طبقات کے بہتر طبقہ میں بھیجا گیا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اس زمانہ میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔ (بخاری شریف)

اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث صحیح میں ہے۔

لم یزل علی وجه الدهر فی الارض سبعة مسلمین فصاعدا فلولا ذالك هلكت الارض ومن علیها (مصنف عبدالرزاق: عن معمر عن ابن جریج عن ابن المسیب عن علی رضی الله عنه وقد اخرجه ابن المنذر فی تفسیره عن اسحاق بن ابراهیم الدبری (مسالك الحنفا صفحه 24) واخرج الامام احمد بن حنبل فی "الزهد" والامام الخلال فی كتاب "كرامت الاولیا" بسند صحیح علی شرط الشیخین عن ابن عباس رضی الله عنهما قاض: ماخلت الارض من بعد نوح من سبعه یدفع الله تعالیٰ بهم عن اهل الارض: و اخرج الارزقی فی "تاریخ مكه" عن نهیر بن محمد نحوه:

Marfat.com

واخرج الجندی فی "فضائل مکہ" عن مجاھد: ثلہ (مسالک الحنفا صفحہ 24,25) یعنی روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور اہل زمین سب ہلاک ہو جاتے اس حدیث کو امام اجل عبدالرزاق شاگرد امام ابوحنیفہ اور استاذ امام بخاری نے حضرت معمر سے وہ ابن جریج سے وہ سعید بن المسیب سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اسحاق بن ابراہیم سے روایت کیا اور امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب ''الزھد'' میں اور امام خلال نے اپنی کتاب ''کرامات اولیا'' میں مسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ:

نوح علیہ السلام کے بعد سے ہمیشہ زمین ایسی سات شخصیتوں سے خالی نہیں رہی۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے مصائب کو دور فرماتا ہے اور اس حدیث کو امام ابوالولید محمد بن عبدالکریم الاوزقی متوفی 223ھ نے اپنی کتاب تاریخ مکہ میں حضرت زہیر بن محمد سے اسی طرح روایت کیا اور امام جندی نے اپنی کتاب فضائل مکہ میں حضرت مجاہد سے اسی طرح روایت کیا۔ جب صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ روئے زمین پر ہر زمانہ میں کم از کم سات مسلمان اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ضرور رہے ہیں اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں بہتر طبقہ سے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہ ثابت ہے کہ کافر اگرچہ کیسا ہی عزت وشرف والا ہو وہ کسی مسلمان غلام سے بھی بہتر نہیں ہوسکتا۔ تو ثابت ہوا کہ رسول خدا ﷺ کے تمام آباء وامہات ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں انہیں بندگان خدا میں سے تھے، صالح

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے تھے۔ ورنہ معاذ اللہ بخاری شریف میں ارشاد محبوب خدا ﷺ، قرآن کریم میں ارشاد حق جل جلالہ کے مخالف ہوگا اور یہ ناممکن ہے۔ یہ دلیل امام الائمہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہل سنت سیدی و مولائی الشاہ احمد رضا خان بریلوی نے افادہ فرمائی۔

آیت نمبر 3

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ آیت نمبر 28) مشرک تو ناپاک ہی ہیں اور حدیث شریف میں ہے۔ حضور سید الانبیاء المرسلین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لم يزل الله ينقلني من الاصلاب الطيبة الطاهرة مصفى مهذبا لا ينشعب شعبتان الاكنت فى خيرهما: اخرجه الامام ابونعيم فى: دلائل النبوه: من طرق عن ابن عباس رضى الله عنهما و اخرج مسلم والترمذى و صححه عن واثله بن الاسقع قد مرالحديث بلفظ: صحيح مسلم وقد اخرجه الحافظ ابوالقاسم حمزه بن يوسف السهمى فى: فضائل العباس من حديث واثله بلفظ: ان الله اصطفى من ولد ادم ابراهيم واتخذه خليلا واصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل ثم اصطفى من ولد اسماعيل نزاد ثم اصطفى من ولد نزار مضراثم اصطفى من مضركنانة ثم اصطفى من كنانه قريشا ثم اصطفى من قريش بنى هاشم ثم اصطفى من بنى هاشم بنى عبدالمطلب ثم اصطفانى من بنى عبدالمطلب

Marfat.com

اور دہ المحب الطبری فی: ذخائر (العقبی مسالك الحنفا صفحه 21)

واخرج ابن سعد عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول صلی الله علیه وسلم خیر العرب مضر و خیر مضر عبدمناف و خیر بنی عبدمناف بنو هاشم و خیر بنی هاشم بنو عبدالمطلب، والله ما افترق فرقتان منذ خلق الله ادم الاکنت فی خیرهما و طبقات ابن سعد واخرج الطبرانی: والبهیقی وابو نعیم: عن ابن عمر رضی الله عنهما: قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله خلق من العرب مضر و اختار من مضر قریشا و اختار من قریش بنی هاشم واختارنی من بنی هاشم فانا من خیار الی خیار

(مسالك الحنفا صفحه 22)

ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک ستھری پشتوں میں منتقل فرماتا رہا۔ صاف ستھرا مزین، جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ اس حدیث کو امام ابونعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں کئی سندوں سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور امام مسلم نے اپنے صحیح میں اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت واثلہ بن اسقع سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا اور امام ابوقاسم نے ''فضائل عباس'' میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چنا اور انہیں اپنا خلیل بنایا اور اولاد ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پھر اولاد اسماعیل علیہ السلام سے نزار کو، پھر بنی نزار سے مضر کو پھر بنی مضر سے کنانہ کو پھر بنی کنانہ سے قریش کو پھر قریش سے بنی ہاشم کو پھر بنی ہاشم سے بنی عبدالمطلب کو، پھر بنی عبدالمطلب سے مجھے چنا۔

Marfat.com

اس حدیث کو امام محب الدین طبری نے ''ذخائر العقبیٰ'' میں روایت کیا ہے اور امام ابن سعد نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام عرب میں بہتر مضر ہیں اور تمام مضر میں بنو عبد مناف اور بنو عبد مناف میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم کے بہتر بنو عبدالمطلب ہیں اور قسم بخدا جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا (ان کی اولاد) دو گروہوں میں بٹی، میں ان کے بہتر گروہ ہی میں تھا۔

اور امام طبری، بیہقی اور ابو نعیم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مخلوق سے بنی آدم کو پسندیدہ بنایا اور بنی آدم سے عرب کو اور عرب سے مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اپنا پسندیدہ کیا اور بنی ہاشم سے مجھے مختار بنایا تو میں بہتر نسب سے ہوں اور بہتر اُمت کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

واخرج الترمذی وحسنه و البیهقی عن العباس بن عبدالمطلب رضی اللّٰه عنهم: قال قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه حین خلقنی جعلنی من خیر خلقه ثم حین خلق القبائل جعلنی من خیر قبیلة وحین خلق الانفس جعلنی من خیر انفسهم ثم حین خلق البیوتات جعلنی من خیر بیوتهم. فانا خیرهم بیتا و خیرهم نفسا

(مسالك الحنفا صفحه 22)

واخرج ابوعلی بن شاذان فیما اور ده المحب الطبری فی: ذخائر العقبی: وهو فی مسند البزار عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال دخل ناس من قریش علی صفیة بنت

Marfat.com

عبدالمطلب فجعلوا يتفاخرون و يذكرون الجاهلية: فقالت صفية: منا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا تنبت النخله او الشجره: فی الارض اللیا فذکرت ذالك صفیه لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فغضب وامر بلالا فنادی فی الناس فقام علی المنبر فقال: ایها الناس من انا ؟ قالو انت رسول اللّٰہ: قال انتسبونی: قالوا محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب: قال فما بال اقوام ینزلون اصلی فواللّٰہ ا انی لا فضلهم اصلا وخیرهم موضعا (مسالك الحنفا صفحه 22,23) واخرج الحاکم عن ربیعه بن الحارث، بلغ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان قومنا لوامة فقالوا انما مثل محمد کمثل نخله تنبت فی اللیاء: فغضب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال: ان اللّٰہ خلق خلقه فجعلهم فرققین فجعلنی فی خیر الفرقتین ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم بیوتا ثم قال: انا خیرکم قبیلا و خیرکم بیتا واخرج الطبرانی فی: الاوسط: او البیهقی فی: الدلائل: عن عائشه رضی اللّٰہ عنها قالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: قال لی جبریل: قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولم اجد نبی اب افضل من بنی هاشم مسالك الحنفا صفحه 23 قال الحافظ ابن حجر فی: امالیه: ومن المعلوم ان الخیریه والا صطفاء و والاختیار من اللّٰہ والا

Marfat.com

فضلیة عنده لایکون مع الشرك (مسالك الحنفا صفحه 23)

اور امام ترمذی نے بسند حسن اور امام بیہقی نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم سے روایت کی، بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا تو مجھے اپنی بہتر مخلوق میں کر دیا۔ پھر جب قبائل کو پیدا کیا تو مجھے ان میں بہتر قبیلہ میں رکھا پھر جب افراد کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہتر افراد میں کر دیا۔ پھر جب گھروں کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہتر گھروں میں رکھا۔ میں ان سب سے اپنی نسب اور ذات کے لحاظ سے بہتر ہوں اور مسند بزار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے پاس آئے اور اپنے نسب پر فخر کرنے لگے اور زمانہ جاہلیت کا تذکرہ کرنے لگے۔ حضرت صفیہ نے فرمایا ہم سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو انہوں نے کہا کھجور یا (کہا) درخت ریتلی اور سخت زمین میں اگتا ہے (اس سے ان کا مقصد آپ کے نسب پر طعن کرنا تھا) یہ بات حضرت صفیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ ناراض ہوئے اور حضرت بلال کو حکم فرمایا (کہ لوگوں میں منادی کر دیں) تو انہوں نے لوگوں میں منادی کی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو میں کون ہوں؟ لوگوں نے جواب دیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا نسب بتاؤ۔ لوگوں نے کہا آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو میری اصل کو نچلے درجے کا بتاتے ہیں۔ قسم بخدا میں ان سب سے اپنی اصل اور اپنے مرتبے کے لحاظ سے افضل ترین ہوں اور امام حاکم نے حضرت ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگوں نے آپ کے نسب کے بارے میں طعنہ زنی کی اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہاوت تو اس کھجور جیسی ہے جو ریتلی زمین میں اگتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور

Marfat.com

فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا پھر انہیں دو گروہ کر دیا تو مجھے ان کے بہتر گروہ میں کر دیا۔ پھر ان کو کئی قبائل بنایا تو مجھے ان کے بہتر قبیلہ میں رکھا۔ پھر ان کو کئی گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہتر گھر میں رکھا تو میں تم سب سے قبیلہ اور اپنے گھر کے لحاظ سے بہتر ہوں۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک پر طعنہ زنی کرنا اور آپ کے آباء میں سے کسی کو فاسق فاجر سمجھنا حضور ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو لازم ہے کہ حضور ﷺ کے نسبِ مبارک میں طعن نہ کرے اور آپ کے تمام آباء و امہات کو مومن، موحد، محبوبان خدا مانے امام طبرانی نے ''اوسط'' میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو پلٹ کر دیکھا تو میں نے محمد ﷺ سے افضل کوئی شخص نہیں پایا اور بنی ہاشم سے افضل کوئی قبیلہ نہیں پایا۔ امام ابن حجر نے ''امالی'' میں فرمایا کہ مشرک اللہ کے ہاں مصطفیٰ، مختار (پسندیدہ) افضل اور بہتر ہو ہی نہیں سکتا۔

ان تمام احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک آپ کے تمام آباء و امہات اپنے اپنے زمانہ میں سب لوگوں میں بہتر اور افضل تھے۔ ان کے زمانہ میں ان سے بہتر کوئی اور نہ تھا اور آپ کے تمام آباء کرام طاہرین و امہات طاہرات، سب اہل ایمان و اہل توحید تھے۔

یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامہ الوری، امام اہل سنت، مجدد الدین و الملت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام الائمہ جلال الملۃ والدین السیوطی نے ان کی کتاب ''اسرار التنزیل'' سے نقل کرنے کے بعد اس کی توضیح و تائید فرمائی اور امام اہل سنت الشاہ احمد رضا بریلوی اس دلیل کو اپنی کتاب شمول

Marfat.com

الاسلام لاصول الرسول الکرام میں نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ علامہ محقق سنوسی وعلامہ تلسمانی شارح شفا و امام ابن حجر مکی اور علامہ محمد زرقانی شارح مواہب و غیرھم اکابرین نے اس کی تائید وتصویب کی۔ باخدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار

حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تمام لوگ دین اسلام پر تھے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ آیت: 218)

لوگ ایک دین پر تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، اپنی تفاسیر میں اور امام بزار اپنی مسند میں اور امام حاکم ''مستدرک'' میں سند صحیح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

کان بین آدم و نوح عشرہ قرون کلھم علی شریعہ من الحق فاختلفوا فبعث اللہ النبیّن

(مسالك الحنفاء صفحه 26 مستدرك، جامع البيان)

آدم ونوح علیہ السلام کے درمیان دس طبقے ہوئے۔ سب اللہ کی طرف سے ایک دین پر تھے پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ اور امام ابویعلی، امام طبرانی، امام ابن ابی حاتم، سند صحیح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: علی الاسلام کلھم (مسند ابویعلی ومسالک الحنفا صفحہ 27) نوح علیہ السلام سے پہلے سب لوگ دین اسلام پر تھے۔

اور امام ابن سعد، طبقات میں ایک اور سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی

Marfat.com

ہیں کہ آدم ونوح علیہ السلام کے درمیان تمام لوگ دین اسلام پر تھے۔ (طبقات ابن سعد)

اور بطریق سفیان بن سعید ثوری، وہ اپنے باپ سے، وہ حضرت عکرمہ سے راوی ہیں کہ آدم ونوح علیہ السلام کے درمیان لوگوں کے دس طبقے تھے۔ جو سب کے سب دین اسلام پر تھے۔ (طبقات ابن سعد)

اور امام ابن ابی حاتم آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے راوی ہیں کہ آدم ونوح علیہ السلام کے مابین لوگوں کے دس طبقے تھے جو سب ہدایت اور اللہ کی طرف سے ایک شریعت پر تھے۔ پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (مسالک الحنفا صفحہ 26)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک

اب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کی مکمل تفصیل پوری وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ آپ کا نسب مبارک یوں ہے۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ۔ آپ کے والد کا اسم گرامی عبداللہ ہے اور حضرت عبداللہ مومن، موحد، صالح ومتقی پرہیز گار تھے۔ آپ کا مومن وموحد اور دین ابراہیمی پر ہونا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے پہلے براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے واضح کر دیا ہے۔

اب یہاں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ اہل کتاب اور کاہنوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور آپ کی نبوت کی خبر دی اور یہ بات عرب میں پھیلی اور اس بات کا علم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وسیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو ہوا تو حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اس کی تصدیق کی اور لوگوں کو

Marfat.com

اس کی خوش خبری سنائی اور خود لوگوں کو بتایا کرتے کہ ہمارے صاحبزادے اللہ کی طرف سے رسول مبعوث ہوں گے اور وہ لوگوں کو اللہ کی توحید کی دعوت دیں گے اور بتوں کو توڑیں گے اور اس کی خود تصدیق بھی فرمائی اور ان سے کفر و شرک کبھی نہیں ہوا، تو کیا ابھی وہ مومن اور مسلمان نہ تھے۔؟ اور ایمان و اسلام کسی اور چیز کا نام ہے؟ کذا قال الامام السیوطی فی کتابہ (التعظیم والمنہ صفحہ 44)

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک ماہ مدینہ طیبہ میں مرض کی حالت میں رہے اور ایک ماہ بعد وہاں آتے ہوئے راستہ میں آپ کا انتقال ہوا، اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اور ابھی نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت نہیں ہوئی تھی۔ (التعظیم والمنہ صفحہ 45)

حضرت عبداللہ کے والد کا اسم گرامی بقول امام ابن قتیبہ عامر اور بقول امام ابن اسحاق شیبہ ہے اور یہی صحیح ہے۔ آپ کا لقب عبدالمطلب ہے۔ آپ نے ایک سو چالیس سال عمر پائی۔ (الروض الانف جلد 1 صفحہ 5)

حضرت عبدالمطلب کی پانچ بیویاں تھیں۔ فاطمہ، بالہ، نتیلہ، ممنعتہ، لبنا، آپ کی کنیت ابوالحارث ہے کیونکہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث ہے۔
حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

(1) حارث (2) زبیر (3) حمزہ (4) ضرار (5) ابوطالب، ان کا نام عبدمناف ہے (6) ابولہب، ان کا نام عبدالعزی (7) مقوم، ان کا نام عبدالکعبہ ہے اور بقول بعض مقوم اور عبدالکعبہ دو ہیں۔ یعنی مقوم کا نام عبدالکعبہ نہیں بلکہ عبدالکعبہ ان کے بھائی ہیں۔ (8) حجل، ان کا نام مغیرہ ہے (9) غیداق، ان کا نام نوفل ہے (10) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

(ابن کثیر جلد 1 صفحہ 184)

Marfat.com

اورآپ کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں:

(1) اروی (2) برۃ (3) امیمہ (4) صفیہ (5) عاتکہ (6) اُمِ حکیم (بیضاء)

حضرت صفیہ، حضرت حمزہ۔ مقوم، حجل کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہیب، یا وہب بن عبدمناف بن زہرہ ہے اور وہ (ہالہ) نبی کریم ﷺ کی خالہ ہے (الاصابہ جلد 4 صفحہ 348 واسد الغابہ ج۔ 7 صفحہ 172) اور عباس، ضرار کی والدہ کا نام نتیلہ بنت جناب یا خباب بن کلیب یا کلب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر بن ضحیان، بن سعد بن خزرج بن تیم اللہ بن نمر بن قاسط (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 166 والاصابہ صفحہ 271 ج2)

تاریخ الخمیس میں ہے کہ عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام قثم ہے ان میں حضرت عبداللہ اپنے سگے بھائی و بہنوں میں سب سے چھوٹے ہیں اور حضرت عباس و حضرت حمزہ حضرت عبداللہ سے چھوٹے ہیں اور نوفل (غیداق) کی والدہ کا نام ممتعۃ بنت عمرو بن مالک الخزاعیہ ہے اور ابولہب کی والدہ کا نام لبنا بنت ہاجر بن عبدمناف بن ضاطر بن حبشیہ بن سلول بن کعب الخزاعی اور حضرت عبداللہ، ابوطالب، زبیر، عبدالکعبہ، بیضاء، (ام حکیم) امیمہ، برہ، عاتکہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن مخزوم اور فاطمہ کی والدہ کا نام مخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب، صخرہ کی والدہ کا نام تعمر بنت عبد بن قصی بن کلاب۔ عبدالکعبہ، ضرار، قثم بچپن میں فوت ہو گئے تھے اور باقی سب بعثت نبوی سے قبل فوت ہو گئے لیکن ابوطالب، ابولہب اور حضرت عباس و حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ صفیہ واروی و عاتکہ نے زمانہ اسلام پایا۔ ان میں بالاجماع علماء حضرت عباس و حمزہ رضی اللہ عنہم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئے اور اروی و عاتکہ کے

Marfat.com

متعلق اختلاف ہے۔ امام محمد بن سعد اور امام ابوجعفر عقیلی کے بقول وہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ اور بقول محمد بن سعد ان دونوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور امام ابوجعفر عقیلی نے ان دونوں کو صحابیات میں شمار کیا اور محمد بن سعد اور ابوجعفر عقیلی کے علاوہ نے ان دونوں کو صحابیات میں شمار کیا اور محمد بن سعد اور ابوجعفر عقیلی کے علاوہ دیگر ائمہ کے نزدیک اروی اور عاتکہ مسلمان نہ ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی پچیس ہوئے، ان میں سے طالب بن ابی طالب اور عتیبہ بن ابی لہب اسلام نہ لائے اور باقی سب نے اسلام قبول کرلیا۔

ان کی تفصیل یہ ہے:

☆ ابوطالب کے چار بیٹے تھے: طالب، عقیل رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دس بیٹے ہوئے: الفضل، عبداللہ، عبیداللہ، قثم، عبدالرحمٰن، معبد، کثیر، حارث، عون، تمام۔

☆ حارث کے پانچ بیٹے تھے: ابوسفیان، نوفل، ربیعہ، مغیرہ، عبدشمس۔

☆ زبیر کا ایک بیٹا ہوا: عبداللہ۔

☆ ابولہب کے تین بیٹے ہوئے: عتبہ، عتیبہ، معتب۔

☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے ہوئے: عمارہ: یعلی۔

نبی کریم ﷺ کی چچا زاد بہنیں دس تھیں: ابوطالب کی دو بیٹیاں، امام ہانی، حمنہ۔ حضرت عباس کی تین اُم حبیب، صفیہ، امینہ، حارث کی ایک، اروی۔ زبیر کی دو، ضباعہ، اُم حکیم۔ ابولہب کی ایک، درہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی امامہ تھی۔

نبی کریم ﷺ کی پھوپھیوں کی تمام اولاد گیارہ لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ عامر بن بیضا، یہ کریز بن ربیعہ سے تھے۔ عبداللہ وزہیر ابنا عاتکہ یہ ابوامیہ

Marfat.com

مخزومی سے ہوئے اور ابوسلمہ بن برہ، عبدالاسد مخزومی سے اور عبداللہ، عبید اللہ، ابواحمد، بنو امیمہ، جحش سے ہوئے۔ طلیب بن اروی عمیر بن وہب سے ہوئے اور زبیر، سائب، عبداللہ بنو صفیہ، عوام سے ہوئے۔ ان میں سے عبداللہ بن جحش کے سوا سب نے اسلام قبول کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے اور لڑکیاں زینب، اُمِ حبیبہ، حمنہ۔ (تاریخ الخمیس صفحہ 159 وصفحہ 160)

انسان العیون میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب نہایت حلیم الطبع، بڑے دانا اور قریش کے ملجا وماویٰ تھے اور بہت سخی تھے۔ زیادہ سخاوت کی بنا پر آپ کو فیاض کہا جاتا تھا۔ مستجاب الدعوات تھے اور اپنی اولاد کو گناہوں سے روکتے اور مکارم اخلاق (نیکیوں) کا حکم دیتے اور ظلم و بغاوت سے منع کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ظالم اپنے ظلم کی سزا لئے بغیر دنیا سے ہرگز نہیں جائے گا۔ تو ایک بار آپ سے کہا گیا کہ شام کا رہنے والا ایک شخص بڑا ظالم تھا مگر اس کو دنیا میں اس کے ظلم کی سزا نہیں ملی۔ تو کچھ دیر آپ نے سوچا اور اس کے بعد فرمایا! بخدا اس جہان کے بعد ایک اور جہان ہے۔ اس میں نیکوں کو ثواب اور بروں کو سزا دی جائے گی۔ وہ مؤحد تھے اور آپ شراب، زنا، محرمہ عورتوں سے نکاح کرنا حرام سمجھتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹتے تھے۔ ایفائے عہد (نذر، منت پوری کرنے) کو واجب جانتے تھے اور بغیر کپڑوں کے طواف کعبہ سے منع کرتے اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکتے تھے اور اسلام نے بھی ان باتوں کو برقرار رکھا۔ چنانچہ امام علی بن برہان الدین حلبی شافعی لکھتے ہیں۔

کان مستجاب الدعوات و یقال له الفیاض لجوده (الی ان قال) و کان من حلماء قریش و حکمائها (وملجاء هم فی الامور فکان شریف قریش و سیدها کما لا وفعالا من غیر

Marfat.com

مدافع) (الی ان قال) یامر اولاده بترک الظلم و البغی و یحثهم علی مکارم الاخلاق و ینهاهم عن دنیئات الامور وکان یقول لن یخرج من الدنیا ظلوم حتی ینتقم منه و تصیبه عقوبة الی ان هلک رجل ظلوم من اهل الشام لم تصبه عقوبه: فقیل لعبد المطلب فی ذلک ففکر و قال واللّٰه ان وراء هذه الدار دارًا یجزی فیها المحسن باحسانه و یعاقب المسیء باء ساء ه ای فالظلوم شانه فی الدنیا ذلک حتی اذ خرج من الدنیا ولم تصبه العقوبة فهی معده فی الاخره (الی ان قال) ووحد اللّٰه سبحانه و تعالٰی و تو ثرعنه سنن جاء القرآن باکثر ها و جاء ت السنة بها منها الوفاء بالنذر والمنع من نکاح المحارم وقطع ید السارق والنهی عن قتل المؤدة وتحریم الخمر والزنا وان لا یطوف بالبیت عریان۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 4)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی محبت فرماتے تھے حتیٰ کہ حضور کے بغیر کھانا بھی نہ کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرا بیٹا اس اُمت کا نبی ہے۔ اسی لئے حضرت عبدالمطلب نے اپنی وفات سے قبل ابوطالب کو وصیت فرمائی کہ میرے اس بیٹے کی حفاظت کرنا۔ جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس تھی۔ حضرت عبدالمطلب کے بعد ابوطالب نے آپ کی کفالت کی۔ (السیرۃ النبویہ لابن کثیر جلد 1 صفحہ 240 وصفحہ 241)

امام جلال الملت والدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ، امام المتکلمین قامع البدعت ناصر الدین، امام اہل سنت فخر الدین رازی سے ناقل ہیں کہ حضرت عبدالمطلب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ملت ابراہیمی پر تھے اور خود امام سیوطی نے اس قول کی تائید و تصویب فرمائی۔

(مسالک الحنفا صفحہ 39)

پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام مسعودی کی کتب کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

مات مسلما لما رای من الدلائل علی نبوہ محمد ﷺ انه لا یبعث الابالتوحید (مسالك الحنفا صفحه 40)

یعنی حضرت عبدالمطلب کی وفات بحالت اسلام ہوئی کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کی نبوت اور آپ کے داعی توحید ہونے کے دلائل دیکھ چکے تھے۔

امام ابن سعد اپنی کتاب ''الطبقات'' میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ زمانہ جاہلیت میں مرد کی دیت دس اونٹ تھی تو حضرت عبدالمطلب نے سب سے پہلے، مرد کی دیت سو اونٹ مقرر کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسی کو برقرار رکھا۔

(طبقات ابن سعد)

امام المحدثین ابوداؤد اور امام نسائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پر نور سید الانبیاء و المرسلین ﷺ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک پاک خاتون (فاطمہ) رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھا۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو فرمایا: اپنے گھر سے باہر آپ کہاں گئی تھیں؟ اس خاتون نے عرض کی، یہ جو ایک موت ہوگئی تھی، میں ان کے یہاں تعزیت و دعائے رحمت کرنے گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔ عرض کی، اللہ کی پناہ کہ میں وہاں تک جاتی۔ حالانکہ حضور سے اس بارے میں جو ارشاد ہوا وہ سن چکی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لو بلغتها ما رایت الجنه حتی یراها جد ابیك (سنن ابی داؤد، سنن نسائی) اگر تو وہاں

Marfat.com

تک ان کے ساتھ جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک تیرے باپ کے دادا عبدالمطلب نہ دیکھیں۔ امام اہل سنت سیدی و آقائی و مولائی الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب: شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام میں لکھتے ہیں، یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں تجھے جانا نہ ملتا۔ بلکہ اس وقت جاتیں جبکہ عبدالمطلب داخل بہشت ہوں گے۔ (صفحہ 10)

حضرت عبدالمطلب کے مؤمن ہونے کی ایک اور دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وللّٰہ العزہ ولرسولہ و للمؤمنین و لکن المنافقین لا یعلمون۔

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔ لیکن منافق اسے نہیں جانتے۔ (المنافقون آیت:8)

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثی و جعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم ان اللّٰہ علیم خبیر۔ (الحجرات)

اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مذکر و مونث سے پیدا کیا اور تمھیں کئی قومیں اور قبائل بنایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تمہارا سب سے عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

ان آیات کریمہ میں ربّ العزت جل وعلا نے عزت و بزرگی اور شرف و

Marfat.com

فضیلت کو مسلمانوں کے ساتھ خاص کر دیا اور کافر کتنا ہی شریف القوم ہو اس کو لئیم و ذلیل اور رسوا ٹھہرایا اور کسی لئیم و ذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزت و شرف والے کے لئے لائق تعریف نہیں۔ لہٰذا کافر باپ دادوں کی طرف انتساب میں فخر کرنا حرام ہوا۔ امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ دو شخصوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا نسب شمار کیا۔ ان میں ایک نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں بن فلاں ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دو شخص اپنا نسب شمار کرنے لگے۔ ایک نے کہا، میں فلاں بن فلاں ہوں، تو پشتوں تک شمار کیا اور سب کفار تھے اور دوسرے نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں اور دو پشتوں تک شمار کیا اور وہ سب مسلمان تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ کہ جس نے اپنی نو پشتوں تک نسب شمار کیا، اس کے وہ آباء دوزخی ہیں اور ان کا دسواں یہ شخص دوزخی ہے اور جس نے اپنا نسب دو پشتوں تک شمار کیا، اس کے وہ آباء جنتی ہیں اور یہ ان کا تیسرا جنت میں ہوگا۔ (شعب الایمان)

اور امام بیہقی و امام احمد بن حنبل بسند صحیح حضرت ابوریحان رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> من انتسب الی تسعة اباء کفار یریدبهم عزا و شرفا فهو عاشرهم فی النار. جو شخص عزت و شرف چاہنے کے لئے اپنی نو پشت کافروں کا ذکر کرے کہ فلاں بن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہوگا۔ (مسند احمد ۴/۱۳۴۔ والبیہقی فی شعب الایمان، واللفظ لہ)

احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے فضائل کریمہ بیان کرتے ہوئے اور مقام مدح میں کئی بار اپنے آباء و

Marfat.com

امہات کرام کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ امام احمد، امام بخاری ج اص ۴۰۱، امام مسلم ج ۲ ص ۱۰۰، امام نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن ارادہ الٰہیہ کے مطابق کچھ دیر کے لئے مسلمانوں پر کفار غالب ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شان جلال طاری ہوئی۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے انا النبی لاکذب انا بن عبدالمطلب، میں اللہ کا نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں۔ میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ وامام ابونعیم رضی اللہ عنہم حضرت براء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ارادہ فرما رہے تھے کہ اکیلے ان ہزاروں کافروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ سواری مبارک کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے تھے کہ آگے نہ بڑھ جائے اور حضور فرما رہے تھے۔ انا النبی لاکذب۔ انا بن عبد المطلب۔ میں سچا نبی ہوں۔ اللہ کا پیارا ہوں، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، دلائل النبوۃ)

امام ابن عساکر مصعب بن سینہ سے وہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر سواری مبارک کی لگام روکے ہوئے تھے اور حضرت عباس دمچی تھامے اور حضور فرما رہے تھے انا النبی لاکذب۔ انا بن عبدالمطلب میں ہی خاص نبی ہوں، میں ہوں فرزندِ عبدالمطلب کا پسر صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بحوالہ شمول الاسلام) نیز امام ابن ابی شیبہ اور امام ابن جریر حضرت براء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ جب کفار بہت قریب آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری مبارک سے نیچے تشریف لائے اس وقت بھی یہی فرما رہے تھے انا النبی لاکذب، انا ابن عبدالمطلب اللھم انزل نصرك، میں ہوں نبی برحق سچا، میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا۔ الٰہی اپنی مدد نازل فرما۔

Marfat.com

پھر اپنے ہاتھ مبارک میں خاک کی ایک مٹھی لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا شاھت الوجوہ (بگڑ گئے چہرے) وہ خاک ان ہزاروں کافروں تک ایک ایک کی آن میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے۔ ان کفار میں سے بعد میں جو مشرف بہ اسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس ﷺ نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں، ہمیں اس وقت یہ نظر آیا کہ آسمان سے زمین تک تانبے کی ایک دیوار کھڑی کی گئی ہے اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے تو ہمارے لئے سوائے بھاگنے کے اور کوئی راہ نہ تھی صلی اللہ تعالیٰ علی الحق المبین سید المنصورین وآلہ و بارك وسلم تو بحکم احادیث مذکورہ وآیات قرآنیہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے تمام آباء وامہات مسلمین ومسلمات اور اللہ تعالیٰ کے یہاں معظم ومکرم اور اس کے محبوب بندے تھے۔ والحمد للہ: یہ دلیل امام اہل سنت فاضل بریلوی نے افادہ فرمائی: فجزاہ اللہ عنی خیرا۔

مذھب الصلحاء فی آباء المصطفیٰ

آیت نمبر 4:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ٥ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ الایة (البقرہ:128-129)

اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں ایک اُمت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما، بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں

Marfat.com

ایک رسول انہیں میں سے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام نے اطاعت و اخلاق میں زیادہ کمال کے حصول کے لئے اور توبہ تواضع کے طور پر اور اپنی اُمت و ذریت کو تعلیم کے لئے فرمائی۔ فیھم اور منھم میں ھم ضمیر کا مرجع امۃ مسلمۃ یعنی وہ رسول اسی اُمت مسلمہ میں پیدا فرما اور انہیں میں سے پیدا فرما چنانچہ امام جلال الدین محلی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ فیھم ای اھل البیت (رَسُوْلًا مِّنْهُمْ) من انفسھم و قد اجاب اللہ دعاء ٥ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (ص 27) حاشیہ صاوی میں ہے۔ ای اھل بیت ابراھیم وھم ذریتہ (1 ص 55) یعنی ہماری اہل بیت اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ میں انہیں میں سے مبعوث فرما اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وہ دعا قبول فرمائی کہ آپ کی اولاد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ خیال رہے اس سے مطلق ذریت مراد نہیں بلکہ اولاد ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام میں سے امۃ مسلمہ مراد ہے۔ چنانچہ امام ابومحمد الحسین البغوی متوفی 16ھ معالم التنزیل میں اور علامہ علاؤ الدین علی الخازن متوفی 725ھ لباب التاویل میں اور امام حافظ الدین ابوالبرکات نسفی مدارک التنزیل میں اور علامہ اسماعیل حقی بروسوی متوفی 1137ھ روح البیان میں فرماتے ہیں وابعث فیھم ای فی الامۃ المسلمۃ من ذریت ابراھیم و اسماعیل علیہ السلام۔ رسول منھم ای مرسلا منھم (معالم التنزیل واللفظ لہ" ج 1 ص 111 وخازن 1-111 ومدارک ج۔2 ص 28 مع الاکلیل وروح البیان۔ 1۔ص 236) اور بھیج ان میں یعنی ہماری اولاد میں (ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے مسلمانوں میں) ایک رسول انہیں میں سے لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاد اسماعیل علیہ السلام کے جس گروہ کے لوگوں میں پیدا ہوئے وہ ملت ابراہیمی پر تھے اور مسلمان تھے۔

Marfat.com

آیت نمبر 5:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ (مریم 30-33)

(عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بے شک میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا نبی کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز، زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک میں جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور رہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

اللہ تعالیٰ ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں ارشاد فرما رہا کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر جب وہ ایک دن یا 33 دن یا چالیس دن کے تھے۔ اپنی قوم کے پاس لائیں اور وہ لوگ صالحین تھے، بولے اے زُہد و تقویٰ میں ہارون مرد صالح کی شبیہ نہ تیرا باپ عمران بدکار تھا اور نہ تیری ماں تو بغیر شادی کے یہ بچہ کہاں سے لائی تو حضرت مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو یہ کہاں سے آیا ہے۔ کہنے لگے جو پالنے میں بچہ ہے ہم اس سے کیسے بات کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اپنی والدہ محترمہ طیبہ طاہرہ کا دودھ پی رہ تھے آپ نے ان کی یہ بات سن کر دودھ چھوڑ دیا اور بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے دائیں دست مبارک کی سبابہ انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں یہ اقرار سب سے پہلے اس لئے کیا تا کہ آپ کو کوئی شخص

Marfat.com

خدایا خدا کا بیٹا نہ کہے پھر فرمایا اللہ نے مجھے کتاب انجیل دی ہے اور مجھے نبی اور برکت والا اور اپنی والدہ سے حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے نماز اور تزکیہ نفس یا مالک نصاب ہونے کی صورت میں تاحیات زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور مجھے متکبر و نافرمان نہیں بنایا۔ اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہوگئی جو آپ کی والدہ طیبہ پر لگائی جانے والی تھی کیونکہ یہ تمام اوصاف اللہ تعالیٰ کے کاملین اور ہر قسم کی رجس سے پاک بندوں کی ہیں پس جس کو اللہ تعالیٰ اس مرتبہ عظیمہ و اوصاف جمیلہ سے نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کے آباء و امہات پورا نسب ہر قسم کے رجس سے نہایت پاک و طاہر ہوتا ہے۔ تبھی تو یہ اوصاف سن کر قوم مریم رضی اللہ عنہا کو حضرت مریم کی پاکیزگی و برات کا یقین ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ محترمہ کی واضح لفظوں میں اس بری تہمت سے برات بیان کرنے کی بجائے اس مرتبہ عظیمہ و اوصاف جمیلہ کے ذکر پر اکتفاء کر کے اس طرف واضح اشارہ کر دیا کہ لوگو اللہ کے نبی کے ماں باپ اور اس کا نسب ہر قسم کی برائی اور رجس سے طاہر ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نسب کا ہر قسم کی برائی سے پاک ہونا اور رجس سے پاک امم سابقہ میں متعارف تھا اس لئے بنی اسرائیل نے حضرت مریم کی برات کا یقین کیا لہٰذا اشارہ النص سے ثابت ہوا حضور سید الانبیاء والمرسلین کے جمیع آباء و امہات ہر قسم کے گناہ ورجس سے طاہر ہے۔ اس کے علاوہ ان آیات میں انبیاء کا علم غیب باعطاء الٰہی اور مبارک ہونا واضح ہے اور نبی کا ذکر ولادت اور ان پر قانون الٰہی کا نافذ ہونا اور موت کے بعد اٹھنے کا واضح بیان ہے۔ روح البیان میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے۔ اقر علی نفسه بالعبودية اول ماتكلم ردا على من يزعم ابوية من النصارى و ازاله للتهمه عن الله مع افادة ازالة تهمة الزنى عن امه لانه تعالىٰ لا يخص الفاجره

Marfat.com

بولد مثله (ج 5 ص 330) اقوال اللہ تعالیٰ یہ شرف فاجرہ کو عطا نہیں فرماتا تو کافرہ و مشرکہ کو کیونکر عطا فرماتا ہے۔ پس آباء و امہات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا فسق و فجور اور کفر و شرک سے پاک ہونا ثابت ہوا۔ پھر صفحہ 331 پر ہے۔ فلما کلمھم عیسی بھذا الکلام ایقنو ببراۃ امہ وانھا من اھل العصمۃ والبعد من الریبۃ" اور صاوی علی الجلالین میں ہے۔ وکل ھذہ الاوصاف تقتضی براہ منہ لان ھذہ اوصاف الکاملین المطھرین من الارجاس (ج 3 ص 31) اور اسی طرح معالم التنزیل و خازن میں ہے۔ (ج۔ 4 ص 245)

حضرت عبدالمطلب کے والد کا نام عمر اور لقب ہاشم ہے اور آپ کو ابوالبطحا و سید البطحا کہا جاتا تھا۔ قریش کے سردار تھے اور نہایت ہی سخی تھے۔ جب ماہ ذی الحجہ کا چاند نظر آتا تو آپ قریش کو یہ خطاب فرماتے تھے۔

اے معشر قریش تم عرب کے سردار ہو اور تم نہایت ہی دانا و اہل عقل ہو اور تم اپنے نسب کے لحاظ سے سب سے فضیلت و شرف رکھتے ہو اور تم اللہ کے گھر کے پڑوسی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے گھر کے متولی ہونے کا شرف بخشا ہے اور بنی اسماعیل میں سے کسی اور کو یہ شرف عطا نہیں فرمایا۔ تمہارے پاس اللہ کے گھر کی زیارت کرنے کو لوگ آتے ہیں۔ وہ اللہ کے مہمان ہیں۔ تم ان کی تعظیم کیا کرو اور اپنے پاک، طیب و حلال مال سے ان کی مدد کیا کرو۔ قسم بخدا۔ اگر میرا پاس اتنا مال ہوتا کہ میں اکیلا ان سب سے تعاون کرسکوں تو میں اکیلا ان سب کی مدد کرتا۔ تو قریش اپنے حلال مال سے آپ کے پاس دارالندوہ میں حسب توفیق جمع کراتے اور آپ حجاج کرام کی مدد کیا کرتے تھے۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 6)

امام شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار البکری متوفی 966ھ "المنتقی" سے نقل کرتے ہیں کہ۔

Marfat.com

وكان نور رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى وجهه يتوقد شعاعه ويتلا لاضياء ولا يراه احد من الاحبارا لا قبل يديه ولا يمر بشىء الاسجد اليه تفد اليه قبائل العرب و وفود الاحبار يحملون بناتهم الاحبار يعرضون عليه ليتزوج بهن حتى بعث اليه هرقل ملك الروم و قال ان لى ابنتالم تلد النساء اجمل منها ولا ابهى وجها فاقدم الى حتى ازوجكها فقد بلغنى جودك و كرمك وانما اراده بذلك نور رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الموصوف عندهم فى الانجيل وكان هاشم يا بى وكان ينطلق الى جبل شهير يسال الله السماء (الى ان قال) فلم يزل هاشم كذلك حتى ارى فى منامه ان يز ـج سلمى بنت عمر و بن زيد بن لبيد بن خداش بن عامر بن غنم بن عدى بن النجار فهى نجاريه وثانية الجدات الابويات النبوية و كانت قبل هاشم تحت احيحة بن الجلاح فولدت له عمر و بن احيحة وهو اخو عبدالمطلب اسمه شيبه لامه وكانت فى زنمانها كخديجه فى زمانها لها عقل و حلم فولدت له عبدالمطلب اسمه شيبه الحمد و قيل عامر و فيه نور رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

(تاريخ الخميس فى احوال انفس نفيس جلد 1 صفحه 157، 158)

حضور اکرم ﷺ کا نور مبارک ان کے چہرے مبارک میں چمکتا تھا اور اس کی روشنی آپ کے چہرے میں دمکتی تھی، اور علماء میں سے جب کوئی انہیں دیکھتا تو

Marfat.com

ان کے ہاتھ چومتا اور جب آپ کسی شے کے قریب سے گزرتے تو وہ آپ کو سجدہ کرتی اور قبائل عرب آپ کی طرف ہدیہ بھیجتے اور علماء کے وفود اپنی لڑکیاں آپ کی خدمت میں پیش کرتے کہ آپ ان سے نکاح کریں۔ حتیٰ کہ شاہ روم ہرقل نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میری لڑکی نہایت ہی خوبصورت ہے تو آپ میرے ہاں تشریف لائیں کہ میں آپ کا اس لڑکی سے نکاح کر دوں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نہایت ہی سخی و معزز و مکرم ہیں اور اس سے شاہ روم کا مقصد یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک اس کی لڑکی کی طرف منتقل ہو۔ جس کی صفت ان کی یہاں انجیل میں موجود تھی اور حضرت ہاشم انکار کرتے رہے اور جبل ثور کی طرف جا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے (الی ان قال) تو آپ ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انہیں خواب میں بتایا گیا کہ حضرت سلمی بنت عمرو سے نکاح کریں یہ بنی بخار کی خاتون تھیں اور حضور ﷺ کی دوسری دادی ہیں اور وہ حضرت ہاشم سے پہلے احیحہ بن جلاح کے نکاح میں تھیں اور ان کے یہاں ان سے عمرو بن احیحہ پیدا ہوا تو وہ حضرت عبدالمطلب کا ماں کی طرف سے بھائی ہے اور حضرت سلمی اپنے زمانہ میں عقل و حلم کے اعتبار سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح تھیں۔ پھر حضرت ہاشم کے یہاں ان سے حضرت عبدالمطلب پیدا ہوئے ان کا نام شیبہ الحمد اور بقول بعض عامر ہے اور ان میں رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک منتقل ہوا۔

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کی پانچ بیویاں تھیں۔ چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں حضرت ہاشم کی ازواج کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) سلمی بنت عمرو نجاریہ اور نجار کا نام یتم بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج ہے۔ حضرت سلمی کی والدہ کا نام عمیرہ بنت صخر بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار، عمیرہ کی والدہ کا نام سلمی بنت عبدالاشمل النجاریہ ہے۔ سلمی بنت عمرو حضرت

Marfat.com

عبدالمطلب اور رقیہ کی والدہ ہیں۔

(2) قیلہ بنت عامر بن مالک الخزاعی۔

(3) ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ۔

(4) قبیلہ بنی قضاعہ کی ایک خاتون تھیں، اس کا نام مذکور نہیں۔

(5) واقدہ بنت ابی عدی المازنیہ۔

حضرت ہاشم کی اولاد کے نام یہ ہیں۔

(1) عبدالمطلب (2) اسد، اور وہ فاطمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کے والد ہیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نانا ہیں (3) ابوصیفی، اس کا نام عمرو ہے (4) نضلہ۔ لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ (1) شفاء (2) خالدہ (3) صفیہ (4) رقیہ (5) حمنہ اور بقول ابن کثیر حیہ (السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 102) اسد کی والدہ قیلہ ہے اور ابوصیفی اور حمنہ کی والدہ ہند، اور نضلہ، وشفا کی والدہ بنی قضاعہ سے تھیں۔ خالدہ وصفیہ کی والدہ واقدہ ہے۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 158) آپ کی وفات شام کی طرف سفر کرتے ہوئے مقام غزہ پر ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر بیس یا چوبیس یا پچیس سال تھی۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 6)

حضرت ہاشم کے والد عبدمناف ہیں۔ عبدمناف کا نام مغیرہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے جد (دادا) اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چوتھے جد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نویں (۹) جد ہیں۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 7)

آپ کی کنیت ابوعبدشمس ہے۔ نہایت ہی حسین وجمیل تھے۔ اسی وجہ سے انہیں قمر (چاند) کہا جاتا تھا۔ قریش کے سردار تھے۔ حضرت زبیر موسیٰ بن عقبہ سے راوی ہیں کہ عبدمناف کی وفات کے بعد بیت اللہ کے قریب ایک پتھر کے نیچے ایک مکتوب پایا گیا جس میں لکھا تھا۔ انا المغیرہ بن قصی امر بتقوی اللہ و

Marfat.com

صله الرحم یعنی میں مغیرہ بن قصی حکم دیتا ہوں اللہ سے ڈرنے اور صلہ رحمی کا۔

امام واقدی سے منقول ہے کان نور رسول الله صلی الله علیه وسلم فی عبدمناف وکان فی یده لواء نزار و قوس اسماعیل ، کہ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک عبد مناف میں تھا اور ان کے ہاتھ میں حضرت نزار کا جھنڈا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کمان تھی۔

اور عبد مناف کے پانچ بیٹے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (1) عمرو (2) ہاشم (3) عبد شمس (4) مطلب (5) نوفل اور بقول بعض حضرت عمرو اور ہاشم ایک ہے۔ تو ان کے نزدیک عبد مناف کے چار بیٹے ہوئے اور عبد مناف کی بیٹیاں یہ تھیں۔ (1) ضرر (2) قلابہ (3) حیبیہ (4) ریطہ (5) اُم الاخثم (6) اُمِ سفیان اور بعض نے ابنائے عبد مناف میں ابو عمرو کو بھی شمار کیا ہے۔

عبد مناف کی تین بیویاں تھیں، ایک عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن زکوان سلیمہ۔ اس سے نوفل اور ریطہ اور بقول بعض ابو عمرو کے علاوہ باقی تمام بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اور نوفل، واقدہ بنت عمرو المازنیہ سے اور ابو عمرو ریطہ قبیلہ بنی ثقیف کی ایک عورت سے پیدا ہوئے۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 156) اور حضرت عبد مناف کے والد قصی ہیں اور ان کا نام زید ہے۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قصی کا نام یزید ہے اور انہیں مجمع قریش کہا جاتا تھا۔ قصی بروزن فعیل بعید کے معنی میں ہے۔ کیونکہ حضرت قصی کے والد کا انتقال ان کے بچپن میں ہو گیا تھا تو ان کی والدہ نے ربیعہ بن حزام اور بقول بعض خرام بن ربیعہ العذری سے نکاح کیا اور ان کے ہمراہ شام کی جانب حضرت قصی کو ساتھ لے کر چلی گئیں تو قصی اس طرح اپنی قوم سے دور ہو گئے۔ جب وہ بڑے ہوئے تو ان کا اپنے سوتیلے بھائیوں سے تنازعہ ہو گیا اور انہوں نے ان سے کہا کہ تو اپنی قوم اپنے وطن

Marfat.com

چلا جا تو ہماری قوم سے نہیں ہے، تو حضرت قصی نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرا وطن کونسا ہے اور میں کس قوم سے ہوں۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ تیرا وطن ان کے وطن سے اور تیری قوم ان کی قوم سے بہتر ہے اور تیرا باپ ان کے باپ سے زیادہ عزت والا ہے۔ تو کلاب بن مرہ کا بیٹا ہے۔ تیری قوم بیت اللہ کے قریب مکہ معظمہ میں رہائش پذیر ہے۔ بچپن میں تجھے ایک کاہنہ نے دیکھ کر مجھے کہا تھا کہ تیرا یہ بیٹا اپنی قوم کا سردار ہوگا۔ جب حج کا مہینہ آئے تو بنی قضاعہ کے حاجیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں چلے جانا۔ جب ایام حج آئے تو حضرت قصی حجاج بن قضاعہ کے ساتھ مکہ شریف چلے آئے۔ بنی قضاعہ نے آپ کی بہت قدر کی اور آپ کو اپنا سردار بنایا۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 7)

حضرت عبد مناف کی والدہ قبیلہ بنی سلیم اور بقول بعض بنی خزاعہ سے تھیں۔

حضرت قصی کے چار بیٹے اور دو لڑکیاں تھیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) عبد مناف (ان کا نام مغیرہ) (2) عبد الدار (3) عبد العزیٰ (4) (عبد قصی) اور بیٹیوں کے نام (1) تخمر (2) برہ، حضرت عبد مناف ان میں سب سے بڑے تھے۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 155) حضرت قصی قریش کے سردار تھے۔ قریش اپنے تمام امور ان کے مشورہ سے ہی انجام دیتے تھے اور انہوں نے قبیلہ بنی خزاعہ سے جنگ کی اور قریش کے تمام قبائل کو جمع کیا اور ان سے کہا قریش اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ معظمہ بنایا۔ لہٰذا بیت اللہ کے متولی ہونے کے حقدار قریش ہیں۔ قریش نے ان سے اتفاق کیا اور بنی خزاعہ سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور حضرت قصی بیت اللہ کے متولی مقرر ہوئے۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 155) اور قصی نے قریش کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے لئیم کی عزت کی تو وہ لئیم ہونے میں اس کا شریک ہے اور جس شخص

Marfat.com

نے بری شے کو اچھا سمجھا وہ خود اس کا مرتکب ہو گا اور جس شخص کی اصلاح عزت و کرامت نہ کرے یعنی جو عزت و کرامت کی وجہ سے اپنی اصلاح نہ کرے تو ذلت اس کی اصلاح کر دے گی اور جو شخص اپنی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ سے زیادہ طلب کرے تو وہ محروم ہو جائے گا اور فرمایا کرتے تھے کہ حسد انسان کا پوشیدہ دشمن ہے اور جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی اولاد کو بلا کر کہا کہ شراب سے پرہیز و اجتناب کرنا کہ شراب مقوی بدن ہے لیکن یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 13) امام ابن کثیر اپنی کتاب ''السیرۃ النبویہ'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت قصی حج کعبہ کے بعد قریش کو جمع کر کے وعظ فرماتے اور انہیں اشھر حرم یعنی ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں جنگ و جدال سے منع فرماتے تھے (جلد 1 صفحہ 96)

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قریش کو جمع کرنے والے حضرت قصی ہیں لہٰذا قریش وہی ہوں گے جو حضرت قصی کے زمانہ میں تھے اور ان کی اولاد ہی قریش ہو گی اور جو ان کے اوپر (کلاب مرہ وغیرہ) کی اولاد سے ہو وہ قریشی نہیں ہو گا۔ اس سلسلے میں ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ قول باطل ہے بلکہ یہ قول بعض رافضیوں کی طرف منسوب ہے کیونکہ اگر اس قول کو درست تسلیم کیا جائے تو اس سے یہ ثابت ہو گا کہ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قریش میں سے نہیں، اس لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امامت عظمٰی اور خلیفۃ المسلمین ہونے کا کوئی حق نہیں تھا۔ کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان ہے، الائمہ من قریش کہ ائمہ اور خلفاء المسلمین قریش سے

Marfat.com

ہوں گے کیونکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک میں حضرت قصی کے بعد حضرت مرہ میں جمع ہوتے ہیں اور تیم بن مرہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان پانچ آباء کا واسطہ ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے نسب مبارک میں حضرت کعب میں جمع ہوتے ہیں اور حضرت کعب اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان سات آباء کا واسطہ ہے۔

...... بن برہان الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وھو قول باطل لانہ توصل بہ الی ان لایکون سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ من قریش فلاحق لھما فی الامامہ العظمی التی ھی الخلافہ لقولہ ﷺ الائمہ من قریش۔ (انسان العیون معروف بہ سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 15)

حضرت قصی کی والدہ کا نام فاطمہ بنت سعد بن سیل بن عزرہ ہے۔ یہ خاتون پہلے حضرت حکیم کے نکاح میں تھیں۔ ان کے یہاں اس سے دو بیٹے ہوئے، ایک زہرہ اور دوسرے قصی۔ جب حضرت حکیم کا انتقال ہوا تو اس وقت زہرہ نوجوان تھے اور قصی فطیم (دودھ پیتے بچے) تھے۔ حکیم کے انتقال کے بعد بنی قضاعہ کے کچھ لوگ حج کرنے کی نیت سے مکہ معظمہ میں چلے آئے۔ اس قافلہ میں ربیعہ بن خرام بن ضبہ بن عبد کبیر بن عزرہ بھی تھے تو وہاں (مکہ) ربیعہ بن خرام نے فاطمہ بنت سعد سے نکاح کرلیا اور حج کے بعد فاطمہ بنت سعد کو ساتھ لے کر شام کی طرف چلے گئے۔ زہرہ مکہ شریف میں ہی رہے اور قصی چونکہ بچے تھے اس لئے فاطمہ بنت سعد انہیں ساتھ لے گئیں۔ ربیعہ بن خرام کے یہاں اس سے رزاح پیدا ہوئے اور ربیعہ کے کسی اور بیوی سے تین بیٹے تھے۔ ان کے نام حسن، محمود، جلمہ ہیں۔ حضرت قصی قریش میں سب سے بڑے عالم تھے اور حق پر

Marfat.com

قائم رہتے تھے نہایت ہی خوبصورت تھے۔ امام حسین بن محمد بن حسن الدیار البکری متوفی 966ھ ارشاد فرماتے ہیں "فخرج قصی شاھا جمیلا (الی ان قال) و عالم قریش د اقومها بالحق) بنی خزیمہ کے بعد قریش میں سب سے پہلے بیت اللہ کے متولی ہوئے، (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 154) اور سعد بن سیل حضرت قصی کے نانا وہ شخص ہیں جس نے تلوار کو سونے اور چاندی سے مزین کیا اور اس نے کلاب بن مرہ کو دو تلواریں ہدیہ میں دیں جو انہوں نے کعبہ معظمہ میں رکھ دیں، اور وہ قبیلہ بنی ازد سے تعلق رکھتے تھے اور یمنی تھے ان کے والد کا نام خیر عرف سیل ہے چونکہ وہ دراز قد تھے اس لئے انہیں سیل کہا جاتا ہے ان کا نسب یہ ہے۔ خیر بن حمالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن عمرو بن خثعمہ بن یشکر بن مبشر بن صعب بن دھمان بن نصر بن الازد۔

عامر کو جادر اس لئے کہا جاتا تھا کہ جب بنی جرھم بیت اللہ کے متولی تھے تو اس دور میں یہ عامر کعبہ معظمہ کی دیواروں کی اصلاح کیا کرتے تھے اور ان کی دیکھ بھال رکھتے تھے۔ حضرت قصی کی والدہ حضرت فاطمہ ازدیہ نبی کریم ﷺ کی دادیوں میں پانچویں نمبر پر ہیں، جب ان سے حضرت قصی پیدا ہوئے تو نبی کریم ﷺ کا نور مبارک ان میں منتقل ہوا چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے۔

وفیہ نور ﷺ (تاریخ الخمیس فی احوال نفس جلد 1 صفحہ 153) حضرت قصی کے والد کا نام حکیم، اور وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی والدہ کے جد ثالث (تیسرے دادا) ہیں حضور اکرم نور مجسم فخر دو عالم سید الانبیاء والمرسلین علیہ وآلہ التحیۃ والتسلیم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب حضرت حکیم کلاب میں مل جاتا ہے، ان سے آگے والدین کریمین کا سلسلہ نسب ایک ہے۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 15) حضرت حکیم کی والدہ کا

Marfat.com

نام نعمی اور بقول امام ابن اسحق ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہے تو وہ کنانہ تھیں اور نبی کریم ﷺ کی جدہ سادسہ ابو یہ ہیں یعنی چھٹی دادی ہیں، حضرت حکیم کے دو بھائی تھے۔ (1) یتم (2) یقظہ یقظہ کی والدہ بارق الاسد یمنی قبیلہ سے تھیں اور یتم کی والدہ ہند بنت سریر بن کلاب تھیں۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 153)

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ یہ کہنا درست نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء مؤمنین صالحین اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے بلکہ جن کے ایمان کی صراحت احادیث میں وارد ہوئی وہی مومن تھے اور جن کے ایمان کی صراحت احادیث و آثار صحابہ میں وارد نہیں ہوئی وہ مؤمن نہ تھے اور حضرت عبدالمطلب و حضرت مرہ کے درمیان نبی کریم ﷺ کے چار آباء ہیں جن کے مؤمن ہونے کی کوئی ...... نہیں اور وہ کلاب، قصی، عبدمناف، (مغیرہ) اور ہاشم ہیں، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

...... بینه و بین عبدالمطلب اربعه آباء وهم کلاب وقصی وعبد مناف و هشام (هاشم) ولم اظفر فیهم لا بهذا ولا بهذا۔ (مسالك الحنفاء صفحه 39)

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کے ایمان کی صراحت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو مؤمن نہ سمجھا جائے گا تو ان کے کفر و شرک کی صراحت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو کافر و مشرک بھی نہ سمجھا جائے گا، اور ان چار حضرات سے کفر و شرک کے صدور کی کوئی صراحت نہیں صرف اس لئے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مؤمن

Marfat.com

ہونے کی صراحت نہیں ملی یا ان کے مؤمن ہونے کی صراحت نہیں ہے کافر و مشرک کہہ دینا غلط اور حقیقت کے برعکس ہے۔

کہ آپ کے والدین کریمین مؤمن، صالح، تھے ہرگز کافر و مشرک نہیں تھے کیونکہ کافر وہ ہوتا ہے جس سے کفر سرزد ہوا اور مشرک وہ ہوتا ہے جس سے شرک صادر ہو لہٰذا جب تک کسی سے کفر و شرک کے صادر ہونے کی دلیل نہ پائی جائے تو قطعاً اسے کافر و مشرک کہنا درست نہیں، اور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین سے کفر سرزد ہونے کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی لہٰذا یقیناً وہ مومن صالح ہی تھے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا، اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے دیکھے تو نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے مؤمن ہونے کی اس سے بڑی اور کوئی دلیل نہیں ہوسکتی امام اہل سنت کی بیان کردہ اس دلیل کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یقین سے ثابت ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کے یہ چار آباء بھی مؤمنین صالحین ہی تھے۔ کیوں کہ ان سے بھی کفر و شرک کے صادر ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ کے آباء و امہات بھی مومن ہی تھے، نیز یہ کہ یہ سب اہل بیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ اللہ اہل بیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء سے نجس کو دور کرنے اور انہیں پاک کرنے کا ارادہ ہی رکھتا ہے کہ تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: فانا واهل بيتي مطهرون من الذنوب۔ (سیرۃ النبویہ لابن کثیر جلد 1 صفحہ 193) ''کہ میں اور میرے اہل بیت سب گناہوں سے پاک ہیں'' اور حضرت مغیرہ (عبد مناف) کے متعلق مروی ہے کہ ان کی وفات کے بعد کعبہ معظمہ کے قریب ایک پتھر کے نیچے سے ایک مکتوب نکلا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

انا المغيرة بن قصي آمر بتقوى الله وصله الرحم۔ (تاریخ الخمیس جلد

Marfat.com

1 صفحہ 156) ''کہ میں مغیرہ بن قصی اللہ سے ڈرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔''

اور سب اہل دانش جانتے ہیں کہ تقویٰ شرک کے منافی ہے بلکہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہی یہ ہے کہ کفر وشرک نہ کیا جائے، لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ حضرت مغیرہ (عبد مناف) مومن، صالح اور اللہ کے محبوب بندے تھے اور ظاہر ہے کہ وہ اپنی اولاد کو تقویٰ و پرہیز گاری کا حکم فرماتے تھے لہٰذا ان کے بیٹے حضرت ہاشم بھی مؤمن ہوں گے، اور حضرت مغیرہ کے متقی و پرہیز گار ہونے سے یہ واضح ہے کہ ان کے والد حضرت قصی بھی متقی تھے کیونکہ عادہ یہ ناممکن ہے کہ والدین کافر ومشرک ہوں اور اولاد کسی ہادی و رہنما کی ہدایت و رہنمائی کے بغیر متقی و پرہیز گار ہو اور ظاہر ہے کہ وہ زمانہ فترۃ تھا۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہادی مبعوث نہ ہوئے تھے اور حضرت حکیم (کلاب) بھی متقی پرہیز گار تھے کیونکہ ان کے والد حضرت مرہ مؤمن صالح اور پرہیز گار تھے اور اپنی اولاد کو تقویٰ و پرہیز گاری کا سبق دیتے تھے۔

حضرت حکیم کے والد کا نام مرہ ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے اور سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جد سادس ہیں اور امام مالک امام دار الہجرۃ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت مرہ میں نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک کے ساتھ جمع ہوتا ہے، ان سے آگے حضور اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وسیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کا نسب ایک ہی ہے۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 15) اور حضرت مرہ بھی مؤمن صالح تھے کیونکہ ان کے والد نے ان کو مؤمن رہنے کی وصیت فرمائی تھی، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسالک الحنفاء میں لکھتے ہیں۔

وولدہ مرہ بن کعب الظاہر انہ کذلک لان اباہ اوصاہ بالایمان

(صفحہ 39)

Marfat.com

حضرت مرہ کی والدہ کا نام وحشیۃ بن شیبان بن محارب فہمیہ، قبیلہ بنی فہم سے تعلق رکھتی تھیں اور نبی کریم ﷺ کی جدہ سابعہ ابویہ (ساتویں دادی) ہیں، حضرت مرہ کے دو بھائی تھے۔

(1) ہصیص (2) عدی: ان کی والدہ بھی حضرت وحشیۃ تھیں اور بقول بعض عدی کی والدہ کا نام حبیبہ بنت بجالہ بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار ہے، وہ بھی فہمیہ تھیں۔ (از تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 153)

حضرت مرہ کے والد گرامی کا نام کعب ہے اور وہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جد ثامن (آٹھویں دادا) ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوہ والتسلیم کے دور میں تھے کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا اس وقت اس کی عمر شریف 33 سال 3 ماہ تھی۔ امام زین الدین مظفر ابن الوردی متوفی 749ھ اپنی کتاب "تتمہ المختصر فی اخبار البشر" میں لکھتے ہیں۔ وعاش المسیح الی ان رفع ثلاثا و ثلاثین سنة و ثلاثه اشهر (جلد 1 صفحہ 42 طبع نجف) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے تقریباً پانچ سو پینتالیس (545) سال بعد نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ چنانچہ امام ابن الوردی متوفی 729ھ فرماتے ہیں۔

وکان بین رفع المسیح و مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمسائه و خمس واربعون سنه تقریبا۔

(المختصر فی اخبار البشر جلد 1 صفحہ 42)

اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے پانچ سو بیس سال بعد (520) نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی انسان العیون میں اور امام حسین بن محمد بن الدیار البکری تاریخ الخمیس میں لکھتے

Marfat.com

ہیں۔

وکان بین موته (الکعب) و الفیل فیما ذکروا خمس مائه سنه و عشرون سنه کذا فی الاکتفاء۔ وقال الحلبی۔ الحق ان الخمس مائه و عشرین انما هی بین موت کعب و الفیل الذی هو مولده صلی الله علیه وسلم کما ذکره ابونعیم فی الدلائل النبوة۔ اقول قد رایت دلائل النبوه للامام ابی نعیم فما وجدت فیه هذا صراحه الاانه فیه۔ وکان بین موت کعب ابن لوئی وبین مبعث النبی صلی الله علیه وسلم خمس مائه وستون سنه۔ (دلائل النبوه جلد 1 صفحه 90)

وکذا نقله عنه الامام جلال الملة والدین السیوطی رحمة الله علیه فی کتابه۔ (الخصائص الکبری جلد 1 صفحه 49)

اس طرح نبی کریم ﷺ کی بعثت حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے پانچ سو ساٹھ سال بعد ہوئی۔ اسی طرح دلائل النبوہ میں امام ابونعیم اور الخصائص الکبری میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ نیز امام حلبی اور امام دیار بکری اور امام ابن کثیر اور قاضی ثناء اللہ مظہری لکھتے ہیں۔

وکان بینه و بین مبعثه صلی الله علیه وسلم خمس مائه وستون سنه۔

(از سیرہ حلبیه جلد 1 صفحه 16، تاریخ خمیس جلد 1 صفحه 153) (سیرہ النبویه جلد 1 صفحه 167، تفسیر مظهری جلد 1 صفحه 278)

اور آقائے دو جہاں ﷺ کی بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے پانچ سو پچاسی (585) سال بعد ہوئی۔ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا

Marfat.com

ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے پچیس (25) سال بعد ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تفصیل درج ہے۔

پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مریم رضی اللہ عنہا تیرہ سال کی عمر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حاملہ ہوئیں پھر حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے بعد انہیں ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی یوسف النجار بن یعقوب بن ماثان کے ہمراہ مصر چلی گئیں اور وہاں بارہ سال رہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے، پھر اٹھارہ سال ملک شام ناصرہ کے مقام پر پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اردن اور وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین سال تین ماہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا نو سال تین ماہ رہیں اور اس کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ (تاریخ ابن الوردی جلد 1 صفحہ 40 تا 42)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ مومن، صالح، متقی، عالم اور اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، ان کے ولی ہونے، مومن و صالح ہونے کی دلیل یہ ہے جو امام فقیہ محدث ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن الخثعمی السہیلی متولد فی بلد مالقہ 508ھ متوفی فی مصر 581ھ نے اپنی کتاب ''الروض الانف'' اور امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ نے مسالک الحنفاء والدرر المنیفہ اور التعظیم والمنہ اور السبل الجلیہ میں اور امام حلبی متوفی 1044ھ نے انسان العیون میں اور امام دیار بکری متوفی 966ھ نے تاریخ الخمیس اور قاضی ثناء اللہ عثمانی متوفی 1225ھ نے تفسیر مظہری میں بیان فرمائی۔

کعب بن لؤی اول من جمع یوم العروبه و قیل هو اول من سماها الجمعه، فکانت تجتمع الیه قریش فی هذا الیوم

Marfat.com

فیخطبهم ویذکرهم ببعث النبی صلی اللہ علیه وسلم ویعلمهم انه من ولده و یامرهم باتباعه و الایمان به۔

(الروض الانف جلد 1 صفحه 6) (مسالك الحنفاء صفحه 38) (الدرر المنیفه صفحه 12) (التعظیم و المنه صفحه 51) (السبل الجلیه صفحه 16) (سیرت حلبیه جلد 1 صفحه 15) (تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحه 152) (تفسیر مظهری جلد 9 صفحه 278)

سب سے پہلے حضرت کعب بن لوی نے عروبہ یعنی رحمت کے دن (جمعہ کے دن کیوں کہ اسلام سے پہلے قریش جمعہ کے دن کو یوم العروبہ رحمت کا دن کہتے تھے) جمع کیا، اور بعض کے نزدیک سب سے پہلے اس دن کا نام حضرت کعب بن لوئی نے یوم الجمعہ رکھا، اس دن میں قریش ان کے یہاں جمع ہوتے تھے تو آپ قریش کو خطاب فرماتے اور ان کو نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بارے میں بتاتے اور یہ کہ وہ نبی معظم ﷺ ان کی (کعب کی) اولاد سے ہوں گے اور قریش کو حکم فرماتے کہ اگر وہ نبی مکرم ﷺ تمہارے زمانہ میں تشریف لائیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی اتباع و پیروی کرنا۔

اور حدیث شریف میں ہے، امام الحافظ الکبیر ابونعیم الاصبہانی متوفی 430ھ دلائل النبوہ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے راوی اور امام ابواسماعیل بن کثیر متوفی 747ھ السیرۃ النبویہ میں ان سے ناقل اور امام ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی علیہ الرحمہ متوفی 911ھ الخصائص الکبریٰ میں اور مسالک الحنفاء و الدرر المنیفہ و التعظیم والمنہ والسبل الجلیہ میں امام ابونعیم اور امام ابوالحسن علی بن محمد الماوردی الشافعی متوفی 450ھ کی کتاب ''اعلام النبوۃ'' کے حوالہ سے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضرت کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک جمعہ کے دن قریش کو جمع کرتے۔ کان کعب بن

Marfat.com

لؤی بن غالب بن فهربن مالك يجمع قومه يوم الجمعه "عربه" فيخطبهم فيقول اما بعد فاسمعوا و تعلموا وافهموا واعلموا، ليل ساج ونهار ضاح، والارض مهاد، والسماء بناء والجبال اوتاد، والنجوم اعلام والاولون كالاخرين والانثي والذكر والزوج الى بلى صائرين فصلوا ارحامكم، واحفظوا اصهاركم، وثمر و اموالكم فهل رايتم من هالك رجع، اوميت نشر، الدار امامكم زينوه وعظموه و تمسكوابه، فسياتی له نباء عظيم، و سيخرج منه نبی کريم، ثم يقول نهار وليل كل اودب حادث، سواء عليها ليلها و نهارها، يؤ وبان بالاحداث حين تاوبا، و بالنعم الضافي علينا ستورها على غفله يا تی النبی محمد، فيخبر اخبارا صدوقا خبير ها، ثم يقول والله لو كنت فيها ذا سمع و بصرويد ورجل لتنصبت فها تنصب الجمل، ولار قلت فيها ارقال الفحل، ثم يقول ياليتني شاهد فحواء دعوته، حين العشيره تبغی الحق خذلانا۔

(دلائل النبوه جلد 1 صفحه 90) (والخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحه 167) (ومسالك الحنفاء صفحه 38) (الدرج المنيفه صفحه 12) (التعظيم والمنة صفحه 51) (السبل الجليه صفحه 16) (سيرت حلبيه جلد 1 صفحه 25)

کہ حضرت کعب بن لؤی بن غالب بن فہربن مالک جمعہ کے دن قریش کو جمع کرتے، اور قریش جمعہ کے دن کا عربہ، نام رکھتے تھے تو حضرت کعب قریش کو خطاب فرماتے اور کہتے اما بعد، پس خوب توجہ سے سنو اور جان لو اور سمجھ لو کہ رات اندھیری ہے اور دن روشن ہے اور زمین فرش ہے اور آسمان چھت ہے اور پہاڑ زمین کی میخیں ہیں اور ستارے علامات ہے اور اولین آخرین کی مانند ہیں، اور مذکر

Marfat.com

ومونث فنا ہونے والے ہیں، (ساری مخلوق فنا ہونے والی ہے) تو صلہ رحمی اور اپنے سسرالی رشتے کی حفاظت کرو اور (اللہ کی راہ میں خرچ کر کے) اپنے مالوں کو بڑھاؤ کیا تم نے دیکھا کہ کوئی ہلاک ہونے والا واپس آیا ہو کوئی مردہ زندہ ہوا ہو تمہارا (حقیقی) گھر تمہارے سامنے ہے اور حقیقت اس کے برعکس ہے جو تم کہتے ہو اپنے حرم کی زینت رکھو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کے ساتھ وابستہ رہو کہ اس حرم میں عظیم خبر آئے گی اور اس میں نبی کریم ﷺ پیدا ہوں گے، پھر یہ اشعار پڑھتے تھے کہ دن، رات ہر واپس آنے والا (متغیر ہونے والا) حادث (فانی) ہے، برابر ہے اس پر (زمین پر) دن اور رات لوٹتے ہیں (دن اور رات) نئے واقعات کے ساتھ (یعنی ہر دن، رات نئے واقعات پیش آتے ہیں، جب وہ (دن رات) واپس لوٹیں، اور (اللہ کی) نعمتیں جو ہمارے پاس مہمان کی طرح ہیں کا ہم پر پردہ ہے (یعنی دن اور رات نئے واقعات و حادثات کے باوجود ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شامل حال ہیں) غفلت کے زمانہ میں نبی کریم ﷺ جن کا نام مبارک محمد ﷺ ہوگا تشریف لائیں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچی باتیں بتائیں گے پھر ارشاد فرماتے قسم بخدا اگر میں اس میں (غفلت) کے زمانہ میں آنکھ، کان، ہاتھ پاؤں والا ہوتا (یعنی میں زندہ ہوتا اور تندرست ہوتا) تو میں ضرور ان کی مدد کے لئے قوی اونٹ کی طرح کھڑا ہوتا اور میں تیز فحل کی طرح ان کی مدد میں تیزی کرتا (یعنی میں نبی مکرم ﷺ کی بعثت کے دور میں ہوتا تو بڑی قوت اور بڑی تیزی کے ساتھ ان کی مدد کرتا۔ پھر ارشاد فرماتے اے کاش کہ میں ان کی دعوت کے وقت موجود ہوتا۔ (یعنی جب وہ نبی کریم ﷺ اپنی قوم کو توحید الٰہی کی دعوت دیں گے تو اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا) جبکہ میری اولاد حق کو رسوا کرنا چاہے گی اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ

Marfat.com

کی بعثت کو حق جانتے اور آپ کے دین دین اسلام کو حق سمجھتے تھے اور قریش کو آپ کی پیروی کا حکم فرماتے تھے۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے مؤمن صالح اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے دور میں سب سے بلند مرتبہ تھے اسی لئے ان کا نام کعب رکھا گیا کیونکہ کعب کا معنی ہے، بلند، (سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 25) جس دن حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور آپ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ کعبہ معظمہ کے قریب نماز میں مشغول تھے اور منجنیق پتھروں سے بھرا آپ کے کانوں سے گزر جاتا تھا اور آپ بالکل ادھر ادھر توجہ نہ فرماتے تھے، امام سہیلی، الروض الانف، میں لکھتے ہیں۔

وجاء في خبر ابن الزبير انه كان يصلي عند الكعبه يوم قتل وحجارة المنجنيق تمر باذنيه وهولا يلتفت كانه كعب رائب۔ (جلد 1 صفحه 6)

اس حدیث سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے اور موحد تھے، بلکہ احادیث مبارکہ میں صراحت موجود ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت کعب سمیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مومنین صالحین اور اپنے دور کے تمام بنی نوع، انسان سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ افضل و اعلیٰ اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب تھے۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم پوری تفصیل سے یہ بیان کریں گے انشاء اللہ العزیز پھر قارئین کو کوئی تشنگی ہرگز محسوس نہ ہو گی اور آباء مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ایمان کا مسئلہ اظہر من الشمس ہو گا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ مسالک الحنفاء میں لکھتے ہیں۔

ان آباء النبي صلى الله عليه وسلم من عهد ابراهيم عليه

Marfat.com

السلام الی کعب بن لؤی کانوا کلهم علی دین ابراهیم علیه السلام (مسالك الحنفاء صفحه 39) وقال فی الدرج المنیفه ان اجداده صلی الله علیه وسلم من ابراهیم علیه السلام الی کعب بن لؤی وولده مرة منصوص علی ایمانهم

(صفحه 14)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پانچ بھائی اور تھے ان کے نام یہ ہیں۔

(1) عامر (2) اسامہ (3) عوف (4) سعد (5) خزیمہ

عامر کے علاوہ دیگر چار کی والدہ کا نام ماویہ بنت کعب بن الیقین بن جسر بن قضاعہ اور عامر کی والدہ کا نام مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر اور بقول بعض مخشیہ بنت النمر بن قاسط ہے اور وہ نبی ربیعہ سے تعلق رکھتی تھیں اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سلمی بنت محارب فہمیہ یا فہریہ ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں دادی ہیں۔ تاریخ الخمیس میں ہے۔ فتزوج لؤی بن فهر سلمی بنت محارب من فهم اوفهر الخط فی الاصل توهم فهی فهمیه او فهریه و ثامنة الجدات النبویات فولدت کعبا۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحه 152)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے والد کا نام لوی ہے اور حضرت لوی کے ایک بھائی تھے ان کا نام یتیم تھا اس کی قوم کو بنو الازم کہا جاتا ہے، حضرت لوی کی والدہ کا نام بقول امام ابوبکر یا ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی المدنی تابعی تھے اور عظیم محدث، حافظ اور اخباری تھے ان کی وفات بغداد شریف 151ھ میں ہوئی۔

(معجم المولفین جلد 9 صفحہ 44 و تذکرہ الحفاظ جلد 1 صفحہ 172) سلمی بنت عمرو الخزاعی

Marfat.com

ہے۔ اور امام ابوعبد اللہ زبیر بن بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام القرشی، الاسدی، الزبیری قاضی مکہ شریف متوفی 256ھ مرآہ الجنان میں ہے کہ ان کی وفات 156ھ میں ہوئی، یہ زبیر بن بکار امام ابومحمد محدث، فقیہ، سفیان بن عیینہ بن میمون الہلالی الکوفی، المکی کے شاگرد ہیں، خود امام یافعی رحمہ اللہ اسی مقام پر لکھتے ہیں۔

روی عن ابن عیینہ اور امام ابن عیینہ کی ولادت پندرہ شعبان 107ھ کوفہ میں ہوئی اور وفات پندرہ شعبان 196ھ میں ہوئی۔ (معجم المؤلفین جلد 4 صفحہ 235)

اور حضرت زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ امام ابوعبد اللہ، محدث، حافظ، عارف بعلوم الحدیث مفسر، مؤرخ، محمد بن یزید بن ماجہ الربعی القزوینی صاحب سنن کے شیخ ہیں۔

چنانچہ خود امام ابومحمد عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان عفیف الدین الیافعی الیمنی المکی متوفی 768ھ لکھتے ہیں۔

وروی عنه ابن ماجه القزوینی (مرآہ الجنان جلد 2 صفحہ 167)

اور امام ابن ماجہ القزوینی 209ھ میں پیدا ہوئے اور 23 رمضان المبارک 273ھ میں وفات پائی۔ (معجم المؤلفین جلد 12 صفحہ 115)

حضرت زبیر بن بکار کے سن وفات میں غلطی مرآہ الجنان، مطبوعہ موسستہ الاعلی بیروت 1390ھ کے متن میں ہے، اور متن کے حاشیہ میں، 256ھ ہی لکھا ہے، حضرت زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 82 سال تھی، کے نزدیک حضرت لوی کی والدہ کا نام عاتکہ بنت یخلد بن النضر ہے۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 152)

ایک اور قول میں یہ ہے کہ حضرت لوی کی والدہ کا نام وحشیہ بنت مدلج بن مرہ بن عبدمناف بن کنانہ ہے وہ کنانیہ تھیں۔ امام دیار بکری ''الاکتفاء'' کے حوالہ

Marfat.com

سے لکھتے ہیں۔

فتزوج غالب وحشیه بنت مدلج بن مره بن عبدمناف بن کنانه فهی کنانیه و تاسعه الجدات النبویات فولدت له لؤیا۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحه 152) حضرت لؤی کے والد کا نام حضرت غالب رضی اللہ عنہ ہے، حضرت غالب رضی اللہ عنہ کے تین بھائی اور ایک بہن تھی۔ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) محارب (2) حارث (3) اسد

بہن کا نام جندلہ ان سب کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ اور حضرت غالب کی والدہ سلمٰی بنت سعد ابن ہذیل الھزیۃ ہیں۔تاریخ الخمیس میں ہے۔ولقبه فهر فتزوج سلمی بنت سعد ابن هذیل فهی هذلیه وعاشره الجدات النبویات فولدتا له غالبا. حضرت غالب رضی اللہ عنہ کے والد کا نام فہر اور لقب قریش اور بعض کے نزدیک نام قریش اور لقب فہر ہے۔ امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ ''روض الانف'' میں لکھتے ہیں۔ واما فهر فقد قیل انه لقب واسمه قریش، و قیل بل اسمه فهر و قریش لقب له (جلد 1 صفحه 7) تاریخ خمیس میں ''الاکتفاء'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان کی والدہ نے ان کا نام قریش رکھا اور ان کا لقب فہر رکھا (جلد 1 صفحہ 152) حضرت فہر کی والدہ کا نام جندلہ بنت حارث بن جندل بن عامر بن سعد بن الحارث بن مضاض الجرھمی یہ جرھمیہ ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہویں دادی ہیں، امام دیار بکری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

وتزوج مالك جندله بنت الحارث بن جندل بن عامر بن سعد بن الحارث بن مضاض الجرهمی فهی جرهمیه

Marfat.com

وحادیه عشرہ من الجدات النبویات فولدت له فهرا۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 152)

اور یہ فہر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے چھٹے دادا ہیں، سیرت حلبیہ میں ہے۔

وفهر هذا هو الجد السادس لابی عبیدة بن الجراح۔

اکثر علماء کے نزدیک ان کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے، ان سے اوپر مالک نضر وغیرہما کی اولاد کو قریش نہیں کہا جاتا ہے اور امام زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ قریش وغیرہم میں نسب کا علم رکھنے والوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ انہیں کی اولاد قریش کہلاتے ہیں، اسی لئے ان کو ابوقریش کہا جاتا ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 16، و تاریخ خمیس جلد 1 صفحہ 152) اور ان کو جماع قریش (قریش کو جمع کرنے والے کہا جاتا ہے) کیونکہ جب حسان بن عبدکلال بنوحمیر وغیرہم کو لے کر بیت اللہ شریف کے پتھر اٹھانے کے لئے یمن سے آیا تاکہ ان پتھروں سے یمن میں بیت اللہ بنائے اور لوگ وہاں حج کیا کریں اور حسان نخلہ کے مقام پر ٹھہرا اس وقت حضرت فہر رضی اللہ عنہ نے عرب کے تمام قبائل کو جمع کیا اور حسان سے جنگ کی اور اس کو شکست دی اور وہ حسان تین سال ان کے ہاں قیدی رہا اور بعد میں مال کثیر فدیہ میں دے کر رہا ہوا اور واپس جاتے ہوئے مکہ اور یمن کے درمیان اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وجہ سے تمام عرب نے حضرت فہر کو اپنا سردار بنایا اور ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے، حضرت فہر نے اپنے بیٹے حضرت غالب کو یہ وصیت فرمائی کہ تھوڑی سی چیز جو تجھے مستغنی کر دے وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے کہ اس مال کے ہوتے ہوئے بھی تو محتاج رہے۔ (سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 16)

حضرت فہر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام مالک ہے چونکہ وہ عرب کے بادشاہ

Marfat.com

تھے اس لئے ان کا نام مالک رکھا گیا۔ حضرت مالک کی والدہ کا نام عکرشہ بنت عدوان حارث بن عمرو بن قیس بن غیلان ہے امام حافظ الحدیث ابوحاتم محمد بن حباب ابن احمد التمیمی البستی متوفی 354ھ فرماتے ہیں: وام مالك بن النضر عكرشه بنت عدوان وهو الحارث بن عمر و بن قيس بن عيلان۔ اور بعض نے حضرت مالک کی والدہ کا نام ہند بنت عدوان اور سیرت ابن ہشام میں عاتکہ بنت عدوان ذکر کیا ہے۔ امام دیار بکری المتقی سے نقل کرتے ہیں۔

فتزوج النضرٌبن كنانه هند بنت عدوان، پھر سیرت ابن ہاشم کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ فام مالك عاتكه بنت عدوان،

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 152)

اور وہ نبی کریم ﷺ کی بارہویں دادی ہیں۔ (السیرۃ النبویہ صفحہ 7)

اور حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے دو بھائی تھے۔

فولد النضربن كنانه مالكا ونحلداوالصلت (جلد 1 صفحہ 152)

(1) نحلد (2) صلت تاریخ خمیس میں ہے۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے والد کا نام قیس لقب نضر، چونکہ وہ بہت ہی حسین و جمیل تھے اس لئے ان کا لقب نضر پڑ گیا۔ سیرت حلبیہ میں ہے۔

ولقب به لنضارته و حسنه و جماله واسمه قيس (جلد 1 صفحه 19)

فقہاء کے نزدیک وہ جماع قریش ہیں کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی کریم ﷺ سے سوال ہوا کہ قریش کون ہیں؟ فرمایا من ولد النضر، اولاد نضر ہیں۔

حضرت نضر قیس رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور میں نبی کریم ﷺ کا نور مبارک چمکتا تھا۔ اسی وجہ سے ان کا چہرہ روشن رہتا تھا۔ امام سید احمد زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مفتی مکہ فرماتے ہیں۔ والنضر انما لقب بذلك لنضارة وجهه واشرقه و جماله من نور النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

(السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ جلد 1 صفحہ 11 علی حاشی الحلبیہ)

امام ابن ہشام اور ابن حبان نے حضرت نضر کا نام قریش ذکر کیا ہے، لہٰذا جو حضرت نضر کی اولاد سے ہوں وہ قریشی کہلائیں گے۔ (سیرہ نبویہ لابن کثیر جلد 1 صفحہ 84 ولابن حبان 40) حضرت نضر رضی اللہ عنہ کے تین بھائی تھے۔ (1) مالک (2) عبدمناۃ (3) ملکان امام ابوجعفر الطبری نے ان تین کے علاوہ اور نو (9) ذکر کئے ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔ (1) عامر (2) حارث (3) نضیر (4) غنم (5) سعد (6) عوف (7) جرول (8) جرال (9) غزوان (سیرہ نبویہ لابن کثیر جلد 1 صفحہ 84) اور حضرت نضر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام بقول بعض ریحانہ ہے۔

امام دیار بکری ''اکتفاء سے ناقل ہیں فتزوج كنانه ريحانه فولدت له النضر واسمه قيس كذا في المنتقى والمواهب اللدنيه۔ (تاریخ خمیس جلد 1 صفحہ 150) پھر ذخائر العقبی اور سیرت ابن ہشام کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت نضر کی والدہ کا نام برہ بنت مر بن اوبن طابخۃ بن الیاس بن مضر اور وہ نبی کریم ﷺ کی تیرہویں دادی ہیں، برہ بنت مر سے دو بیٹے مالک اور ملکان ہوئے اور عبدمناۃ کی والدہ کا نام ہالہ بنت سوید بن الغطریف اسد یہ ہے اور امام ابن اسحاق نے اس کے برعکس فرمایا ہے کہ ''برہ بنت مر'' سے حضرت نضر ہی پیدا ہوئے ان کے علاوہ مالک ملکان وعبدمناہ وغیرہم دوسری بیوی سے ہوئے۔ (صفحہ 151) اور امام ابن حبان لکھتے ہیں۔

وام النضر بن كنانه بره بنت مراخت تميم بن مروقيل انها فكهة هنى بن بلى، والنضر هو قيس۔ (سیرہ نبویہ صفحہ 47)

Marfat.com

اور بقول بعض حضرت نضر کی والدہ کا نام فکہتہ بنت ھنی بن بلی ہے۔
حضرت نضر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی پشت سے ایک سبز درخت نکلا، جس کی ٹہنیاں اولین و آخرین کے عدد کے برابر تھیں اور وہ آسمان سے لگ رہی تھیں اور اس سے نور نکلتا تھا۔ جس کی روشنی سورج کی طرح تھی اور اس درخت کے ساتھ سفید چہروں والی ایک قوم لٹکی ہوئی تھی۔ جب وہ بیدار ہوئے تو ایک کاہنہ کے پاس گئے اور اسے اپنا خواب سنایا۔ اس کاہنہ نے آپ کو نہایت ہی معزز و مکرم و عالی نسب ہونے کی تعبیر بتائی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت نضر کی پشت پاک سے نبی مکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور وہ تمام اولین و آخرین کے نبی ہوں گے اور ان کی نبوت آسمان و زمین کی تمام مخلوق کو عام ہوگی اور جو قوم اس درخت کی ٹہنیوں سے لٹکی ہوئے دیکھائی گئی وہ آپ کی اُمت کی طرف اشارہ تھا، اس تعبیر کو اس کاہنہ نے ظاہر نہ کیا مگر اشارۃ یہ کہہ کر کہ اے نضر تمہیں وہ عزت و شرف اور فضیلت و برتری اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے جو اس نے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائی، انہیں بتا دیا کہ وہ نبی آخر الزماں کی بعثت ہے، کیونکہ سب سے بڑی فضیلت یہی ہے اور کوئی نہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ

بعض مؤرخین سے اس جگہ بہت بڑی غلطی ہوئی ہے، وہ یہ کہ حضرت نضر کی والدہ برہ بنت مر ہے اور وہی خاتون (برہ بنت مر) حضرت کنانہ والد نضر کی والدہ بھی ہے کیونکہ حضرت کنانہ کے والد حضرت خزیمہ کا انتقال ہوا تو ان کے بڑے بیٹے کنانہ نے اپنی والدہ برہ بنت مر سے نکاح کر لیا پھر اسی سے حضرت نضر

Marfat.com

پیدا ہوئے۔ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کسی شخص کا انتقال ہوتا تو اس شخص کا بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیتا تھا۔ چنانچہ صاحب اکتفاء بلکہ اور بھی بہت سے اہل سیر سے یہ غلطی ہوئی ہے، یاد رہے یہ بات بالکل غلط ہے یہ غلطی مؤرخین و اہل سیر کو حضرت کنانہ اور حضرت نضر کی والدہ کے ایک نام ہونے کی اور ان کے تقارب نسب کی وجہ سے لگی، معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) کہ نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک میں ایسی شخصیات ہوں جو زنا سے پیدا ہوئیں جبکہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تنقلت فی الاصلاب الزکیه الی الارحام الطاهره۔ کہ میں پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا اور ایک حدیث میں فرمایا: کلنا نکاح لیس فینا ...... ماولدت من سفاح الجاهلیه کہ میرے نسب مبارک میں تمام آباء و امہات نکاح (اسلام کی طرح نکاح) سے پیدا ہوئے، ہمارے نسب میں کوئی بھی زنا سے پیدا نہیں ہوا، امام ...... بکری، امام حافظ الحدیث ابوعثمان عمرو بن بحر کی کتاب الاصنام کے حوالہ سے اور علامہ احمد زینی بن احمد دحلان مفتی مکہ سیرت نبویہ و آثار محمدیہ میں لکھتے ہیں۔

وانما غلط کثیر من الناس لما سمعوا ان کنانة خلف علی زوجة ابیه بره لاتفاق اسمهما و تقارب نسبهما قال هذا الذی علیه مشائخنا من اهل العلم بالنسب قال و معاذ الله ان یکون اصاب النبی صلی الله علیه وسلم مقت نکاح وقال من اعتقد غیر ذلك فقد اخطاء و شك فی الخبر و یؤید ذلك قوله صلی الله علیه وسلم تنقلت فی الاصلاب الزکیة الی الارحام الطاهرة قلت ویؤید ذلك ماروی عن ابن عباس رضی الله عنهما فی تفسیر قوله تعالیٰ و تقلبك

Marfat.com

فی الساجدین ای من نبی الی انھی حتی اخرجتك نبیاً۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 151)

علامہ زینی دحلان نے ایک حدیث ان الفاظ سے نقل فرمائی ''مازلت اخرج من نکاح کنکاح الاسلام'' اور مؤرخین کی اسی غلطی کو نقل کرنے کے بعد لکھا ''وھذا کلہ غلط فاحش'' (جلد 1 صفحہ 11) حضرت نضر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام کنانہ کنیت ابوالنضر ہے، حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کے تین بھائی تھے۔

(1) اسد (2) اسدۃ (3) بتون (سیرت نبویہ لابن کثیر جلد 1 صفحہ 82)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک حضرت کنانہ کی والدہ کا نام عوانہ بنت سعد بن قیس بن غیلان بن مضر اور بعض کے نزدیک ہند بنت عمرو بن قیس ابن غیلان اور دیگر تینوں کی والدہ کا نام برہ بنت مراخت تمیم بن مر بن او بن طابخہ اور بعض نے کہا کہ حضرت خزیمہ کو بتایا گیا کہ برہ بنت طابخہ سے نکاح کریں اور وہ حسن و جمال کے لحاظ سے پوری قوم کی سردار تھیں، ان سے حضرت کنانہ پیدا ہوئے، حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک تھا۔

امام دیار بکری لکھتے ہیں۔

فبقی (خزیمہ) سنین لایدری کیف یتزوج حتی اری فی منامہ ان تزوج برہ بنت طابخہ فتزوجھا وکانت یؤمئذ سیدۃ قومھا فی الحسن و الجمال فولدت لہ کنانۃ و فی الاکتفاء فولد خزیمۃ بن مدرکۃ کنانۃ واسدا واسدۃ والھون وام کنانہ منھم عوانۃ بنت سعد بن قیس بن غیلان بن مضر و قیل ھند بنت عمرو بن قیس ابن غیلان

Marfat.com

قراته بخط احمد بن یحیی بن جابر وام سائر بنیه برۃ بنت مراخت تمیم بن مربن ادبن طابخه وفی کنانه نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 150)

امام ابن حبان نے غیلان کی بجائے عیلان عین کے ساتھ لکھا ہے۔

(سیرہ نبویہ واخبار الخلفا صفحہ 47)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ بڑے عالم اور اپنی قوم کے سردار تھے ان کے علمی کمال کی وجہ سے عرب انہیں ملجا و ماوی سمجھتے تھے اور اکثر ان کے حضور حاضر رہتے تھے اور حضرت کنانہ یہ خطاب فرمایا کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان جن کا نام احمد ہو گا مکہ شریف میں پیدا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی لوگوں کو دعوت دیں گے اور نیکی واحسان اور مکارم اخلاق کا حکم فرمائیں گے تو اے عرب تم ان کی اتباع و پیروی کرنا اور انہیں نہ جھٹلانا کہ عزت وشرف اس نبی مکرم ﷺ کی اتباع ہی سے ہے اور وہی حق ہے، علامہ احمد بن زینی دحلان شافعی مفتی مکہ ''السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ'' میں اور امام حلبی ''انسان العیون'' میں رقم طراز ہیں۔

مانقل عن جدہ صلی اللہ علیہ وسلم کنانہ بن خزیمہ انہ کان شیخا عظیما حسینا تقصدہ العرب لعلمہ و فضلہ وکان یقول قد آن خروج نبی من مکۃ یدعی احمد یدعوا الی اللہ تعالیٰ والی البر والاحسان و مکارم الاخلاق فاتبعوہ تزدادوا شرفا وعزا الی عزکم ولا تعتدوا ای لاتکذبوا ماجاء بہ فہو الحق۔

(جلد 1 صفحہ 10، جلد 1 صفحہ 16)

Marfat.com

اور حضرت کنانہ جب کسی کا کوئی عیب دیکھتے تو اس کی پردہ پوشی فرماتے،

سیرت حلبیہ میں ہے۔

قیل له کنانه (الی ان قال) لستره علی قومه و حفظه لا سرا رهم (جلد 1 صفحہ 16) ...... کنانہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام خزیمہ رضی اللہ عنہ ہے۔

خزیمہ خزمہ کی تصغیر ہے، اور یہ خزم سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے بکھرے موتیوں کو ایک جگہ جمع کر دینا۔ چونکہ ان کے آباء و اجداد میں جو نور علم و ایمان اور تقویٰ و عرفان تھا وہ تمام نور اللہ تعالیٰ نے ان میں جمع فرما دیا اس لئے ان کا نام خزیمہ رکھا گیا۔ ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر تھا۔ امام دیار بکر فرماتے ہیں۔

وانما سمی خزیمه تصغیر خزمة لانه خزم نور آبائه و فیه نور رسول الله صلی الله علیه وسلم. (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 10)

اور امام احمد زینی بن دحلان شافعی مفتی مکہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وجاء ان خزیمه کان یری نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین عیینه

(السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ جلد 1 صفحہ 10)

امام جلال الدین عبدالرحمن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مسالک الحنفاء'' میں لکھتے ہیں۔ وقد اخرج ابن حبیب فی تاریخه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کان معدو ربیعه و مضر و خزیمة واصله علی ملة ابراهیم علیه السلام فلا تذکر وهم الا بخیر (صفحہ 37) کہ امام ابن حبیب نے اپنی تاریخ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سعد، ربیعہ، مضر، خزیمہ، دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے تو انہیں بھلائی کے ساتھ ہی یاد کیا کرو۔

Marfat.com

امام ابن حبیب کا تعارف

متقدمین مؤرخین میں سے ابن حبیب نام کے دو بزرگ ہوئے ہیں، اور مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس حدیث کے راوی کون سے ابن حبیب ہیں، اس لئے ان دونوں بزرگوں کا مختصر تعارف لکھ دیتا ہوں۔

نمبر 1: امام محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو الہاشمی البغدادی

عالم باللغۃ والشعر و الاخبار و الانساب، یہ بزرگ امام ابن الاعرابی، ابن الکلبی، قطرب، اور ابوعبیدہ، ابویقظان کے شاگرد ہیں اور امام ابوسعید سکری کے استاد ہیں، یہ بغداد شریف میں پیدا ہوئے اور ماہ ذی الحجہ میں مسامراء کے مقام پر 245ھ میں وفات پائی۔ (معجم المولفین جلد 9 صفحہ 174)

نمبر 2: امام ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان بن ہارون ابن جاہمہ بن عباس بن مرداس السلمی العباسی الاندلسی القرطبی المالکی

فقیہ علے مذہب المدنیین، مؤرخ، علم انساب کے ماہر، ادیب، لغوی، نحوی، عروضی شاعر، ایرہ کے مقام پر 180ھ میں پیدا ہوئے اور قرطبہ میں رہے اور وہاں سے مصر چلے گئے اور مصر سے پھر اندلس آ گئے اور وہیں اندلس میں 238ھ میں پانچ رمضان المبارک کو وفات پائی۔ (معجم المولفین جلد 6 صفحہ 181)

نیز اسی حدیث کو علامہ احمد بن زینی بن دحلان مفتی مکہ نے اپنی کتاب ''السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ'' میں امام کبیر، امام المفسرین، سید المحدثین، سند المؤرخین ابوجعفر محمد بن جریر الطبری متوفی 310ھ کی ''تاریخ الامم والملوک'' کے

Marfat.com

حوالہ سے نقل کیا اور اس میں حضرت اسد کے نام کا اضافہ ہے، حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔ امام طبری نے سلمیٰ بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ ذکر کیا ہے۔ (تاریخ الامم والملوک جلد 1 صفحہ 188)

امام ابن حبان نے بنت اسلم کی بجائے بنت سعد لکھا ہے (سیرت نبویہ صفحہ 47)

امام دیار بکری نے سلمیٰ بنت سود بن اسلم ذکر کیا، اور بعض نے قزیمہ ذکر کیا ہے۔ (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 150)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کا ایک سگا بھائی تھا اس کا نام ہذیل اور ایک بھائی سوتیلا (یعنی ماں کی طرف سے) اس کا نام تغلب ابن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے۔

امام طبری لکھتے ہیں:

خزیمه وامه سلمی بنت اسلم بن الحاف بن قضاعه و اخوه لابیه وامه هذیل واخوهما لامهما تغلب ابن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعه و قد قیل ان ام خزیمه وهذیل سلمی بنت اسدا بن ربیعه

(تاریخ الامم والملوک جلد 1 صفحہ 189)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام بقول امام ابن ہشام، عامر اور بقول امام طبری عمرو، امام حلبی نے بھی یہی ذکر کیا ہے اور لقب مدرکہ ہے، حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ تمام عرب میں سب سے زیادہ معزز و مکرم تھے۔ امام حلبی اپنی سیرت میں لکھتے ہیں۔

قیل له مدرکه لانه ادرك كل عز و فخر كان فی آبائه

(سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 16) حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ میں آنکھوں کے

Marfat.com

درمیان نبی کریم ﷺ کا نور مبارک ظاہر ہوتا تھا، چنانچہ امام دیار بکری تاریخ الخمیس میں لکھتے ہیں۔

وفیہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جلد 1 صفحہ 150)

اور علامہ احمد بن زینی بن دحلان مفتی مکہ اپنی کتاب ''السیرت النبویہ والاثار المحمدیہ'' میں لکھتے ہیں۔

کان یری نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین عینیہ۔

(جلد 1 صفحہ 10)

اور امام حلبی اپنی کتاب ''انسان العیون فی سیرت الامین المامون'' میں رقمطراز ہیں۔ وکان فیہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای ولعل المراد ظھورہ فیہ (جلد 1 صفحہ 16) حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام لیلیٰ لقب خندف بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے اور خندف کی والدہ کا نام ضربہ بنت ربیعہ بن نزار ہے اور حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کے اور دو بھائی تھے۔ (1) طابخہ اس کا نام عامر تھا۔ (2) قمعہ اس کا نام عمیر تھا۔ حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا لقب خندف اس لئے رکھا گیا کہ ایک بار حضرت الیاس رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں کو ایک چراگاہ میں لے کر جارہے تھے، تو اچانک ایک خرگوش نکلا اور اونٹ اس خرگوش سے ڈر کر بھاگ گئے اور حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو فرمایا جاؤ اونٹ تلاش کر کے لاؤ، تو تینوں بھائی اس مقصد کے لئے نکلے، حضرت عمرو نے اونٹوں کو پالیا اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اس خرگوش کو پکڑ کر اسے ذبح کیا اور پکانا شروع کر دیا، انہیں وہ پکاتے ہوئے دیکھ کر حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ انت طابخہ ''تو پکانے والا ہے'' ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ خوف کی وجہ سے کسی جگہ چھپ کر بیٹھ گئے اور وہاں سے نکلے تو حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا ''انت

Marfat.com

قمعہ" تو چھپنے والا ہے اور حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کے پیچھے بڑی تیزی سے جانے لگی، تو حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا "این تخندفین، ای تتبعین" تو کہاں دوڑی جا رہی ہے، اس وجہ سے ان کا لقب خندف مشہور ہو گیا۔ اس کے علاوہ مؤرخین نے اور وجہ بھی بیان کی ہے (تاریخ طبری جلد 1 صفحہ 189) (وتاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 150) مگر مشہور وجہ یہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔

حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام حبیب لقب الیاس رضی اللہ عنہ ہے اور امام سدید الدولہ محمد بن عبدالکریم بن ابراہیم بن عبدالکریم بن رفاعہ الشیبانی المعروف بابن الانباری متوفی 557ھ (معجم المولفین جلد 1 صفحہ 186) کے نزدیک، الیاس ہمزہ کی زیر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اور امام ابومحمد، محدث، لغوی، نحوی، قاسم بن ثابت بن خرم بن عبدالرحمٰن ابن مطرف بن سلیمان بن یحیٰ العونی السر قطی، ان کی پیدائش 255ھ میں ہوئی، اور ماہ شوال 302ھ سرقسطہ کے شہر میں وفات پائی۔

(معجم المولفین جلد 8 صفحہ 96) موصوف اپنی کتاب "الدلائل فی شرح غریب الحدیث" میں فرماتے ہیں کہ الیاس ہمزہ کی زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور رجاء (امید) کی ضد ہے، یعنی اس کا معنی ہے "ناامیدی" (الروض الانف جلد 1 صفحہ 7) (و تاریخ الخمیس فی احوال انفس جلد 1 صفحہ 149) حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا لقب "الیاس" اس لئے رکھا گیا کہ ان کے والد بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کی اولاد نہیں تھی اور وہ بالکل ناامید ہو چکے تھے، اس ناامیدی کی عمر میں حضرت حبیب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کے والد نے ان کا لقب "الیاس" یعنی سن ناامیدی میں پیدا ہونے والا بچہ، رکھ دیا، اور وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ اسی وجہ سے اکثر اہل سیرت نے ان کا نام الیاس ہی لکھا ہے، صرف امام بکری نے سیرہ مغلطائی کے حوالہ سے ان کا نام "حبیب"

Marfat.com

ذکر کیا ہے، حضرت حبیب الیاس رضی اللہ عنہ مومن صالح تھے ان کے ایمان کی احادیث میں صراحت موجود ہے، امام سہیلی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں۔

ویذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لاتسبوا الیاس فانہ کان مؤمنا۔ کہ حضرت الیاس کو برا مت کہو کیونکہ بلاشبہ وہ مؤمن تھے

(جلد 1 صفحہ 8)

یہ حدیث امام سیوطی نے اپنے رسائل میں امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل فرمائی، اور امام دیار بکری حیاۃ الحیوان کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

کان الیاس مؤمنا و کان یسمع من صلبہ تلبیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحج فیتعجب منہ

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 149)

یعنی حضرت الیاس مومن تھے اور وہ حج کے دنوں میں اپنی پشت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ (لبیك اللهم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة، الملك لك) پڑھنے کے دھیمی دھیمی آواز سنتے تھے اور وہ تعجب فرماتے تھے، اور امام عبدالرحمٰن سہیلی ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں۔ وذکر انہ کان یسمع من صلبہ تلبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحج (جلد 1 صفحہ 8) امام عبدالرحمٰن سہیلی کی یہ عبارت امام سیوطی نے اپنے رسائل میں بھی نقل فرمائی، اور امام حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں۔

وجاء فی حدیث لاتسبوا الیاس فانہ کان مؤمنا (الی ان قال) وکان الیاس یسمع من صلبہ تلبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعروفہ فی الحج۔ (انسان العیون جلد 1 صفحہ 17) اور علامہ احمد بن زینی بن

Marfat.com

دحلان شافعی مفتی مکہ "السیرت النبویہ والاثار المحمدیہ" میں رقم طراز ہیں۔ وتواتر ان جدہ صلی اللہ علیہ وسلم الیاس کان یسمع من صلبہ تلبیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعروفہ فی الحج (الی ان قال، وجاء فی الحدیث لاتسبوا الیاس فانہ کان مؤمنا (جلد 1 صفحہ 10 علی ہامش الحلبیہ)

یعنی یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جد امجد حضرت الیاس رضی اللہ عنہ اپنی صلب مطہر سے آقاء دو جہاں ﷺ کے تلبیہ حج پڑھنے کی آواز سنتے تھے، اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کو برا مت کہو کیونکہ بلاشبہ وہ مومن تھے، اوران میں نبی کریم ﷺ کا نور مبارک ظاہر ہوتا تھا، امام بکری لکھتے ہیں۔

وفیہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 149) حضرت الیاس رضی اللہ عنہ عرب میں ایسے ہی صاحب علم وفضل اور صاحب حکمت و دانا تھے جیسے حضرت لقمان رضی اللہ عنہ اپنی قوت میں صاحب حکمت اور علم وفضل کے مالک تھے حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کے علم وفضل و صاحب حکمت ہونے کی وجہ سے عرب ان کی نہایت ہی تعظیم کرتے تھے اور انہیں قائد عرب اور سید العشیر ہ کے نام سے پکارتے تھے۔ حضرت الیاس رضی اللہ عنہ عرب کے حاکم تھے۔ تمام عرب ان کے بغیر اپنے کسی معاملہ میں خود کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ عرب تمام معاملات میں حضرت الیاس رضی اللہ عنہ جو فیصلہ فرما دیتے اسی پر عمل کیا جاتا تھا۔

امام دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں:

ولم تزل العرب تعظم الیاس بن مضر تعظیم اھل الحکمہ کلقمان واشباھہ وکان یدعی کبیر قومہ و سید عشیرتہ ولا یقطع امر و لا یقضی لھم دونہ۔

(تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 149)

Marfat.com

اور علامہ احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

وکان کبیرًا عند العرب یدعونه سید العشیرہ ولا یقضون امرا دونه (الی ان قال) وکان فی العرب مثل لقمان الحکیم فی قومه (السیرۃ النبویه جلد 1 صفحه 10)

اور امام حلبی ارشاد فرماتے ہیں۔

وعظم امرہ عند العرب حتی کانت تدعوہ بکبیر قومه و سید عشیرته وکانت لاتقضی امرا دونه (الی ان قال) وکان فی العرب مثل لقمان الحکیم فی قومه

(انسان العیون جلد 1 صفحه 17)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد جب رکن یمانی چھپا دیا گیا اور لوگوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا تو سب سے پہلے حضرت الیاس رضی اللہ عنہ اس پر مطلع ہوئے اور آپ نے مقام ابراہیم کو اس کے اصل مقام پر رکھا بعض لوگ رکن یمانی کی بجائے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ لیکن صحیح وہ ہے جو ہم نے خوب تحقیق کر کے ذکر کیا ہے۔ امام دیار بکری فرماتے ہیں:

انما ھلك الرکن بعد ابراھیم و اسماعیل علیھما السلام وھو الاشبه (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحه 150)

اور سب سے پہلے ہدی کے لئے حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے جانور بھیجے ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو محصر (یعنی وہ محرم جسے دشمن وغیرہ نے راستے میں روک لیا ہو) قربانی کے لئے ایام حج میں مکہ معظمہ میں بھیجے۔

تاریخ خمیس، سیرت حلبیہ، سیرت نبویہ لزینی دحلان وغیرہ کتب سیرت میں ہے:

Marfat.com

وھو اول من اھدی البدن الی البیت

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سنت کو برقرار رکھا بلکہ ہدی کے بھیجنے کو اپنے شعائر میں سے قرار دیا۔ قرآن کریم میں ربّ ذوالجلال کا فرمان ہے:

وھو اول من اھدی البدن الی البیت

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سنت کو برقرار رکھا بلکہ ہدی کے بھیجنے کو اپنے شعائر میں سے قرار دیا۔ قرآن کریم میں ربّ ذوالجلال کا فرمان ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ (الحج پارہ 17)

اور سب سے پہلے سل کی مرض انہیں لاحق ہوئی اور اس کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا، جب حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کی زوجہ اس پر بہت ہی غمگین ہوئیں اور وہ غم ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ سیرت حلبیہ میں ہے۔

وھو اول من مات بعلة السل ولما مات حزنت علیه زوجته خندف حزنا شدید الم یظلها سقف بعد موته حتی ماتت

(جلد 1 صفحہ 17)

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کی وفات جمعرات کے دن ہوئی، امام دیار بکری تاریخ الخمیس میں لکھتے ہیں۔

وکانت وفاة الیاس یوم الخمیس (جلد 1 صفحہ 150)

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کی والدہ کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام خزیمہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ امام دیار بکری فرماتے ہیں:

وتزوج مضر خزیمه فولدت له الیاس (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 149)

اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی والدہ کا نام رباب بنت حیدہ بن معد لکھا ہے

Marfat.com

اورحضرت الیاس رضی اللہ عنہ کا ایک بھائی تھا۔ ان کا نام عیلان تھا۔ عیلان عیلہ سے ماخوذ ہے اور عیلہ کا معنی ہے محتاجی چونکہ حضرت عیلان بہت سخی تھے، اور بہت خرچ کرتے تھے اس وجہ سے لوگ عتاب کرتے اور انہیں کہتے تھے تو محتاج ہو جائے گا۔ اے عیلان تو یہی (عیلان) نام مشہور ہو گیا۔ تاریخ طبری میں ہے۔

وامه الرباب بنت حيده بن معد و اخوه لابيه وامه الياس وهو عيلان وسمي عيلان فيما ذكر لانه كان يعاتب على جوده فيقال له لتغلبن عليك العيله يا عيلان فلزمه هذا الاسم (جلد 1 صفحه 189)

اور امام ابن حبان نے ربابہ بنت ایاس بن معد ذکر کیا ہے۔

(سیرت نبویہ صفحہ 48)

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کے والد کا نام مضر رضی اللہ عنہ ہے مضر مضیرہ یا اللبن الماضر سے ماخوذ ہے، مضیرہ ایک ایسی شئی ہے جو دودھ سے تیار کی جاتی ہے اور وہ نہایت ہی سفید رنگ کی ہوتی ہے، چونکہ حضرت مضر رضی اللہ عنہ نہایت ہی سفید رنگ کے تھے اس لئے ان کا نام مضر رکھا گیا

امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں:

واما مضر فقد قال القتبى هو من المضيره اومن اللبن الماضر و المضيره شيء يصنع من اللبن فسمي مضر لبياضه

(جلد 1 صفحہ 8)

اور ان کو مضر الحمراء کہا جاتا تھا، کیوں کہ جب حضرت مضر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کا ترکہ آپس میں تقسیم کیا تو ان کے مال سے جو سونا تھا وہ حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور گھوڑے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے لے

Marfat.com

لئے، اس وجہ سے حضرت مضر کو مضر الحمراء اور حضرت ربیعہ کو ربیعہ الفرس کہتے تھے،
امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں۔

ویقال له مضر الحمراء قيل لانه لما اقتسم هو واخوه ربيعه مال والدهما اعنى نزار اخذ مضر الذهب فقيل له مضر الحمراء واخذ ربيعة الخيل ومن ثم قيل له ربيعه الفرس (جلد 1 صفحه 17)

حضرت مضر رضی اللہ عنہ نہایت ہی حسین وجمیل تھے، دیکھنے والے کا دل موہ لیتے تھے کہ اگر ان کو کوئی دیکھتا تو وہ ان پر فریفتہ ہو جاتا اور ان کی آواز بھی بہت ہی پیاری تھی، درحقیقت ان کا یہ حسن و جمال اور چہرہ کی دمک نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی۔

امام شافعیہ مفتی حرم علامہ احمد بن زینی بن احمد دحلان اپنی کتاب ''سیرت نبویہ وآثار المحمدیہ'' میں لکھتے ہیں۔ وجاء ايضا ان مضر انما سمى بذلك لانه كان يمضر القلوب اى ياخذها لحسنه و جماله و لم يره احد الااحبه لما كان يشاهد فى وجهه من نور النبى صلى الله عليه وسلم (جلد 1 صفحه 10) اور امام بکری رقم طراز ہیں۔

وفيه نور رسول صلى الله عليه وسلم وانما سمى مضر لانه اخذ بالقلب ولم يكن يراه احد الااحبه (الى ان قال) وكان من احسن الناس صوتاً۔ (تاريخ الخميس جلد 1 صفحه 148)

حضرت مضر وحضرت ربیعہ مؤمن ومتقی تھے

حضرت مضر وحضرت ربیعہ رضی اللہ عنہما دونوں مؤمن صالح متقی اور پرہیز

Marfat.com

گار تھے، احادیث مبارکہ میں ان کے مؤمن ہونے کی صراحت موجود ہے۔ امام دیار بکری حضرت مضر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

کان مسلما علی ملة ابراهیم

''کہ وہ مسلمان تھے ملت ابراہیمی پر تھے'' (تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 147)

علامہ زینی دحلان سیرت نبویہ میں اور حلبی سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں۔

وجاء فی حدیث لاتسبوا ربیعه ولا مضرفا نهما کانا مؤمنین، وفی روایه لاتسبوا مضر فانه کان علی ملة ابراهیم (رواه الحلبی فقط) و فی حدیث غریب لاتسبوا مضر فانه کان علی دین اسماعیل۔ (سیره نبویه علی هاش الحلبیه جلد 1 صفحه 10) و سیره حلبیه جلد 1 صفحه 17)

اور امام بکری تاریخ خمیس میں فرماتے ہیں حضرت میمون بن مہران نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''لاتسبوا مضرولا ربیعه فانهما کانا مؤمنین (صفحه 51)'' (ومسالك الحنفاء صفحه 37) اور یہی حدیث امام عبدالرحمٰن سہیلی ''الروض الانف'' میں سند کے بغیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، قلت وقفت علیہ مسندا مجھے اس کی سند معلوم ہے، پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند بیان فرمائی لیکن اس میں ''مسلمین'' کے لفظ میں اور وہ سند درج ذیل ہے۔ اس سند کو امام ابوبکر محمد بن خلف بن حیان المعروف وکیع نے اپنی کتاب ''الغرر من الاخبار'' میں ذکر کیا، فرماتے ہیں۔

''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن داؤد بن عیسیٰ المروزی ابویعقوب الشعرانی نے انہیں حدیث بیان کی سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی نے انہیں عثمان بن فائد نے انہوں نے حضرت یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے وہ حضرت اسماعیل بن

Marfat.com

محمد بن سعد بن ابی وقاص سے وہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا "حضرت ربیعہ اور حضرت مضر رضی اللہ عنہم کو برا مت کہو کہ بلاشبہ وہ مسلمان تھے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

قال حدثنا اسحاق بن داؤد بن عیسی المروزی ابویعقوب الشعرانی قال حدثنا سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی قال حدثنا عثمان بن فائد عن یحیٰی بن طلحه بن عبید اللّٰه عن اسمٰعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لاتسبوا ربیعه ولا مضر فانهما کانا مسلمین۔

(صفحہ 37)

سند حدیث پر بحث

نمبر 1: امام ابوبکر محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ بن زیاد الصبنی، المعروف بوکیع "صاحب غرر من الاخبار" فقیہ، قاری قرآن نحوی، مؤرخ اور اصحاب سیر میں سے تھے، شاعر بھی تھے اور اہواز کے قاضی تھے، ان کی وفات بغداد شریف ماہ ربیع الاول 306ھ میں ہوئی۔ (معجم المؤلفین ج 9 صفحہ 284) لسان المیز ان میں ہے۔

کان عالما فاضلا نبیلا فصیحا من اهل القرآن و الفقه والنحو، (الی ان قال) حسن الاخبار عارفا با یام الناس

(جلد 5 صفحہ 157,156)

Marfat.com

یعنی امام ابوبکر وکیع عالم، فاضل، فصیح و بلیغ، قاری قرآن، فقیہ، نحوی، مؤرخ و عظیم محدث تھے۔

نمبر 2: امام اسحاق بن داؤد بن عیسیٰ المروزی ابویعقوب الشعرانی ان کا ترجمہ راقم کو کتب اسماء الرجال میں نہیں مل سکا۔

نمبر 3: امام ابوایوب سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن میمون التمیمی الدمشقی ابن بنت شرجیل بن مسلم الخولانی یہ امام بخاری و امام ابوداؤد کے شیخ ہیں۔ امام بخاری نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ثقہ اور اہل دمشق کے فقیہ تھے ان کی پیدائش 151ھ یا 152ھ میں ہوئی اور ان کی وفات 232ھ یا 233ھ میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 148)

نمبر 5: یحیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ القرشی التیمی المدنی، یہ تابعی ہیں ثقہ ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد 2 صفحہ 233)

نمبر 6: اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص الزہری المدنی جلیل القدر تابعی، ثقہ رجال صحیح میں سے ہیں، ان کی پیدائش 60ھ کے بعد ہوئی اور وفات 134ھ میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 329)

نمبر 7: اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم صحابی ہیں، ان کے ثقہ و عادل ہونے میں کوئی کلام نہیں، یہ حدیث لائق حجت ہے۔

اور امام ابن سعد نے طبقات میں بسند خالد بن خداش وہ حضرت عبداللہ بن وہب سے وہ سعد بن ابی ایوب سے وہ حضرت عبداللہ بن خالد سے مرسلا روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "لاتسبوا مضر فانہ کان قد اسلم"

Marfat.com

سند حدیث

نمبر 1: خالد بن خداش بن عجلان الزوی المہلبی ابوالہیثم البصری البغدادی، یہ امام بخاری کے شیخ ہیں، امام بخاری نے الادب المفرد میں ان سے احادیث روایت کی ہیں، اور یہ امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ، امام الفقہاء والمحدثین احمد بن حنبل وغیرہم اجلہ محدثین کے بھی شیخ ہیں، یہ رجال صحیح میں سے ہیں ان کی وفات 223ھ یا 224ھ میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب جلد 3 صفحہ 85)

نمبر 2: امام ابوعبد اللہ بن وہب بن مسلم القرشی، الفقیہ، یہ امام سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے تلمیذ اور امام علی بن المدینی، محمد بن سلمہ المراوی وغیرہما اکابر محدثین کے شیخ ہیں، یہ بھی رجال صحیح میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد 6 صفحہ 72)

نمبر 3: سعید بن ابی ایوب، ان کا نام مقلاص الخزاعی ابویحییٰ المصری، یہ کعب بن علقمہ، عقیل بن خالد، شرحبیل بن شریک کے شاگرد اور امام ابن جریج، امام ابن المبارک وغیرہ ائمہ محدثین کے شیخ ہیں، ان کی پیدائش 100ھ اور وفات 149ھ یا 161ھ میں ہوئی اور یہ بھی ثقہ، فقیہ تھے، رجال صحیح سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 8،7)

نمبر 4: عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ یہ تابعی ہیں، بعض اصحاب جرح والتعدیل نے انہیں ضعیف کہا۔

یہ حدیث بھی لائق حجت ہے، اور امام دیار بکری نے ایک اور حدیث روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اذا اختلف الناس فالحق مع

Marfat.com

مضر یعنی جب لوگ اختلاف کریں (مذہب و عقائد میں کئی فرقے ہو جائیں) تو حضرت مضر کے ساتھ لاحق ہو جانا (یعنی تو ملۃ ابراہیم علیہ السلام پر رہنا جیسا کہ حضرت مضر رضی اللہ عنہ دین ابراہیمی پر تھے۔ (تاریخ الخمیس ج 1 صفحہ 149)

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہو گیا کہ حضرت مضر رضی اللہ عنہ مؤمن متقی، اور دین ابراہیمی پر تھے، حضرت مضر رضی اللہ عنہ کے تین بھائی اور تھے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) ایاد (2) ربیعہ (3) انمار

ان سب کی والدہ کا نام سودہ بنت عک بن عدنان اور بعض کے نزدیک حضرت سودہ صرف حضرت مضر کی والدہ ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تین کی والدہ کا نام شقیقہ بنت عک بن عدنان، یہ حضرت سودہ کی بہن ہیں۔ تاریخ خمیس میں ہے۔

ولد نزار بن سعد اربعة بنين مضر، و ربيعه وانمار واياد (الى ان قال) و امهم سوده بنت علك بن عدنان و قيل هى ام مضر خاصه و ام اخوته الثلاثه اختها شقيقه بنت علك بن عدنان (جلد 1 صفحه 148)

لیکن امام ابوجعفر طبری فرماتے ہیں کہ حضرت مضر رضی اللہ عنہ وایاد کی والدہ سودہ بنت عک و بن عدنان اور ربیعہ وانمار کی والدہ کا نام جلالہ بنت وعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو قبیلہ بنی جرہم سے تھیں، چنانچہ لکھتے ہیں۔

وامه سودة بنت علك و اخوه لابيه وامه ايادلها اخوان من ابيهما من غير امهما و هما ربيعة و انمار امهما جلاله بنت وعلان بن جوشم بن جلهمه بن عمر و بن جرهم

(تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 189)

Marfat.com

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کی قبر انور مقام روحاء میں ہے۔ اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ چنانچہ امام حلبی سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں۔

''وعن ابی عبید البکری ان قبر مضر بالروحاء یزار'' اور مقام روحاء مدینہ شریف سے تقریباً دو راتوں کا سفر ہے، اما حلبی فرماتے ہیں'' والروحاء علی الیلتین من المدینہ'' (سیرہ حلبیہ جلد 1 صفحہ 17) اور علامہ زینی دحلان فرماتے ہیں۔ قیل ان قمر مضر بالروحاء (سیرت نبویہ جلد 1 صفحہ 11)

امام ابوعبید البکری کا تعارف

امام ابوعبید عبداللہ بن عبدالعزیز بن محمد بن ایوب ابن عمرو البکری، لغوی، مؤرخ، علم نسب کے ماہر، جغرافیہ کے ماہر، ماہ شوال قرطبہ کے شہر 432ھ میں پیدا ہوئے اور 487ھ میں وفات پائی اور مقبرہ اُمِ سلمہ میں مدفون ہوئے۔ (معجم المؤلفین جلد 6 صفحہ 75) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام ''عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی مصعب الاندلسی ابوعبید البکری'' ذکر کیا ہے، پھر لکھتے ہیں۔ کان اماما لغویا، اخباریا، مقننا۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی اور اس میں اعلام نبوہ جمع فرمائے، علماء کے نزدیک ان کی وہ کتاب بہت معتبر ہے اسی سے علماء استفادہ کرتے ہیں ان کا انتقال بھی ماہ شوال میں ہوا (بغیہ الوعاہ صفحہ 285) سیرت حلبیہ میں ابوعبیدہ لکھا ہے اور صحیح ابوعبید ہے، حضرت مضر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے'' جو شخص نیکی اور بھلائی کرے گا تو اس کو وہ مقام و مرتبہ نصیب ہوگا کہ لوگ اس کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے اس پر رشک کریں گے، اور جو کوئی برائی کرے گا اسے شرمندگی اور ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

امام علی بن برہان الدین ''انسان العیون'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

مضر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔

من یزرع خیرا یحصد غبطة و من یزرع شرا یحصد ندامة۔

(جلد 1 صفحہ 17) اور اسی طرح خمیس میں ہے۔ (جلد 1 صفحہ 149)

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت نزار رضی اللہ عنہ، کنیت ابوایاد، یا ابو ربیعہ ہے۔ (تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 190)

نزار نزر (نون کی زیر کے ساتھ) سے ماخوذ ہے، اور اس کا معنی ہے، قلیل، تھوڑا کتب سیرت میں ہے کہ حضرت نزار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کے چہرۂ انور میں دو آنکھوں کے درمیان نور مصطفیٰ چمکتا تھا، جب ان کے والد نے حضرت نزار کے چہرۂ انور میں نور مصطفیٰ چمکتا دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کئی اونٹ ذبح کئے اور کھانا پکایا اور بہت بڑی قربانی فرمائی، پھر انہوں نے فرمایا یہ سب کچھ یہ معمولی سی قربانی یہ اس بچے کے حق میں نذر ہے، اس وجہ سے ان کا نام نزار رکھ دیا گیا، اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے زیادہ عقلمند اور دانا تھے، چنانچہ علامہ زینی دحلان سیرت نبویہ میں لکھتے ہیں۔

وان نزار لما ولد نظر ابوہ الی نور النبی ﷺ بین عیینه ففرح فرحا شدیدا و نحرو اطعم و قال ان ھذا کله نزر ای قلیل بحق ھذا المولود فسمی نزارًا بذلك وکان اجمل اھل زمانه و اکبرھم عقلا۔ (جلد 1 صفحہ 10) علی امش الحلبیه)

اور امام دیار بکری لکھتے ہیں:

وانما سمی نزارًا بکسر النون من النزر وھو القلیل لان معد نظر الی نور رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی

Marfat.com

وجهه فقرب له قربانا عظیما و قال لقد استقللت له هذا القربان وانه نزر قلیل فسمی نزار اوخرج اجمل اهل زمانه اکثرهم عقلا۔ (تاریخ خمیس جلد 1 صفحه 147)

ایک سوال اوراس کا جواب

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ حضرت نزار رضی اللہ عنہ کے مؤمن ہونے کی کوئی صراحت نہیں اوران کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ وہ کس دین پر تھے۔

چنانچہ امام دیار بکری فرماتے ہیں۔

واما نزار بن معد فلم تدرملته (تاریخ خمیس جلد 1 صفحہ 148) لہٰذا ان کے متعلق یہ حکم لگانا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے اور مؤمن صالح تھے درست نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کے ایمان کی صراحت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس کو کافر ومشرک نہیں کہا جائے گا جیسا کہ پہلے ہم پوری تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کے متعلق یہ شک کرنا کہ وہ مؤمن تھے یا نہیں، ایمان کی خرابی کی دلیل ہے، جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام میں کوئی ایک بھی کافر تھا تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام و امہات مومنین و مومنات تھے آپ کے نسب مبارک کے طیب وطاہر ہونے میں کوئی شک نہیں، امام جلال الملۃ والدین السیوطی اپنی کتاب ''المقامہ السندسیہ فی النسبۃ المصطفویہ'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''خیر الخلیفه اما وابا، وانکاهم حسبا و نسبا، خلق الله لا جله الکونین، واقربه من کل مؤمن یعینین'' یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کے اعتبار سے پوری مخلوق سے بہتر ہیں اور حسب ونسب کے لحاظ سے

Marfat.com

پوری خلق سے زیادہ پاک، اللہ تعالیٰ نے انہیں کے لئے کونین کو پیدا فرمایا، اور انہیں دنیا میں مبعوث فرما کر ہر مومن کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی بلکہ خود آقاء دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں۔ "انا انفسکم نسبا" میں تم سب میں اپنے نسب کے لحاظ سے نفیس ترین (ازکا وافضل واعلیٰ وطیب وطاہر) ہوں۔

امام حجۃ الاسلام زین الدین ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد الطّوسی الشافعی الغزالی حکیم متکلم فقیہ، اصولی، صوفی، ان کی پیدائش طوس کے قصبہ طابران 450ھ میں ہوئی اور وفات 505ھ میں ہوئی۔ (معجم المؤلفین جلد 11 صفحہ 262)

امام یافعی ''مرآۃ الجنان'' میں لکھتے ہیں کہ امام عارف باللہ محمد بن اسماعیل الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ امام غزالی کی کتابیں پڑھنا جائز ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا محمد بن عبداللہ سید الانبیاء و محمد بن ادریس سید الائمہ و محمد بن محمد بن محمد الغزالی سید المصنفین۔ (جلد 3 صفحہ 190)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ اعلام کا فرمان ہے۔ حضور ﷺ کے نسب مبارک میں ہر فرد کا طیب وطاہر ہونا آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

چنانچہ امام سیوطی لکھتے ہیں:

ومن خصائصه فيما ذكره الغزالي وغيره ان الله ملكه الجنه، و اذن له ان يقطع منها من يشاء مايشاء واعظم بذلك منه، وخصه بطهارة النسب تعظيما لشانه، وحفظ آبائه من الدنس تتميما لبرهانه، وجعل كل اصل من اصوله خير اهل زمانه۔ (المقامة السندسية صفحه 2)

لہٰذا حضرت نزار رضی اللہ عنہ بھی مومن و صالح اور دین ابراہیمی پر تھے، اور سب سے پہلے عربی انہوں نے لکھی، اور حضرت نزار رضی اللہ عنہ میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

نسب حضور ﷺ کے نسب مبارک کے ساتھ مل جاتا ہے اور ان سے آگے حضور ﷺ کا نسب مبارک اور امام احمد بن حنبل کا نسب مبارک ایک ہی ہے، ''انسان العیون'' میں ہے۔

ھو اول من کتب الکتاب العربی علی الصحیح و الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ یجتمع معہ ﷺ فی ھذا الجد الذی ھو نزار (جلد 1 صفحہ 17) حضرت نزار رضی اللہ عنہ کی قبر اور ان کے بیٹے حضرت ربیعہ کی قبر مدینہ منورہ کے قریب ذات الجیش مقام پر ہے۔ امام دیار بکری لکھتے ہیں۔ ان قبر نزاد بن معد و قبر ابنہ ربیعہ بن نزار بذات الجیش قرب المدینہ

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 148)

حضرت نزار رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام معانہ بنت جوشم (قال ابن حیان جوش) بن حلیمہ بن عمرو (وذکرا ابن حیان فی سیرہ صفحہ 49) بن حلیمہ بن حرمیہ حضرت نزار رضی اللہ عنہ کے تقریباً چودہ بھائی تھے، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) قنص (2) قناعۃ (3) سنام (4) حیدان (5) حیادہ (6) جنید (7) جنادہ (8) قحم (9) عبید الرماح (10) عرف (11) عوف (12) شک (13) قضاعۃ (14) سلہم (السہیلی فی الروض جلد 1 صفحہ 15) (طبری جلد 2 صفحہ 190)

اور امام عبدالرحمٰن سہیلی نے ایک اور کا نام بھی ذکر کیا ہے وہ (15) اود ہے، امام ابو جعفر طبری فرماتے ہیں کہ حضرت نزار کے اور بھائی بھی ہیں، لیکن ان کے نام ذکر نہیں فرمائے۔ حضرت نزار رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت معد رضی اللہ عنہ ہے، حضرت معد رضی اللہ عنہ کا ایک بھائی تھا، اس کا نام عک بن عدنان ہے اور بعض مورخین و اہل سیر نے حضرت معد کے چند اور بھائی بھی ذکر کئے ہیں۔ امام ابن کثیر سیرت میں فرماتے ہیں کہ امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اور بھائی بھی

Marfat.com

ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) حارث (2) مذھب (3) ضحاک (4) عدن (وہ عدن شہر کے بانی ہیں) (5) ابین سیرت نبویہ جلد 1 صفحہ 82) امام طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت معد کے ایک بھائی کا نام دیث ہے اور بعض نے کہا کہ دیث اور عک ایک ہی شخص کا نام ہے اور بعض نے اور بھی ذکر کئے ہیں وہ یہ ہیں۔ (1) ابی بن عدنان (2) واد بن عدنان (3) عی بن عدنان (جلد 2 صفحہ 19)

اس طرح حضرت معد کے نو بھائی ہوتے ہیں اور حضرت معد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام مہدد بنت اللہم، اور وہ اللہم بن جلجب بن جدلیس، اور بعض کے نزدیک ابن طسم اور بعض نے کہا، ابن الطوسم اور طوسم، یقشان بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔ (تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 191)

اور ابن حبان نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام، محردہ بنت جلجب بن جدلیس ذکر کیا ہے۔ (السیرت النبویہ صفحہ 49)

حضرت معد رضی اللہ عنہ کس دور میں تھے؟

اس میں مؤرخین واہل سیر کی کتابوں میں بہت زیادہ اختلاف ہے، ہم اس اختلاف کو پوری تفصیل سے لکھتے ہیں اور اس کے بعد یہ واضح کریں گے کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ کس دور میں تھے تا کہ قارئین کو کتب تاریخ وسیر پڑھ کر اس کے متعلق اضطراب نہ ہو۔ ''انسان العیون'' میں امام ابن برہان حلبی لکھتے ہیں۔

وکان عدنان فی عھد عیسی علیه السلام (جلد۱صفحہ۱۸)

حضرت معد رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عدنان رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور یہ درست نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

آباء کرام میں سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضرت لوی رضی اللہ عنہ تھے، امام طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

"حدثنی الحادث قال حدثنا محمد بن سعد قال اخبرنا هشام عن ابیه عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال كان بين ميلاد عيسى والنبى خمس مائه وتسع و ستون سنه"

مجھے یہ حدیث بیان کی حارث نے انہیں محمد بن سعد نے اور انہیں خبر دی ہشام نے اپنے باپ سے وہ ابوصالح سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے درمیان پانچ سو انہتر (۵۶۹) سال ہیں۔

اس قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پانچ صد چھبیس برس چھ ماہ (۵۲۶) قبل اٹھائے گئے اور بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ صد اکاون برس ہیں۔

''تاریخ الامم والملوک'' میں ہے۔

قال بعضهم من مولد عيسى الى مبعث محمد صلى اللّٰه عليه وسلم خمس مائة واحدى و خمسين سنه

(جلد۲ صفحہ ۱۷۰،۱۷۱)

اس قول کے مطابق حضرت کعب بن لوی کی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے نو برس پہلے ہوئی۔

اور ہم پہلے تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ حضرت کعب کی وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ صد ساٹھ سال قبل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے

Marfat.com

قول کے مطابق حضرت کعب کی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے انچاس برس بعد ہوئی لہٰذا کعب بن لوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ہی زمانہ ہے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت عدنان کے درمیان تقریباً بارہ پشت ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ہی زمانہ ہو، لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت معدؑ بن عدنان رضی اللہ عنہما حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانہ میں تھے چنانچہ امام ابوجعفر طبری فرماتے ہیں۔

ان اهل حضور لما قتلوا شعيب بن ذى مهدم الحضورى بعث الله عليهم بخت نصر عذابا فخرج ادمياء وبرخيا فحملا معدا فلما سكت الحرب رداه الى مكه۔ (تاریخ الامم والملوک جلد ا صفحہ ۱۹۱) بلاشبہ جب اہل حضور نے حضرت شعیب بن ذی مہدم الحضوری کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا تو حضرت ارمیاء اور حضرت برخیاء علیہما السلام حضرت معد کو لے کر وہاں سے چلے گئے پس جب جنگ ختم ہوگئی تو ان کو واپس مکہ شریف پہنچا دیا۔

حضور

حضور یمن کا ایک شہر ہے اور یہ حضور بن عدی ابن مالک بن زید بن سدد بن حمیر بن سبا کے نام سے مشہور ہے۔ معجم البلدان میں ہے۔

حضور: بالفتح ثم الضم بلدة باليمن من اعمال زبيد، سميت بحضور بن عدى ابن مالك بن زيد بن سدد بن

Marfat.com

حمیر بن سبا (جلد۲ صفحہ۲۷۲)

اہل حضور عرب تھے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمائے ان کا اسم گرامی حضرت شعیب علیہ السلام ہے اور انہوں نے اس نبی کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا اور ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا اور اس کے ذریعہ اہل حضور کو تباہ و برباد کر دیا۔ ان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الانبیاء میں فرمایا ہے

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ (آیہ ۱۵،۱۴،۱۳،۱۲،۱۱)

اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ظالم تھیں اور ان کے بعد اور قوم پیدا کی تو جب انہوں نے ہمارا عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھا جبھی وہ اس سے بھاگنے لگے، نہ بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شائد تم سے پوچھا جائے، بولے ہائے خرابی ہماری بلاشبہ ہم ظالم تھے تو وہ یہی پکارتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کاٹے ہوئے بجھے ہوئے فصل کی طرح۔

تفسیر آیات مبارکہ

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ پچھلی آیتوں میں

Marfat.com

جن مشرکین کے ہلاک ہونے کا ذکر ہے وہ کون تھے اور ان کے عادات و اطوار کیا تھے اور وہ کس طرح ہلاک ہوئے تاکہ مشرکوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بھی انہیں مشرکوں کی طرح کافر و بدکار تھے اور مشرکین یہ سمجھ سکیں کہ جیسے ان پر عذاب آیا اور جیسے وہ ہلاک ہوئے ان مشرکوں پر بھی وہی عذاب آئے گا لہٰذا یہ اللہ سے ڈریں اور کفر و شرک سے باز رہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لائیں، چنانچہ ارشاد ہوا ہم نے بہت سے شہر اور آبادیوں کو ہلاک و برباد کر دیا کہ ان کے رہنے والے بڑے ظالم اور بدکار تھے اور ہم نے ان کی جگہ دوسری نئی قومیں آباد کر دیں چنانچہ جب اس تباہ ہونے والی قوم نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو محسوس کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کو جو علامات بتائیں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگے تو وہ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انہیں ایڑیاں مار کر اپنے شہر و دیار مساکن اور سامان عیش سب کچھ چھوڑ کر بھاگے تو ان کو عذاب کے فرشتوں نے طنزاً کہا بھاگتے کیوں ہو مت بھاگو تم اپنے مساکن اور باغات و نعمتوں کی طرف واپس لوٹ آؤ جہاں تمہارے فرزند، تمہاری بیویاں اور محبوب عورتیں ہیں، جہاں تمہاری عیاشی اور رنگ رلیاں منانے کے اڈے ہیں تاکہ تم ان تمام چیزوں کو حسرت کی آنکھوں سے دیکھو اور اس مان کی دنیا میں ہلاک ہو جاؤ تو وہ ایسی حالت میں پکارتے رہے کہ اے افسوس ہم تو بڑے ظالم تھے لیکن اب ان کا یہ کہنا اور پکارنا بے کار تھا، آخر وہ یہی پکارتے پکارتے تباہ و برباد ہو گئے اور ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی یا انہیں بجھا دیا، یعنی ہم نے انہیں ایسا تباہ و برباد کیا کہ گویا وہ تھے ہی نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرزمین یمن میں حضور نام کی ایک بستی تھی وہاں کے رہنے والے عرب تھے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے قوم حمیر میں سے ایک نبی مبعوث فرمائے ان کا نام حضرت شعیب تھا

Marfat.com

ایک شخص نے لاٹھی مار کر انہیں شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بابلی مسلط فرما دیا اس نے ان اہل حضور کو قتل کر دیا اور گرفتار کیا حتیٰ کہ ان کا کوئی آدمی باقی نہ رہا اور ان کا اسباب عیش سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا، امام طبری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ بھی اسی بستی میں رہتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کرنا چاہا تو حضرت ارمیاء اور حضرت برخیاء علیہما السلام ان کو ساتھ لے کر وہاں سے چلے گئے اور جنگ ختم ہونے کے بعد ان کو مکہ شریف پہنچا دیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام

تاریخ میں شعیب نامی دو انبیاء کا ذکر ہے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر تھے، ان کی صاحبزادی حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا سے موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث فرمایا ان کا لقب خطیب الانبیاء ہے، امام ابن عساکر اپنی سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر کرتے تو ان کو خطیب الانبیاء کہتے تھے۔ ان کے نسب میں علماء کا اختلاف ہے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کا نسب یوں ہے۔

شعیب بن توبہ بن ابراہیم، امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم اور بعض کے نزدیک، شعیب ابن یثرون بن نوس بن مدین بن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ (مظہری جلد ۳ صفحہ ۳۸۳)

امام طبری نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

شعیب بن صیفون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم اور ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت بشر ذوالکفل بن ایوب علیہما السلام کے بعد مبعوث فرمایا اور

Marfat.com

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام کے نواسہ ہیں۔ ''تاریخ الامم والملوک'' میں ہے۔

وان اللہ عز و جل بعث بعدہ (بعد بشر بن ایوب ذی الکفل) شعیب بن صیفون بن عنقاء بن ثابت بن مدین بن ابراھیم الی اھل مدین، (الی ان قال) جدۃ شعیب ابنۃ لوط (جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

اور حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران (کمانی تاریخ الانبیاء صفحہ ۱۲۱) یا ھار من (کمانی المظہری جلد ۳ صفحہ ۳۸۱) بن تارخ کے بیٹے ہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے قوم سدوم کی طرف مبعوث فرمایا اور وہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے۔ تاریخ خمیس میں ہے۔

وامن لہ لوط وقیل ھو اول من صدقہ وکان ابن اخیہ ھاران وھو لوط بن ھاران بن تارخ وھاران ھوا خوابراھیم

(جلد ۱ صفحہ ۸۵)

اور بعض نے کہا کہ سب سے پہلے حضرت سارہ بنت ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائیں اور وہ ہاران حضرت ابراہیم کے بھائی نہیں بلکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں اور اہل حضور کی طرف جو نبی مبعوث ہوئے وہ حضرت شعیب صاحب مدین نہیں بلکہ وہ شعیب بن ذی مہدم ہیں اور ان کی قبر یمن کے پہاڑ ضنن کے قریب ہے۔ امام محب الدین ابوالفیض السید محمد بن محمد بن عبدالرزاق المرتضٰی الحسینی الواسطی الزبیدی الحنفی، لغوی، محدث، اصولی، ادیب، ناظم مورخ علم نسب کے ماہر، ہند کے شہر بلگرام ۱۱۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ

Marfat.com

شعبان مصر میں ۱۲۰۵ھ کو طاعون کی مرض کی وجہ سے وفات پائی (معجم المؤلفین جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۲) اپنی کتاب ''تاج العروس من جواہر القاموس'' میں فرماتے ہیں۔

ان اهل حضور قتلوا شعيب بن ذى مهدم نبى ارسل اليهم وقبره بضنن جبل باليمن، وليس هو شعيبا الاول صاحب مدين وهو ابن صيفي ويقال فيه ابن صيفون (جلد ۳ صفحہ ۱۴۷)

اور اسی طرح ''الروض الانف'' جلد ۱ صفحہ ۹ پر ہے۔

اور یہ حمیر بن سبا بن یعرب بن قحطان کی قوم سے تھے (روح المعانی) اور امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر فرح، الانصاری الخزرجی الاندلسی القرطبی مفسر، عابد زاہد متوفی ۹ شوال پیر کی رات ۶۷۱ھ اپنی کتاب ''الجامع لاحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں۔

وكان بعث اليهم نبى اسمه شعيب بن ذى مهدم وقبر شعيب هذا باليمن يقال له ضنن كثير الثلج، وليس بشعيب صاحب مدين لان قصة حضور قبل مدة عيسى عليه السلام، وبعد مئين من السنين من مده سليمان عليه السلام وانهم قتلوا نبيهم وقتل اصحاب الرس فى ذلك التاريخ نبيالهم اسمه حنظله بن صفوان، وكانت حضور بارض الحجاز من ناحية الشام، فاوحى الله تعالى الى ارميا عليه السلام ان احمل معد بن عدنان على المراق الى ارض العراق كيلا تصيبه النقمه والبلاء معهم، فانى مستخرج من صلبه نبيا فى آخر الزمان اسمه محمد صلى الله عليه وسلم، فحمل معد وهو ابن اثنتى عشره سنة فكان مع بنى اسرائيل الى ان كبر

Marfat.com

و تزوج امراۃ اسمہا معانہ (جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۴)

یعنی اہل حضور کی طرف ایک نبی مبعوث ہوئے ان کا نام شعیب بن ذی مہدم تھا اور ان کی قبر شریف ضنن پہاڑ (جس پر بہت برف پڑتی ہے جو یمن میں ہے) پر واقع ہے اور وہ شعیب علیہ السلام صاحب مدین نہیں کیونکہ اہل حضور کا قصہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے قبل اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کے دوصد برس بعد ہوا اور بلاشبہ انہوں نے اپنے نبی کو شہید کر دیا اور اسی تاریخ میں اصحاب الرس نے اپنے نبی حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو شہید کیا اور حضور شام کے کنارے سرزمین حجاز میں ایک بستی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیاء علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ حضرت معد بن عدنان کو براق پر سوار کر کے سرزمین عراق لے جاؤ تاکہ اہل حضور کے ساتھ ان کو تکلیف و آزمائش نہ پہنچے پس بے شک میں ان کی پشت مبارک سے نبی آخر الزمان جن کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کو پیدا فرمانے والا ہوں تو حضرت ارمیاء علیہ السلام حضرت معد کو لے کر عراق چلے گئے اور وہ (معد رضی اللہ عنہ) اس وقت بارہ سال کے تھے، پس وہ (معد رضی اللہ عنہ) جوان ہونے تک بنی اسرائیل کے ساتھ رہے اور انہوں نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کا نام معانہ تھا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ اہل حضور کے ساتھ رہتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بابلی کو ان پر مسلط فرمایا تو اس وقت حضرت ارمیاء علیہ السلام بحکم الٰہی ان کو ساتھ لے کر عراق چلے گئے۔ (روح البیان جلد ۶ صفحہ ۴۵۹)

حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام

حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام نبی تھے اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور وہ خالد بن سنان کے ایک سو سال بعد مبعوث ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اصحاب الرس کی طرف مبعوث فرمایا اور اصحاب الرس نے ان کی تکذیب کی اور انہیں شہید کردیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور انہیں تباہ و برباد کردیا۔

اصحاب الرس

تاریخ خمیس میں ہے کہ اصحاب الرس، ایک قوم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے عنقاء پرندے کے ذریعہ آزمایا، وہ ایک نہایت خوبصورت پرندہ تھا اس کی گردن بہت ہی لمبی تھی اور اس کے اندر تمام رنگ تھے اور وہ ایک پہاڑ پر رہتا تھا اس پہاڑ کا نام فتخ یا دمخ تھا۔ اس کی گردن لمبی ہونے کی وجہ سے اسے عنقاء کہتے تھے اور جب وہ بیٹھتا تو آسمان کی جانب ایک میل تک اونچا ہوتا، وہ پرندہ اصحاب الرس کی قوم کے بچوں کو اچک لیتا تھا اور انسانوں کو شکار کرتا تھا تو اصحاب الرس نے حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی تو حضرت حنظلہ نے دعا فرمائی ان کی دعا سے وہ پرندہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کردیا۔ (تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

اور بعض کے نزدیک یہ شعیب علیہ السلام جو اہل حضور کی طرف مبعوث ہوئے ان کا نام شعیب بن صفی یا شعیب بن ضیفون ہے۔ چنانچہ امام شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی البغدادی مورخ، ادیب، شاعر، لغوی، نحوی، ان کی پیدائش ۵۷۴ھ روم میں ہوئی اور وفات ۶۲۶ھ ۲۰ رمضان المبارک حلب شہر کے نزدیک خان کے مقام پر ہوئی اور اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں لکھتے ہیں۔

وذلك لقتلهم شعيب ابن صيفي ويقال ابن صيفون (جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

اور یہ درست نہیں ہے۔

Marfat.com

اور امام اسماعیل حقی بن مصطفیٰ ابوالفدا الاستنبولی، الایدوسی، البروسوی، ان کی ولادت ۱۰۶۳ھ میں ہوئی اور وفات ۱۱۳۷ھ میں ہوئی۔ (معجم المؤلفین جلد ۲ صفحہ ۲۶۶) ''روح البیان'' میں لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا کہ جو نبی اہل حضور کی طرف مبعوث ہوئے ان کا نام موسیٰ بن میثا ہے۔ (جلد ۶ صفحہ ۴۵۹)

اور اسی طرح روح المعانی میں ہے:

اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقریباً آٹھ صد انتالیس (۸۳۹) سال کا فاصلہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی ولادت تک ایک صد اناسی برس کا فاصلہ ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ایک ہزار ترپن برس کا عرصہ ہے چنانچہ امام طبری علیہ الرحمہ بطریق ہشام بن محمد الکلبی وہ اپنے باپ محمد الکلبی سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

من موسی الی داؤد مائه وتسع و سبعون سنة ومن داؤد الی عیسی الف وثلاث و خمسون سنه (تاریخ الامم والملوک جلد ۱ صفحہ ۱۷۱) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر ترپن برس تھی۔ تاریخ طبری میں ہے۔

وکان جمیع عمر سلیمان بن داؤد فیما ذکر نیفا و خمسین سنه (جلد ۱ صفحہ ۳۶۲) اور جب حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات ہوئی اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر تیرہ برس تھی اور چالیس سال وہ بادشاہ رہے۔ تاریخ خمیس میں ہے۔

ان سلیمان کان عمره ثلاثا و خمسین سنه و مدد ملکه اربعون سنه (الی ان قال) وملك بعد وفاة ابیه داؤد وهو ابن ثلاث عشرة سنه (جلد ۱ صفحہ ۲۵۳) مذکورہ بالا تفصیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل حضور کا واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کی

Marfat.com

ولادت سے چھ سو انتالیس برس قبل ہوا اور امام علی بن برہان الحلبی ''انسان العیون'' میں لکھتے ہیں۔ولما سلط اللّٰہ بخت نصر علی العرب امر اللّٰہ تعالی ارمیاء ان یحمل معه معد بن عدنان علی المراق کیلا تصیبه النقمه وقال فانی ساخرج من صلبه نبیا کریما اختم به الرسل ففعل ارمیاء، ذلك واحتمله معه الی ارض الشام فنشا معد مع بنی اسرائیل ثم عاد بعد ان هدات الفتن ای یموت بخت نصر۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو عرب پر مسلط فرمایا تو ارمیاء علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ معد بن عدنان کو مراق (کشتی) سوار کر کے اپنے ساتھ لے جائیں تا کہ انہیں تکلیف نہ پہنچے اور فرمایا میں ان کی پشت سے نبی کریم ﷺ ختم المرسلین کو مبعوث کروں گا تو ارمیاء علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور انہیں اپنے ساتھ سرزمین شام لے گئے تو حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ وہاں بنی اسرائیل کے ہمراہ رہے، پھر بخت نصر بابلی کی موت کے بعد واپس تشریف لائے۔ (انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد ا صفحہ ۱۷، ۱۸)

ان دونوں روایات (امام قرطبی اور امام حلبی کی روایات) میں اختلاف ہے، امام قرطبی کی روایت میں عراق جانے کا اور حلبی کی روایت میں شام جانے کا ذکر ہے۔

اور بعض روایات میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت شعیاء بن ارمیاء علیہ السلام کو شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرمایا اور حضرت شعیاء بن ارمیاء علیہ السلام حضرت زکریا، یحییٰ، عیسیٰ علیہم السلام سے پہلے تھے اور حضرت شعیاء علیہ السلام بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰ و نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خوشخبری سناتے تھے اور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور حضرت شعیاء علیہ السلام صدیقہ (بادشاہ بنی اسرائیل) کے دور میں تھے ان کے شہید ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

حضرت ارمیاء بن حلقیا علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ (مظہری جلد ۵ صفحہ ۴۰۵ تا ۴۱۰) (احکام القرآن للقرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۵) (تاریخ طبری جلد ا صفحہ ۲۷۸) اور بعض روایات میں مذکور ہے کہ جب بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرما دیا اور یہ بالکل غلط ہے چنانچہ تاریخ الخمیس، تفسیر مظہری، احکام القرآن للقرطبی میں ہے۔

من روی ان بخت نصر غزا بنی اسرائیل عند قتلهم یحیی بن زکریا، غلط عند اهل السیر والاخبار بل هم مجموعون علی ان بخت نصر غزا بنی اسرائیل عند قتلهم شعیاء فی عهد ارمیاء

(جلد ا صفحہ ۱۷۳) (قرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۷ و مظہری جلد ۵ صفحہ ۴۱۰)

حضرت ارمیاء و برخیا علیہما السلام

حضرت ارمیاء علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''البدایہ والنہایہ'' میں لکھتے ہیں۔

''ارمیاء بن حلقیا من سبط لادی بن یعقوب علیه السلام''

اور حضرت خضر علیہ السلام کا نام بھی ارمیاء ہے اس لئے بعض نے کہا کہ یہی خضر ہیں اور یہ صحیح نہیں، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقد قیل انه الخضر رواه الضحاک عن ابن عباس رضی الله عنهما وهو غریب لیس بصحیح

(البدایه والنهایه جلد ۲ صفحه ۲۳)

اور برخیاء دو شخصوں کا نام ہے، ایک حضرت برخیاء حضرت زکریا علیہ السلام کے

Marfat.com

والد ہیں۔ چنانچہ بعض علماء نے حضرت زکریا علیہ السلام کا نسب اس طرح ذکر کیا ہے۔

''زکریا بن برخیا اور بعض نے زکریا بن دان اور بعض نے زکریا بن لدن بن مسلم بن صدوق بن حشیان بن داؤد بن سلیمان بن مسلم بن صدیقہ بن برخیا (یہ دوسرے ہیں) بن بلعاطہ بن ناحور بن شلوم بن بہفاشاط بن ایناس بن رجعام بن سلیمان بن داؤد'' (البدایہ والنہایہ ج ۲ صفحہ ۴۷)

اور حضرت ارمیاء بن حلقیا علیہ السلام اور حضرت برخیاء علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں تھے اور یہ معلوم نہیں کہ وہ حضرت برخیاء جو ارمیاء کے دور میں تھے وہ کمون سے ہیں۔ امام جعفر طبری ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ان اللّٰہ تعالی اوحی الی ارمیاء وبرخیا ان اللّٰہ قد انذر قومکما فلم ینتھوا (الی ان قال) وقد سلطت بخت نصر علیھم لا نتقم منھم فعلیکما بمعد بن عدنان الذی من ولدہ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذی اخرجہ فی آخر الزمان اختم بہ النبوہ وارفع بہ من الضعہ فخرجا تطوی لھما الارض حتی سبقا بخت نصر فلقیا عدنان قد تلقھما، فطویاہ الی معدد ولمعد یومئذ اثنتا عشر سنہ فحملہ برخیا علی البراق وردف خلفہ فانتھیا الی حران من ساعتھما وطویت الارض لارمیاء فاصبح بحران (الی ان قال) فلما مات بخت نصر خرج معدین عدنان معہ الانبیاء، انبیاء بنی اسرائیل صلوات اللّٰہ علیھم حتی اتی مکہ فلما قام اعلامھا فحج و حج معہ الانبیاء ثم خرج معد حتی اتی ریسوب فاستخرج اھلھا وسال عمن بقی من ولد الحارث

Marfat.com

بن مضاض الجرهمی (الی ان قال) فقیل له بقی جرشم بن جلهمه فتزوج معد ابنة معانه فولدت له نزار بن معد۔

اللہ تعالیٰ نے ارمیاء و برخیاء علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تمہاری قوم کو عذاب جہنم سے ڈرایا تو وہ باز نہیں آئے اور بلاشبہ میں نے ان سے انتقام لینے کیلئے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا ہے پس تمہیں لازم ہے کہ معد بن عدنان جن کی اولاد سے محمد ﷺ ہوں گے جن کو آخر زمانہ میں مبعوث کروں گا اور ان پر نبوت ختم کروں گا اور ان کی وجہ سے خوف زدہ لوگوں کے خوف کو دور کروں گا (لہٰذا تم معد بن عدنان کو وہاں سے لے جاؤ) پس وہ دونوں (ارمیاء و برخیاء علیہما السلام) نکلے ان کیلئے زمین سمٹ گئی حتیٰ کہ وہ بخت نصر سے پہلے پہنچ کر عدنان رضی اللہ عنہ کو ملے اور وہ معد کے پاس لے گئے اور اس وقت ان کی (معد کی) عمر بارہ برس تھی تو حضرت برخیاء علیہ السلام نے انہیں گھوڑے پر بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھے اور شہر حران میں آپہنچے اور حضرت ارمیاء علیہ السلام کیلئے زمین سمٹ گئی تو انہوں نے حران میں صبح کی پس جب بخت نصر فوت ہوا حضرت معد بن عدنان انبیاء بنی اسرائیل کے ہمراہ مکہ شریف تشریف لائے اور فریضہ حج ادا کیا اور ان انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ان کے ساتھ حج کیا پھر حضرت معد بن عدنان ریسوب میں تشریف لائے اور اہل ریسوب سے حارث بن مضاض جرہمی کی بقیہ اولاد کے متعلق پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ ان کی اولاد سے جرشم بن جلہمہ باقی بچے ہیں پھر حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ نے جرشم کی بیٹی معانہ سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوئے (حران اور ریسوب یہ دو شہروں کے نام ہیں، ان کی تفصیل ہم ذکر آگے کرتے ہیں۔

Marfat.com

حران

یہ موصل، شام، روم کے راستہ پر واقع جزیرہ اقور کا ایک بہت بڑا شہر ہے، اس کا اصل نام ہاران ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران نے اسے بنایا تھا پھر انہیں کے نام سے مشہور ہو گیا بعد میں ہاران سے حران مشہور ہو گیا، طوفان نوح علیہ السلام کے بعد زمین پر سب سے پہلا شہر یہی ہے اور یہ شہر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عیاض بن غنم کے ہاتھوں فتح ہوا، اس شہر سے علماء کی ایک جماعت پیدا ہوئی۔ (معجم البلدان جلد۲ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶)۔

ریسوب

غالباً اس کا اصل نام، راسب ہے اور یہ مکہ شریف اور طائف کے درمیان ایک بستی ہے جس میں خثعم رہتے تھے۔

(از معجم البلدان جلد۳ صفحہ۱۳)

حضرت معد بن عدنان موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے

حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل سیرت کا ایک قول یہ ہے کہ حضرت معد بن عدنان حضرت موسیٰ بن عمران کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ احادیث مبارکہ سے اس کی تائید ہوتی ہے اور امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اسی قول کو اولی و ارجح قرار دیا ہے، امام زبیدی ''تاج العروس'' میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

وكان معد بن عدنان في زمن سيدنا موسى عليه السلام كما يعرفه من مارس علم التاريخ والانساب (جلد۱صفحہ۲۷۵)

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں۔

وقيل في زمن موسى عليه السلام قال الحافظ ابن حجر وهو اولى (جلد۱صفحہ۱۸)

ایک قول یہ ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے، امام حافظ ابن حجر نے فرمایا یہی اولی ہے اور امام ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی، الطبرانی، الحافظ الکبیر، مسند العصر، صدوق، واسع الحفظ، بصیر بالعلل والرجال والابواب، کثیر التصانیف، ان کی ولادت ۲۶۰ھ میں طبران شہر ماہ صفر میں ہوئی اور وفات ۲۸ ذی القعدہ شہر اصبہان بروز ہفتہ ۳۶۰ھ میں ہوئی، ان کی عمر ایک سو سال تھی۔

(معجم المولفین جلد۴ صفحہ ۲۵۳، البدایہ والنہایہ جلد۱۱ صفحہ ۲۷۰، مراۃ الجنان جلد۲ صفحہ۳۷۲)

اپنی کتاب ''المعجم الکبیر'' میں بطریق احمد بن الحسن المصری الابلی وہ عاصم سے وہ جسر بن فرقد سے وہ نہاس بن قہم القیسی سے وہ شداد سے وہ ابوعمارہ سے وہ حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لما بلغ ولد معد بن عدنان خمسون رجلا وقعوا على عسكر موسى عليه السلام وانتهوه، فدعا عليهم موسى بن عمران صلى الله عليه وسلم قال يا ربّ هؤلا ولد معد قد اغار واعلى عسكرى، فاوحى الله اليه يا موسى بن عمران لاتدع عليهم فان منهم، النبى الامى النذير المشير بجنتى ونهم امة مرحومة امه محمد الذين يرضون من الله باليسير من الرزق، ويرضى الله منهم بالقليل من العمل، فيدخلهم

Marfat.com

اللّٰہ الجنه بقول لا اله الا اللّٰہ لان نبیهم محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب المتواضع فی هیئة المجتمع له اللب فی سکوته ینطق بالحکمة ویستعمل الحکم (اوالحلم) اخرجة من خیر جیل من امه قریشا ثم اخرجه من هاشم صفوه قریش فهم خیر من خیر الی خیر یصیر (هو) وامته الی خیر یصیرون۔

(المعجم الکبیر جلد ۸ صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶) (ومجمع الزوائد ومنبع الفرائد جلد ۸ صفحہ ۲۱۸) (الاتحافات السنیہ فی الاحادیث القدسیہ صفحہ ۲۶۰) (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۸)

جب معد بن عدنان کی اولاد پچاس آدمیوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے خلاف جنگ کی اور انہیں شکست دے دی تو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے انہیں بددعا دی اور بحضور ربّ کائنات عرض کی اے پروردگار یہ معد کی اولاد ہیں انہوں نے میرے لشکر کو غارت کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ بن عمران ان کو بددعا نہ دو پس بلاشبہ ان میں سے نبی اُمی، عذاب جہنم سے ڈرانے والے اور میری جنت کی خوشخبری سنانے والے ہوں گے اور ان میں سے اُمت مرحومہ محمد ﷺ کی اُمت ہے ایسی اُمت جو اللہ کی طرف سے تھوڑے سے رزق پر راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں محض لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کلمہ توحید (صدق دل سے) پڑھنے کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا کیونکہ ان کے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں گے جو اپنی ہیئت میں نہایت متواضع اور ان کا سکوت ان کے فہیم ہونے کی دلیل ہوگا وہ وحی الٰہی سے بولیں گے اور وہ حکمتیں بیان فرمائیں گے میں اس نبی کو بہتر قوم سے پیدا کروں گا اس کی اُمت میں سے جو قریش ہیں (ان سے پیدا کروں گا) پھر میں اسے قریش میں پسندیدہ لوگ بنی ہاشم سے پیدا کروں

Marfat.com

گا، پس وہ بہتر ہیں، بہتر لوگوں سے پیدا ہوں گے، بہتر اُمت کی طرف مبعوث ہوں گے وہ اور ان کی اُمت بہتری کی طرف پہنچیں گے (یعنی ان کا انجام بہتری ہوگا۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے زمانہ میں تھے، لہٰذا اس سے اس قول کی تائید ہوگئی جس کو امام عسقلانی نے اولیٰ قرار دیا۔

سند حدیث

اس حدیث میں جسر بن فرقد القصاب ابوجعفر البصری ایک راوی ہیں اور وہ ضعیف ہیں، امام نور الدین شیخ امام ابن حجر عسقلانی نے ''مجمع الزوائد'' میں لکھا ہے:

فیہ جسر بن فرقد وھو ضعیف (جلد ۸ صفحہ ۲۱۸)

اور اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے لسان المیزان جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ میں لکھا ہے، مجمع الزوائد میں حسن بن فرقد لکھا ہے اور وہ غلط ہے، صحیح جسر بن فرقد ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں حسن بن فرقد کوئی راوی نہیں لیکن اس کے باوجود کہ یہ حدیث اپنی مذکورہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے لیکن اگر اس حدیث کی کوئی اور سند مل جائے تو اس کا درجہ حسن ہے۔

حدیث ضعیف دوسری سند کی وجہ سے حسن ہو جاتی ہے

کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ اگر راوی جو صدوق (سچا) ہو اور امین ہو (دیانتدار) ہو اور اس کا حافظہ کمزور ہو تو اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے لیکن اگر اس حدیث کی کوئی اور سند مل جائے تو وہ حدیث حسن ہو جاتی ہے اور حدیث حسن

Marfat.com

لائق حجت ہے چنانچہ امام ابوزکریا شیخ الاسلام محی الدین یحیٰی بن شرف بن الخزامی، النووی، حوران کے شہر نوی میں ماہ محرم ۶۳۱ھ کو پیدا ہوئے اور بدھ کی رات ماہ رجب کی چودہ تاریخ ۶۷۶ھ کو نوی شہر میں وفات پائی۔ (مقدمۃ التدریب صفحہ ۳۱،۲۹)

اپنی کتاب ''التقریب'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

ما کان ضعفه لضعف حفظ روایه الصدوق الامین زال بمجیئه من وجه آخر وصار حسنا۔ یعنی جو حدیث صدوق امین راوی کے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف قرار پائی ہو اس کا ضعف دوسری سند کے آنے کی وجہ سے زائل ہو جائے گا اور وہ حدیث حسن ہو جائے گی۔

اور امام جلال الدین سیوطی نے اس کی شرح ''التدریب'' میں اس کی مثال ذکر فرمائی کہ امام ترمذی نے ایک حدیث بطریق شعبہ عاصم بن عبید اللہ سے وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ اپنے باپ عامر سے بنی فزارہ کی ایک عورت والی حدیث روایت فرمائی اور اس حدیث کی سند میں عاصم بن عبید اللہ سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے اس کے باوجود امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا کیونکہ اس حدیث کی اور سند بھی موجود ہے اس دوسری سند کے پائے جانے کی وجہ سے اس حدیث کا ضعف ختم ہو گیا۔ (تدریب الراوی جلد ۱ صفحہ ۱۷۶) اور امام طبرانی کی حدیث بھی اسی لئے ضعیف قرار پائی کہ اس کی سند میں جسر بن فرقد راوی ضعیف ہے اور جسر بن فرقد، صدوق، صالح، امین تھے اور ان کا حافظہ کمزور تھا، چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی لسان المیزان میں لکھتے ہیں کہ بعض ائمہ جرح نے ان کو صدوق کہا اور امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا۔

کان رجلا صالحا ولیس بالقوی کہ وہ نیک اور دیانتدار آدمی تھے اور وہ قوی نہیں تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۰۴) اور اس حدیث کی دو اور سندیں بھی ہیں ان سے

Marfat.com

بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس لئے امام طبرانی کی حدیث مذکورہ کا ضعف بھی ختم ہو جائے گا اور یہ حدیث حسن قرار پائے گی۔ اب ہم ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جن سے امام طبرانی کی مروی حدیث مذکورہ کی تائید ہوتی ہے۔

آباء مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول نہ ہوئی!

حدیث نمبر ۱:

حدیث شریف میں ہے کہ بنی معد بن عدنان رضی اللہ عنہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کی اور انہیں شکست دی تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بنی معد کے خلاف دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول نہ فرمائی۔

تاریخ خمیس میں امام دیار بکری فرماتے ہیں۔

ذکر الزبیر باسنا دله الی مکحول قال اغار الضحاك ابن معد علی بنی اسرائیل فی اربعین رجلا من بنی معد علیهم دراریع الصوف خاطمی خیلهم بحبال، اللیف فقتلوا وسبوا وظفروا فقالت بنو اسرائیل یا موسی ان بنی معد اغاروا علینا وهم قلیل، فکیف لو کانوا کثیرا واغاروا علینا وانت بیننا، فادع الله علیهم فتوضا وصلی وکان اذا اراد حاجه، من الله صلی ثم قال یا ربّ ان بنی معد اغاروا، علی بنی اسرائیل فقتلوا وسبوا وظفروا فسالونی ان ادعوك علیهم

Marfat.com

فقال اللّٰه تعالی لا تدع علیهم فانهم، عبادی وانهم ینتهون عند اول امری وان فیهم، نبیا احبه واحب امة قال یا رب، ما بلغ محبتك له قال اغفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر قال یا ربّ ما بلغ محبتك لامة قال یستغفرنی مستغفرهم، فاغفرله ویدعونی داعیهم فاستجیب له قال یا ربّ واجعلهم من اُمتی قال نبیهم منهم قال یا رب، واجعلنی منهم قال تقدمت وتاخروا۔ (جلد ا صفحہ ۱۴۷)

کہ حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ضحاک بن معد نے بنی معد کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ بنی اسرائیل کے ساتھ مقابلہ کیا، انہوں نے صوف کی زرہ پہنے ہوئے صوف کی رسیوں سے اپنے گھوڑوں کو نکیلیں دیئے ہوئے، تو (انہوں نے) ان کو (بنی اسرائیل کو) قتل کیا اور ان کو قیدی بنایا اور فتح یاب ہو گئے تو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی، اے موسیٰ بنی معد نے ہمیں غارت کر دیا حالانکہ وہ تھوڑے ہیں، تو اگر وہ زیادہ ہوں اور ہم سے قتال کریں تو ہمارا کیا حال ہوگا اور آپ ہم میں جلوہ گر ہیں تو آپ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں (کہ اللہ تعالیٰ ان کو تباہ کر دے) پس موسیٰ علیہ السلام نے وضو فرمایا اور نماز ادا کی اور موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے نماز پڑھتے تھے، پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار بلاشبہ بنی معد نے بنی اسرائیل کو غارت کر دیا انہیں قتل کیا اور ان کی بے حرمتی کی اور کامران ہو گئے تو بنی اسرائیل نے مجھ سے عرض

Marfat.com

کی ہے کہ میں ان کے خلاف تجھ سے دعا کروں (کہ وہ تباہ ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، ان کے خلاف دعا نہ کرو بلاشبہ وہ میرے محبوب بندے ہیں، پس وہ میرے پہلے امر میں انتہاء مقام تک پہنچیں گے اور بے شک ان میں ایسے نبی ہیں کہ میں اس نبی اور اس کی اُمت سے محبت رکھتا ہوں، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے پروردگار اس نبی سے تیری محبت کس درجہ تک ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اس نبی سے اتنی محبت ہے کہ میں اس کے سبب سے اس کے اگلوں اور اس کے پچھلوں کے تمام گناہ بخش دیتا ہوں اور بخش دوں گا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے پروردگار اس نبی کی اُمت سے تجھے کتنی محبت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس اُمت کا کوئی فرد مجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہے گا تو میں اسے بخش دوں گا اور مجھ سے دعا کرے گا تو میں اس کی دعا کو قبول فرماؤں گا، تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے پروردگار تو انہیں میری اُمت سے کردے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے نبی انہیں میں سے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ پھر تو مجھے اس اُمت سے کردے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ تو ان سے پہلے ہے اور وہ تیرے بعد ہوں گے۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کا تعارف

حضرت مکحول کا نام مکحول بن شہراب (یا سہراب) بن شاذل الہذلی (معجم المولفین جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۹) کنیت ابوعبداللہ یا ابوایوب یا ابومسلم، عظیم محدث، فقیہ اور اپنے وقت کے امام تھے، امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ما اعلم بالشام افقه من مکحول۔ (تذکرۃ الحافظ جلد اصفحہ ۱۰۸)
کہ مجھے معلوم نہیں کہ شام میں مکحول سے زیادہ فقیہ کوئی ہو۔

اور امام ابومسہر حضرت سعید بن عبدالعزیز سے راوی کہ سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اذا جاء بالعلم من الشام عن مکحول قبلناہ۔ جب حضرت مکحول سے مروی، شام سے کوئی علم کی بات آئے تو ہم اسے قبول کر لیتے ہیں۔

یعنی کسی علمی بات کے قبول ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے کہنے والے اور اسے روایت کرنے والے حضرت مکحول ہوں، اور حضرت مروان بن محمد نے سعید سے روایت کی کہ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

لم یکن فی زمان مکحول ابصر منه بالفتیا. کہ حضرت مکحول کے زمانہ میں ان سے زیادہ فتویٰ میں بصیرت رکھنے والا کوئی نہ تھا۔

یعنی سب سے زیادہ فتویٰ میں بصیرت رکھنے والے اور سب سے بڑے فقیہ حضرت مکحول رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان بن عطاء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

کان مکحول اعجیا وکل ما قال بالشام قبل منه. حضرت مکحول عجمی تھے اور انہوں نے شام میں جو کچھ فرمایا وہ مقبول ہے اور امام ابن عمار کا ارشاد ہے۔ کان مکحول امام اهل الشام. حضرت مکحول شامیوں کے امام تھے۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کی پیدائش کابل میں ہوئی اور آپ جلیل القدر تابعی ہیں آپ نے حضرت ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ و حضرت انس، واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہما کی زیارت کی اور ان سے اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت فرمائیں آپ کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی اور بقول بعض ۱۱۳ھ میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۱)

Marfat.com

حدیث نمبر۲:

امام حسین بن محمد البکری ارشاد فرماتے ہیں کہ

قال الزهری وحدثنی علی بن المغیره، قال لما بلغ بنو معد عشرین رجلا اغاروا علی عسکر موسی علیه السلام فدعا علیهم فلم یجب فیهم ثلاث مرات، فقال یا ربّ دعوتك علی قوم فلم تجبنی فیهم بشیء، فقال یا موسی دعوتنی علی قوم منهم خیرتی فی آخر الزمان۔

(تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸)

امام زہری نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی حضرت علی بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب بنو معد بیس شخص ہو گئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو غارت کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے خلاف تین بار دعا کی اور ان کی دعا قبول نہ ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے پروردگار میں نے ایک قوم کے خلاف تجھ سے دعا کی اور تو نے بالکل میری دعا قبول نہ فرمائی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو نے ایسی قوم کے خلاف مجھ سے دعا کی جن میں سے میرے نزدیک سب سے بہتر نبی آخر الزماں ہوں گے۔

یہ حدیث پچھلی حدیث کے معارض نہیں کیونکہ عدد اقل اکثر کے منافی نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے امام طبری کی مروی حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ ان دو حدیثوں سے تائید ہونے کی وجہ سے حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن قرار پائی۔

Marfat.com

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

امام الائمہ الاعلام عالم الحجاز والشام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری الحافظ المدنی، یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن جعفر رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے شاگرد اور حضرت عطاء بن ابی رباح، ابوالزبیر مکی، عمر بن عبدالعزیز، عمرو بن دینار رضی اللہ عنہم کے استاذ ہیں، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

احسن اسانید تروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم الزهری عن علی بن الحسین الخ.

تمام اسانید میں سب سے احسن سند جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جائے وہ امام زہری کی سند حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ہے۔

اور حضرت لیث رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

''کہ حضرت جعفر بن ربیعہ نے عراک بن مالک سے کہا، اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ فقیہ کون ہے، انہوں نے کہا، حضرت سعید بن المسیّب، عروہ، عبداللہ بن عبداللہ اور امام زہری''۔ پھر فرمایا: واعلمهم عندی جمیعا ابن شهاب الزهری. میرے نزدیک ان سب میں سب سے زیادہ عالم ابن شہاب زہری ہیں۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت مکحول رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ما بقی علی ظهرها اعلم بسنة ماضية من الزهری.

سنت ماضیہ کا زہری سے زیادہ عالم روئے زمین پر کوئی باقی نہیں۔

اور حضرت لیث کا ارشاد ہے کہ میں نے ان سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

Marfat.com

ما رایت اکثر علما منه لو سمعة یحدث فی الترغیب لقلت لایحسن الا هذا وان حدث عن الانساب لقلت لا یعرف الا هذا وان حدث عن القرآن والسنه کان حدیثه نوعا جامعا۔

کہ میں نے ان سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا ان سے اگر میں ترغیب کے متعلق کوئی حدیث سنوں تو میں کہتا ہوں کہ ان سے زیادہ احسن حدیث کوئی بیان نہیں کرتا اور اگر انساب کے متعلق کوئی حدیث بیان کریں تو میں کہتا ہوں کہ ان کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اگر وہ قرآن وسنت کی کوئی بات بتائیں تو ان کی حدیث نوع جامع کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام مالک کا فرمان ہے، امام زہری بہت سخاوت کرتے تھے۔

ومالہ فی الدنیا نظیر۔ دنیا میں (علم کے لحاظ سے) ان کا کوئی نظیر نہیں۔

امام زہری کی ولادت ۵۰ھ میں ہوئی اور ماہ رمضان ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۴۴۹، ۴۵۰ و تذکرہ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

ثابت ہوا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا وہ حدیث حسن ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ حدیث حسن لائق حجت ہونے میں حدیث صحیح کا درجہ رکھتی ہے، امام نووی فرماتے ہیں۔

ثم الحسن کالصحیح فی الاحتجاج به وان کان دونه فی القوه، ولهذا درجه طائفة فی نوع الصحیح۔

(التقریب جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

Marfat.com

حدیث حسن لائق حجت ہونے میں صحیح حدیث کی طرح ہے اگرچہ وہ قوت میں حدیث صحیح سے کم درجہ کی ہے اسی لئے محدثین کے ایک گروہ نے حدیث حسن کو حدیث صحیح میں درج کیا ہے۔

یعنی اگرچہ حدیث حسن قوت میں حدیث صحیح سے کم درجہ ہے تاہم وہ حدیث اسی طرح قابل حجت ہے جیسے حدیث صحیح حجت ہے۔

لہذا حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور یہی قول صحیح اور اولی وارجح ہے اس کے معارض جو اقوال ہیں کہ معد بن عدنان حضرت ارمیاء یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے وہ اس لئے معتبر نہیں کہ وہ سب اسرائیلیات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کوئی حدیث مروی نہیں اسی لئے امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

وعلی هذا فیکون معد بن عدنان کما قال بعضهم فی عهد موسی علیه السلام لا فی عهد عیسی علیه السلام وهذا اولی۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۴۲۰) اور امام دیار بکری کی عبارت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ تاریخ الخمیس میں لکھتے ہیں۔

واما معد بن عدنان ففیه نور رسول الله صلی الله علیه وسلم وما تعرف سنة، وانما سمی معدًا لانه کان صاحب حروب وغارات علی بنی اسرائیل، ولم یحارب احدا الارجع بالنصر والظفر۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۴۷) کہ معد بن عدنان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا اور ان کا دین معروف نہیں اور ان کا نام اسی لئے معد رکھا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کے خلاف بہت جنگ وغارات

Marfat.com

کیا کرتے تھے اور جب ہی وہ کسی سے جنگ کرتے تو نبی کریم ﷺ کے نور مبارک کے سبب سے کامیاب وکامران لوٹتے تھے۔ علامہ زینی دحلان نے اس قدر اضافہ فرمایا۔

"بسبب نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

(السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ جلد ا صفحہ ۱۱)

اور اسی طرح سیرت حلبیہ جلد ا صفحہ ۱۶ میں ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ

تاریخ خمیس کی عبارت مذکورہ میں ہے کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ کا دین معروف نہیں، یعنی یہ معلوم نہیں کہ ان کا دین کیا تھا اور ان کے والد حضرت عدنان کے متعلق بھی (صفحہ ۴۶ جلد ا) پر ہے۔ ولم تعلم ملة حضرت عدنان کا دین معلوم نہیں۔

اس سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ (معد وعدنان) مومن تھے؟ یاد رہے یہ بات غلط ہے کہ حضرت معد وحضرت عدنان رضی اللہ عنہما کا دین معلوم نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

کان عدنان و معد و ربیعه و مضر و خزیمه واصله علیه ملت ابراهیم علی السلام فلا تذکروهم الا بخیر۔ (اخرجه ابن حبیب فی تاریخه عن ابن عباس رضی الله عنهما)

(مسالك الحنفاء صفحه ۳۷)

کہ عدنان ومعد، مضر، ربیعہ، خزیمہ اور ان کی اصل (ان کے تمام آباء) دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے تو انہیں بھلائی کے ساتھ ہی یاد

Marfat.com

کیا کرو۔ اس حدیث میں آقائے دوجہاں سرور کون و مکاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت عدنان اور حضرت معد رضی اللہ عنہما اور ان کے تمام آباء کرام کے مومن ہونے کی وضاحت فرما دی لہٰذا اس کے بعد ان کے ایمان میں اور ان کے دین اسلام پر ہونے میں شک کرنا، درست نہیں، امام دیار بکری کے علم میں ممکن ہے یہ حدیث نہ آئی ہو اس لئے وہ اس سے بری ہیں۔

حضرت معد رضی اللہ عنہ کے والد کا اسم گرامی

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ ہے

عدنان بروزن فعلان، عدن سے ماخوذ ہے، اس کا معنی ہے قائم کرنا۔

امام عبدالرحمٰن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں۔

واما عدنان ففعلان من عدن اذا قام۔ (جلد ۱ صفحہ ۸) اور علامہ زینی دحلان ''السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ'' میں لکھتے ہیں۔ انما سمی عدنان من العدن وهو الاقامه (جلد ۱ صفحہ ۱۱) حضرت معد رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عدنان اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان کی حفاظت پر مامور فرما دیا اور ہمیشہ کیلئے فرشتوں کو ان کے ساتھ قائم کر دیا۔

چنانچہ ''السیرت النبویہ'' اور تاریخ خمیس میں ہے۔

لان الله تعالى اقام ملائكة لحفظه و سبب ذلك ان اعين الجن والانس كانت اليه وارادوا قتله، وقالوا لئن تركنا هذا الغلام حتى يدرك مدارك الرجال ليخرجن من

Marfat.com

ظهرہ من یسود الناس فوکل اللّٰہ بہ من یحفظہ، وفیہ نور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(سیرت نبویہ جلد ۱ صفحہ ۱۰) (تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو ان کی حفاظت کیلئے قائم فرما دیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جن وانس کی نظریں آپ پر لگی ہوئی تھیں اور آپ کو شہید کرنا چاہتے تھے اور ان کے متعلق کہتے کہ اگر اس بچے کو ہم نے چھوڑ دیا یہاں تک یہ جوان ہو جائے (اس کی جوانی تک اسے چھوڑ دیا) تو اس کی پشت سے وہ شخصیت پیدا ہوگی جو ہستی تمام لوگوں کی سردار ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کیلئے فرشتوں کو مقرر فرما دیا اور حضرت عدنان میں نبی کریم ﷺ کا نور مبارک جلوہ گر تھا۔ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے باپ کی طرف سے دو بھائی تھے، ایک کا نام نبت اور دوسرے کا نام عمرو ہے۔ چنانچہ امام طبری لکھتے ہیں۔

ولعدنان اخوان لابیہ یدعی احدھما نبتا والاخر منھما عمروا۔

(تاریخ الامم والملوک جلد ۱ صفحہ ۱۹۱) اور آپ کی والدہ کا نام بلہا بنت ماعز بن قحطان ہے، امام ابن حبانؒ (السیرۃ النبویہ) میں لکھتے ہیں۔ وام عدنان بن اددبلھا بنت ماعز بن قحطان (صفحہ ۴۹)

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک نبی کریم ﷺ کے سلسلہ پر تمام اہل سیرت اور مورخین علماء کا اجماع واتفاق ہے۔

چنانچہ امام عبدالرحمٰن سہیلی ''الروض الانف'' میں اور امام طبرانی ''تاریخ الامم والملوک'' میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

فنسب نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا یختلف النسابون فیہ الی معد بن عدنان۔ امام عبدالرحمٰن سہیلی کی عبارت میں ہے۔

فالذی صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ انتسب الی عدنان۔ (الروض الانف جلد ا صفحہ ۸ و تاریخ الامم والملوک جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)

نسبِ نبوی ﷺ

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب خود رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح مروی ہے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے اور وہ درج ذیل ہے۔

حضرت محمد ﷺ بن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، بن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، بن حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ، بن حضرت عبدمناف رضی اللہ عنہ بن حضرت قصی رضی اللہ عنہ بن حضرت کلاب رضی اللہ عنہ بن حضرت مرہ رضی اللہ عنہ بن حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن حضرت لوی رضی اللہ عنہ بن حضرت غالب رضی اللہ عنہ بن حضرت نضر رضی اللہ عنہ بن حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ بن حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بن حضرت مدرکۃ رضی اللہ عنہ بن حضرت الیاس رضی اللہ عنہ بن حضرت مضر رضی اللہ عنہ بن حضرت نزار رضی اللہ عنہ بن حضرت معد رضی اللہ عنہ بن حضرت عدنان رضی اللہ عنہ۔ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے بعد نبی کریم ﷺ کے سلسلہ نسب میں اختلاف ہے۔

چنانچہ امام طبری ''تاریخ الامم والملوک'' میں لکھتے ہیں:

"حدثنی یونس بن عبدالاعلی قال اخبرنا ابن وھب قال حدثنی ابن لھیعہ، عن ابی الاسود وغیرہ عن نسبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف ابن قصی بن کلاب

Marfat.com

بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ابن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اددثم یختلفون فیہا ذلك"۔ (ج ۲ ص ۱۹۱) اور تمام علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں چنانچہ امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ "السیرۃ النبویہ" میں لکھتے ہیں۔ "لاخلاف ان عدنان من سلالۃ اسماعیل بن ابراھیم علیھما السلام" بلکہ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان کتنے آباء ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "السیرت النبویہ" میں لکھتے ہیں:

واختلفوا فی عدۃ الاباء بینہ و بین اسماعیل علی اقوال کثیرۃ "اب ہم مورخین کے ان تمام اقوال کا ذکر کرتے ہیں"۔ (ج ۱ ص ۷۴)

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کا نسب

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے نسب میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ حضرت عدنان کا نسب اس طرح ہے: عدنان بن اددبن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعقوب بن نبت بن نابت بن انوش بن اسماعیل بن ابراھیم علیھما السلام۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عدنان کا نسب یوں ہے۔

عدنان بن ادد بن الھمسیع بن نابت بن اسماعیل بن

Marfat.com

ابراهیم علیهم السلام۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ ان کا نسب اس طرح ہے۔

عدنان بن اددبن سحب بن ایوب بن قیدر بن اسماعیل بابراهیم علیهم السلام۔

اور چوتھا قول یہ ہے کہ ان کا نسب یوں ہے۔

عدنان بن ادد بن امین بن شاجب بن ثعلبه بن عتر بن یربح بن محلم بن العوام بن المحتمل بن دائمه بن العیقان بن علة بن شحدود بن الظریف بن عبقر بن اسماعیل بن ابراهیم علیهم السلام۔

اور پانچواں قول یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

عدنان بن ادد بن عوج بن المعطم بن الطمح ابن القسود بن العبود بن دعدع بن محمود بن الزائد بن بدان بن الدرس بن حصص بن النزال بن القاسم بن المجشر بن معدد بن صیفی بن النبت بن قیدر بن اسماعیل بن ابراهیم علیهما اسلام۔

یہ پانچ اقوال امام ابن حبان نے ''السیرت النبویہ'' میں ذکر کئے ہیں (صفحہ ۴۰ تا صفحہ ۴۲) اور امام ابومحمد عبدالمالک بن هشام المعاضری الحمیری البصری متوفی ۲۱۳ھ نے ''السیرت النبویہ'' میں حضرت عدنان کا نسب اس طرح ذکر کیا ہے:

عدنان بن ادد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراهیم علیهما السلام

(ج۱ص۹)

Marfat.com

اور امام ابن حجر عسقلانی نے امام ابورویہ علی محمد بن نصر سے نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک حضرت عدنان کا نسب اس طرح ہے۔

عدنان بن ادبن اددد بن زید بن معد بن مقدم ابن هميسع بن نبت بن قيدار بن اسماعيل عليه السلام اور بعض کے نزدیک اس طرح ہے۔

عدنان بن ادد بن هميسع بن نبت بن شلامان بن حمل بن نبت بن قيدار

اور بعض نے اس طرح ذکر کیا ہے۔

عدنان بن ادد هميسع بن المقوم بن ناحور بن يسرح بن يشجب بن مالك بن ايمن بن نبت بن قيدار بن اسماعيل عليه السلام۔

اور بعض نے اس طرح بیان کیا ہے۔

عدنان بن ادبن ادد بن هميسع بن يشجب بن سعد بن بريح بن نبير بن حميل بن منجم بن لافث بن صابوح بن كنانه بن العوام بن نابت بن قيدار۔

اور امام ابراہیم بن منذر نے اس طرح بیان کیا ہے۔

عدنان بن ادبن ادد بن الهميسع بن نائب بن اسماعيل عليه السلام۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۴۱۹، ۴۲۰) ان تمام اقوال میں صحیح ترین اور معتبر قول یہ ہے کہ عدنان رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک اس طرح ہے۔

عدنان بن ادد بن زند (يا زيد) بن نبت بن اسماعيل عليه السلام۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح اسی طرح مروی ہے اس کے علاوہ تمام

Marfat.com

اقوال تاریخ کی کتابوں سے منقول ہیں اور حدیث پاک سے ان کی تائید نہیں ہوتی۔

امام سہیلی ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں کہ:

واصح شی فیما بعد عدنان ماذکرہ الدولابی ابو البشر من طریق موسی بن یعقوب عن عبداللّٰہ بن وھب بن زمعه الزمعی عن عمه عن اُمِ سلمه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه قال معد بن عدنان بن ادد بن زند بالنون بن الیری بن اعراق الثری قال اُمِ سلمه فزند ھو الھمیسع والیری ھو نبت واعراق الثری ھو اسماعیل۔ ''کہ حضرت عدنان کے بعد آپ کے نسب کے بارے زیادہ صحیح وہ روایت ہے جسے امام ابوبشر الدولابی نے بسند موسیٰ بن زمعہ الزمعی سے وہ اپنی چچی سے وہ حضرت ہند بنت ابی امیہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضرت عدنان کا نسب اس طرح ہے، عدنان بن اود بن زند بن یری بن اعراق الثری، حضرت ام المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ زند سے ھمیسع، یری سے، نبت اعراق الثریٰ سے مراد اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ (جلد اصفحہ ۸)

امام دولابی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

امام ابوبشر محمد بن احمد بن حماد بن سعد الانصاری، الوراق، الرازی، الدولابی، محدث حافظ، مورخ، صاحب ''الاسماء والکنیٰ'' (معجم المولفین جلد ۸ صفحہ ۲۵۵)

امام ابوالفداء ابن کثیر ''البدایہ والنہایہ'' میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

"من حفاظ الحدیث"

امام دولابی حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ (جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۵)

ان کی پیدائش ۲۲۴ھ میں اور وفات ۳۲۰ھ ماہ ذی القعدہ میں ہوئی۔

(معجم المولفین جلد ۸ صفحہ ۲۵۵)

اور امام ابن حجر عسقلانی "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں کہ امام ابوبشر دولابی امام طبرانی کے شیخ ہیں۔ (جلد ۵ صفحہ ۴۱) اس حدیث کو امام طبرانی نے "المعجم الصغیر" میں درج ذیل سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن سحنویه بن الهیثم البرذعی بمصر قال حدثنا هارون ابوعبدالله صاحب المغازی عن عبدالعزیز بن عمران عن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف قال اخبرنی موسی بن یعقوب الزمعی قال اخبرنی عمی ابوالحارث عن ابیه عن اُمِ سلمه زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول معد بن عدنان بن ادبن ادد بن زید بن یری بن اعراق الثرا قال ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اهلك عاد او ثمود او اصحاب الرس و قرونا بین ذالك کثیر لا یعلمهم الا اللّٰه فکانت اُمِ سلمه تقول معد معد، عدنان، عدنان، وادد ادد، و زید (زند) همیسع، ویری نبت واعراق الثری اسماعیل بن ابراهیم (قال الطبرانی) لا یروی عن اُمِ سلمه الا بهذا الاسناد تفرد به موسی۔ (المعجم الصغیر جلد ۲ صفحہ ۶۲)

ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سحنویہ بن الہیثم البرزعی نے مصر میں

Marfat.com

انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یعقوب جوزجانی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی صاحب مغازی ابوعبداللہ ہارون نے عبدالعزیز بن عمران سے وہ عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے کہا مجھے خبر دی موسیٰ بن یعقوب الزمعی نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی میرے چچا ابوالحارث نے اپنے والد سے وہ حضرت اُمِ سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا معد بن عدنان بن ادبن ادد بن زید بن یری بن اعراق الثرا (راوی نے کہا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا قوم عاد، ثمود، اصحاب الرس اور بہت سی ایسی قوموں کو جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں معد تو معد ہیں، عدنان عدنان، اور ادد، زید اور بعض نسخوں میں زند ہے وہ ھمسیع اور یری نبت اور اعراق الثرا حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہم السلام ہیں یہ حدیث حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی سند کے ساتھ مروی ہے۔

سند حدیث

اس حدیث کی سند کا مدار موسیٰ بن یعقوب زمعی پر ہے اور وہ ثقہ ہیں امام ابن حجر عسقلانی ''تہذیب التہذیب'' میں لکھتے ہیں:

موسی بن یعقوب بن عبداللّٰہ بن وھب بن زمعہ بن الاسود ابن المطلب بن اسد بن عبدالعزی الاسدی الزمعی ابومحمد المدنی عن ابن معین ثقہ و ذکرہ ابن حبان فی

Marfat.com

الثقات قال ابن القطان ثقة۔

امام ابن معین سے مروی ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور ابن حبان نے انہیں اہل ثقہ میں ذکر کیا ہے اور ابن قطان نے کہا وہ ثقہ ہیں۔

لہٰذا اس حدیث سے اس قول کی تائید ہوگئی کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان چار آباء ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عدنان بن ادبن اددبن هميسع بن نبت بن اسماعيل عليه السلام اور پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہما حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان زیادہ عرصہ نہیں ہے اس لئے قرین قیاس بھی یہی ہے کہ حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان چار آباء کا واسطہ ہے نہ کہ زیادہ کا اسی لئے امام ابن حجر عسقلانی نے اسی قول کو ترجیح دی چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

وان كان في زمن موسى عليه السلام فالمعتمد ان بينهما العدد القليل (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۴۲۰)

اگر حضرت معد موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے تو (ان کے نسب کے متعلق) معتبر قول یہ ہے کہ ان کے (حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام) درمیان عدد قلیل (چار آباء کا واسطہ ہو)

Marfat.com

حضرت موسیٰ و حضرت ابراہیم علیہما السلام کا درمیانی عرصہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو مصر سے لے گئے اس کے درمیان پانچ صد پینسٹھ سال (۵۶۵) کا عرصہ ہے۔

امام ابوجعفر طبری ''تاریخ الامم والملوک'' میں لکھتے ہیں:

ومن مولد ابراهيم الى خروج موسى بني اسرائيل من مصر خمس مائه و خمسا و ستين سنه (جلد۲ صفحہ۱۷۱)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان پانچ سو پچھتر برس کا عرصہ ہے۔ امام طبری لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال من ابراھیم الی موسیٰ خمس مائہ و خمس و سبعون سنۃ اور امام ابن الوردی فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے درمیان پانچ سو پینتالیس برس (۵۴۵) کا عرصہ ہے کیونکہ جب حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سال (۱۰۰) تھی اور جب ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت اسحٰق علیہ السلام کی عمر ساٹھ (۶۰) سال تھی اور جب ان کے بیٹے لادی پیدا ہوئے اس وقت حضرت اسحٰق کی عمر چھیاسی (۸۶) سال تھی اور جب ان کے بیٹے قاہاث پیدا ہوئے اس وقت لادی

Marfat.com

کی عمر چھیالیس (۴۶) سال تھی اور جب ان کے بیٹے عمران پیدا ہوئے اس وقت قاہاث کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کے درمیان چار سو پچیس (۴۲۵) سال کا عرصہ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے درمیان پانچ سو پینتالیس سال کا عرصہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی عمر ایک سو پچھتر (۱۷۵) سال حضرت اسحٰق علیہ السلام کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتالیس (۱۴۷) سال، لادی کی عمر ایک سو سینتیس (۱۳۷) سال اور قاہاث کی عمر ایک سو ستائیس (۱۲۷) سال اور عمران کی عمر ایک سو چھتیس (۱۳۶) سال اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب اس طرح ہے۔ موسیٰ بن عمران بن قاہاث بن لادی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہما السلام (تتمہ المختصر فی اخبار البشر جلد ا صفحہ ۱۷)

حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا درمیانی عرصہ

حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان تقریباً پانچ سو کچھ سال کا عرصہ ہے کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حضرت نابت کعبہ معظمہ کے متولی ہوئے حضرت نابت کی وفات کے بعد بنی جرھم کعبہ شریف کے متولی بنے۔ تاریخ یعقوبی میں ہے: فلما توفی اسماعیل ولی البیت بعدہ نابت بن اسماعیل (الی ان قال) ولما توفی ثابت وقد تفرق ولد اسماعیل ولی البیت المضاض بن عمر والجرھمی (جلد ا صفحہ ۲۲۲) لیکن اس کے باوجود کہ حکمران بنی جرہم تھے وہ بنی اسماعیل کا احترام کرتے تھے اور احتراماً

Marfat.com

ولایت کعبہ کی ذمہ داری بنی اسماعیل ہی کے سپرد تھی چنانچہ حضرت نابت کے بعد متولی کعبہ ان کے بیٹے امین ان کے بعد یشجب بن امین ان کے بعد ھمیسع ان کے بعد ادد پھر حضرت عدنان ولی کعبہ مقرر ہوئے۔ (تاریخ یعقوبی جلد ۱ صفحہ ۲۲۲) اور بنی جرہم تقریباً تین سو سال اور بقول امام مسعودی پانچ سو ساٹھ سال مکہ شریف کے حکمران رہے چنانچہ امام تقی الدین محمد بن احمد الحسنی الفاسی المکی متوفی ۸۳۲ھ لکھتے ہیں کہ۔ فاقاموا ولاۃ البیت نحوثلاث مائۃ سنہ بنی جرہم تین سو سال حکمران کعبہ رہے اور امام مسعودی سے نقل کرتے ہیں کہ

ان اول ملك من ملوك جرهم مضاض بن عمرو بن الرقيب مائه سنة ثم ملك بعده ابنه عمرو بن مضاض مائه و عشرون سنه ثم ملك الحارث بن عمرو مائه سنه ثم ملك بعده عمرو بن الحارث مائتی سنه ثم ملك بعده مضاض بن عمرو بن الاصفر اربیعن سنه

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲)

کہ سب سے پہلے ملوک جرہم میں سے مضاض بن عمرو بن الرقیب حاکم ہوا ایک سو سال تک پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عمرو بن مضاض ایک سو بیس سال تک پھر اس کے بعد حارث بن عمرو ایک سو سال تک پھر اس کے بعد عمرو بن الحارث دو سو سال تک پھر اس کے بعد مضاض بن عمرو بن الاصفر چالیس سال حاکم رہا۔ اس طرح بنی جرہم کی حکمرانی کا دور پانچ صد ساٹھ (۵۶۰) سال تقریباً ہوتا ہے اس کے بعد بنی خزاعہ نے بنی جرہم کے ساتھ جنگ کی اور بنی جرہم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا اور خود مکہ کے حکمران بن گئے اور ان کا

Marfat.com

رئیس عمرو بن لحی الخزاعی لعنۃ اللہ علیہ تھا جس نے سب سے پہلے عرب میں شرک رائج کیا اور کعبۃ المعظمہ میں بت نصب کئے اور وہ جنگ حضرت عدنان کے والد حضرت اود کے زمانہ میں ہوئی۔

چنانچہ امام احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب ابن واضح الکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی متوفی ۲۸۴ھ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

وهلكت جرهم في عصره (تاریخ یعقوبی جلد اصفحہ ۲۲۲)

عرب میں سب سے پہلے شرک عمرو بن لحی الخزاعی لعنۃ اللہ علیہ نے رائج کیا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد عرب دین ابراہیم علیہ السلام پر قائم رہے پھر جب عمر بن لحی (حارثہ) بن عمرو بن عامر بن ماء السماء ابوخزاعہ کعبہ شریف کا متولی ہوا تو اس نے سب سے پہلے بتوں کی پوجا کو رائج کیا۔ حدیث شریف میں ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں اپنی انتیاں گھسیٹتے ہوئے دیکھا کیونکہ سب سے اول اس نے عرب میں شرک رائج کیا تھا''۔

(بخاری شریف کتاب المناقب)

اور وہ تین صد چالیس سال (۳۴۰) زندہ رہا اور اس کی اولاد اس کے بعد ایک سو ساٹھ برس (۱۶۰) کعبہ معظمہ کے متولی رہے۔

چنانچہ امام حلبی ''انسان العیون فی سیرت الامین المامون'' میں لکھتے ہیں:

وعاش عمرو بن لحى هذا ثلثمائه و اربعين سنه و راى من ولده وولده الف مقاتل اى مكث هو وولده من بعد فى ولاية البيت خمس

Marfat.com

مائه سنه (ج اص ۱۱) اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے جد امجد حضرت قصی بن کلاب نے بنوخزاعہ سے جنگ کی اور انہیں مکہ معظمہ سے نکال دیا اور خود بیت اللہ کے متولی ہوئے۔

عمرو بن لحی سے پہلے بنی اسماعیل دین ابراہیمی پر ہی تھے

بنی اسماعیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے چنانچہ سیرت حلبیہ میں ہے۔

تظافرت نصوص العلماء علی ان العرب من عهد ابراهيم استصرت علی دينه ای من رفض عبادة الاصنام الی زمن عمرو بن لحی فهو اول من غير دين ابراهيم عليه السلام

(ج اص ۱۰)

علماء کی نصوص کثیرہ اس پر موجود ہیں کہ عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر عمرو بن لحی کے زمانہ تک دین ابراہیمی پر قائم تھے یعنی وہ بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے تو سب سے پہلے عمرو بن لحی نے دین ابراہیمی کو تبدیل کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ بتوں کی پوجا کا رواج عمرو بن لحی کے زمانہ سے ہوا اور وہ عمرو بن لحی حضرت ادد اور حضرت عدنان کے دور میں تھا لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضرت عدنان تک نبی کریم ﷺ کے تمام آباء کرام ملت ابراہیمی پر تھے اور مومنین صالحین ہی تھے اور حضرت عدنان سے حضرت مرہ تک تمام آباء کرام کے مومن ہونے کی احادیث مبارکہ میں صراحت موجود ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اور

Marfat.com

حضرت کلاب سے حضرت عبداللہ تک تمام آباء کا ایمان بتقاضا عموم نصوص ثابت ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد مومنین صالحین اور محبوبان خدا تھے (کذافی مسالک الحنفاء) حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے دو بھائی تھے ایک کا نام نبت بن ادد اور دوسرے کا نام عمرو بن ادد تھا۔

امام عبدالرحمٰن سہیلی (الروض الانف) میں فرماتے ہیں:

ولعدنان بن ادد اخوان نبت بن ادد و عمرو بن ادد (ج۱ص۱۳)

اور حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے آباء کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ امام دیار بکری نے ان کے نام اس طرح ذکر کئے ہیں۔

عدنان بن ادد بن الھمیسع بن نبت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام۔

اور ہم اسی کو اختیار کر کے آگے اس کی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عدنان کے والد گرامی کا نام ادد تھا چونکہ حضرت ادد کی آواز لمبی تھی اور بنی اسماعیل میں وہ صاحب شرف تھے اس لئے ان کا نام ادد رکھا گیا۔ امام بکری فرماتے ہیں:

انما سمی ادد لانہ کان مدید الصوت طویل العز و الشرف۔

اور سب سے پہلے عربی قلم سے لکھنا انہوں نے سیکھا اور اس وجہ سے بھی وہ صاحب فضیلت ہوئے۔ تاریخ خمیس میں ہے: اول من تعلم بالقلم من ولد اسماعیل ادد فضل بالکتابہ علی اھل زمانہ (ج۱ص۸۴۶) حضرت ادد کے والد کا نام ھمیسع تھا، حضرت ھمیسع کے حالات کی تفصیل ہمیں نہیں مل سکی، حضرت ھمیسع کے والد کا نام نبت تھا حضرت نبت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ظاہر

Marfat.com

ہوتا تھا اور وہ نہایت ہی نیک سیرت انسان تھے اور اپنے آباء کرام کے نقش قدم پر قائم تھے اور وہ شکار کو بہت پسند کرتے تھے۔ امام دیار بکری فرماتے ہیں: وفیہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ یسیر بسیرۃ حسنۃ یحب القنص ویتبع آثار آبائہ" حضرت نبت کی والدہ کا نام سعیدہ تھا۔ تاریخ خمیس میں ہے: فتزوج امراءۃ من قومہ یقال لھا سعیدہ فولد لہ منھا نبت (ج ۱ ص ۱۴۶) حضرت نبت کے والد کا نام حمل تھا، حضرت حمل رضی اللہ عنہ حضرت یعقوب بن اسحٰق علیہما السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ امام دیار بکری فرماتے ہیں: وکانت ولادۃ حمل فی زمن یعقوب (تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۱۴۶)

جب حضرت حمل رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو ان سے ان کے والد گرامی نے یہ عہد لیا کہ نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حفاظت کرنا، یہ میثاق لینے کے بعد ان کو ہاتھ سے پکڑا اور انہیں جبل ثیر پر لے گئے "ثیر" مکہ معظمہ کے قریب ایک پہاڑ ہے وہاں ایک نوجوان شخص کی شکل میں حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت قیدار رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے قیدار اپنا کان میری طرف کرو تا کہ میں آپ سے کوئی خفیہ بات کر سکوں تو حضرت قیدار نے اپنا کان ان کی جانب کیا پس عزرائیل علیہ السلام نے کان سے ان کی روح قبض کر لی تو حضرت قیدار زمین پر گر گئے، حضرت حمل یہ دیکھ کر ناراض ہو کر بولے اے فلاں تو نے میرے باپ کو قتل کر دیا؟ ملک الموت نے کہا اے بچے اپنے باپ کو دیکھو کیا وہ میت ہے؟ حضرت حمل نے بغور دیکھنے کی غرض سے اپنا سر جھکایا تو ملک الموت غائب ہو گئے۔ حضرت حمل نے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا تو وہ جان گئے کہ وہ ملک الموت تھے اتنے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے کوئی شخص آیا اور اس نے حضرت قیدار کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور انہیں جبل ثیر میں دفن کیا۔ حضرت قیدار کی قبر انور جبل ثیر میں ہے

Marfat.com

پھر حضرت حمل رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی سعیدہ نامی خاتون سے نکاح کیا ان سے حضرت نبت پیدا ہوئے (تاریخ خمیس ج ا ص ۱۴۶) حضرت حمل رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی غاضرہ تھا اور وہ بنی جرہم کے رئیس کی صاحبزادی تھیں اور وہ رئیس بنی جرہم ذھل بن عمرو بن یعرب بن قحطان کی اولاد سے تھے اور قحطان حضرت شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے ہیں۔

حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کے نکاح کا عجیب واقعہ

حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کا حضرت غاضرہ سے نکاح کرنے کا عجیب واقعہ ہے اس واقعہ کو امام دیار بکری نے اپنی کتاب ''تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس'' میں ذکر کیا ہے۔

حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کے خصائل

حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کو سات خصلتیں عطاء کی گئیں:

نمبر (۱) الباس: (بہادری) یعنی حضرت قیدار بہت بہادر اور شجاع تھے۔

نمبر (۲) الشدۃ: (قوت و طاقت) حضرت قیدار بہت قوی اور طاقتور تھے۔

نمبر (۳) الصراع: (عاجزی و تواضع) حضرت قیدار بہت متواضع انسان تھے۔

نمبر (۴) الرمی: (تیر مارنا) حضرت قیدار تیر مارنے اور نشانہ لگانے کے ماہر تھے۔

نمبر (۵) القنص: (شکار کرنا) حضرت قیدار پرندوں اور جانوروں کو شکار کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

نمبر(۶) الفروسیہ: (گھوڑے پر سواری کرنا) حضرت قیدار شہ سوار تھے۔
نمبر(۷) صاحب الفظیرہ: حضرت قیدار نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں، زلفوں والے تھے اور حضرت قیدار ﷜ جب کوئی جانور یا پرندہ شکار فرماتے تو وہ شکار کیا ہوا جانور یا پرندہ بولتا اور یہ کہتا: لا تذبحنی حتی تسمی اللّٰہ ولا تاکل مہالم یذکر اسم اللّٰہ"۔ علیہ
کہ مجھے "بسم اللہ اللہ اکبر" کہے بغیر ذبح نہ کرنا اور جس مذبوح پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھانا۔

حضرت قیدار ﷜ کے چہرۂ انور میں نبی کریم ﷺ کا نور مبارک سورج کی طرح چمکتا تھا۔ اس لئے انہیں حکم ہوا کہ پاکیزہ عورتوں سے نکاح فرمائیں کیونکہ کسی مشرک عورت کا بطن اس نور مقدس کے لائق نہیں ہے تو حضرت قیدار نے یہ سمجھ کر حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے جو عورتیں ہیں وہی پاکیزہ ہیں اور اس نور مقدس کے منتقل ہونے کے لائق وہی ہیں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد سے ایک سو عورتوں سے نکاح فرمایا مگر ان میں سے کوئی بھی اس نور مبارک کی حاملہ نہ ہوئی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت قیدار ﷜ شکار کیلئے تشریف لے گئے تو جنگلی جانوروں اور پرندوں نے عار دلائی اور یہ آواز دی کہ اے قیدار ہمیں شکار کرنے سے یہ بہتر ہے کہ جو نور مبارک آپ کے چہرۂ انور میں چمک رہا ہے اس کو آپ اس نور کی جائے ودیعت میں منتقل کرنے کا ارادہ کرلیں تو آپ اللہ ابراہیم سے ڈریں:

"قد آن لك ان یخرج نور ابی القاسم صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ظهرك" آپ کی پشت مبارک سے ابوالقاسم ﷺ کے نور مبارک کے منتقل ہونے کا وقت آگیا ہے تو حضرت

Marfat.com

قیدار رضی اللہ عنہ مرعوب ہو کر گھبرائے ہوئے گھر واپس تشریف لائے اور فرمایا مجھے الٰہ ابراہیم علیہ السلام کی قسم جو میں نے ان جانوروں اور پرندوں کی زبان سے سنا جب تک مجھ پر یہ واضح نہ کر دیا جائے میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ کچھ پیوں گا اور غمگین ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان آدمی کی صورت میں آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور آ کر اس نے سلام کہا اور فرمایا اے قیدار اللہ تعالیٰ نے آپ کو روئے زمین کا بادشاہ بنایا ہے اور آپ کو آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عیص جیسی قوت عطا فرمائی ہے اور آپ کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور منتقل فرما دیا ہے اور وہ آپ کی اولاد سے ہوں گے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں منتقل نہیں ہوں گے تو اگر آپ بحضور الٰہ ابراہیم علیہ السلام قربانی کریں تو اللہ تعالیٰ آپ پر یہ بیان فرما دے گا کہ آپ کس خاتون سے نکاح فرمائیں۔ تو حضرت قیدار رضی اللہ عنہ اسی جگہ تشریف لے گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کیلئے لے گئے تھے اور حضرت قیدار نے سات سو دنبے ذبح فرمائے اور یہ دعا فرمائی الٰہی اگر تو مجھے وہ بچہ عطا فرمانے والا ہے تو میری اس قربانی کو قبول فرما اور مجھے بیان فرما دے کہ کس خاتون سے نکاح کروں؟ اور جب ہی کوئی دنبہ ذبح فرماتے تو آسمان سے سفید زنجیر کی صورت میں آگ اترتی اور اس دنبہ کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے جاتی حتیٰ کہ آسمان سے یہ ندا آئی اے قیدار تجھے اتنا ہی کافی ہے، آپ کی دعا قبول کر لی گئی اور آپ کی یہ قربانی مقبول ہوگئی ہے'' پس آپ شجرہ الوغد (وغد کسی درخت کا نام

Marfat.com

ہے) کے نیچے جا کر سو جائیں اور خواب میں جو آپ کو حکم دیا جائے اس پر عمل کریں تو حضرت قیدار اس درخت کے نیچے آ کر سو گئے، خواب میں انہیں ہاتف نے ندا کی اور فرمایا:

یا قیدار ان هذا النور الذی فی وجهك نور محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وهو النور الذی فتح اللّٰه به الانوار و خلق الدنیا، لاجله وانه عربی لا ینبغی ان یجری الا فی العربیات فابتغ لنفسك عربیه ولیكن اسمها الغاضره۔

اے قیدار یہ نور جو آپ کے چہرہ میں جلوہ گر ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے، یہ وہ نور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نور اسی نور سے پیدا فرمائے اور اسی نور کے سبب دنیا پیدا فرمائی اور یہ عربی ہیں تو عربی عورتوں کے بطن میں ہی منتقل ہونا چاہئیں گے پس آپ اپنے لئے کوئی عربی عورت تلاش کریں اور اس کا نام غاضرہ ہو تو حضرت قیدار بیدار ہوئے اور بہت خوش ہوئے اور بنی جرہم کے رئیس کی صاحبزادی حضرت غاضرہ سے نکاح کیا اور ان سے حضرت حمل رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۱۴۶) حضرت قیدار کے نام میں اختلاف ہے بعض نے قیذر ذکر کیا ہے اور قیذر کا معنی ہے بادشاہ چونکہ حضرت قیذر اپنے زمانہ میں عرب کے بادشاہ تھے اس لئے ان کا نام قیذر رکھا گیا، حضرت عدنان کا نسب حضرت قیذر تک پہنچتا ہے اور سند کے لحاظ سے یہ روایت قوی ہے۔ چنانچہ امام عبدالرحمٰن سہیلی ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں۔

وذکر من وجه قوی فی الروایه عن نساب العرب ان نسب عدنان یرجع الی قیذر بن اسماعیل وان قیذر کان الملك فی زمانه وان معنی قیذر الملك اذفر (جلد ۱ صفحہ ۹) اور امام زبیدی ''تاج العروس'' میں

Marfat.com

لکھتے ہیں کہ حضرت قیذر کے بارے میں بعض علماء کا قول ہے کہ وہ نبی تھے اور ان کا مزار عجم میں سلطانیہ شہر کے قریب ہے اور لوگ اس مزار مبارک کی زیارت کیلئے جاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"وقیذار بن اسماعیل بن ابراھیم علیھم و علی نبینا افضل الصلوٰۃ والسلام وھو ابو العرب وقد قیل فی بنوته ایضا وله مشھد یزار قریبا من السلطانیه بالعجم واعقب من ولده حمل بن قیذار"۔

حضرت قیذار کا ایک بیٹا اور بھی تھا اسے سواری کہا جاتا تھا۔ ''تاج العروس'' میں ہے۔

"وله ابن آخر یفقال له سواری" (جلد۳صفحہ۴۸۵)

اور حضرت قیذر علیہ السلام کے گیارہ بھائی اور تھے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) نابت: وہ سب سے بڑے تھے (۲) مشا (۳) اربل (۴) صمعا (۵) معاشی (۶) ذما (۷) آزر (۸) طسما (۹) بطور (۱۰) نیشا (۱۱) قیدما۔

امام فاسی المکی ''العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین'' میں لکھتے ہیں۔

واما اولاد اسماعیل علیه السلام فقال ابن ھشام حدثنا زید بن عبداللہ البکائی عن محمد بن اسحاق قال ولد اسماعیل بن ابراھیم اثنی عشر رجلا نابتا وکان اکبرھم وقیدار وازبل ومشا و صمعا و ماشی، وذما و آزر و طسما و بطور و نیشا و قیدما۔ (جلد۱صفحہ۱۳۶)

Marfat.com

حضرت قیدار کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ بنت مضاض جرہمیہ اور بقول بعض ہالہ بنت حارث ابن عمرو الجریمی ہے اور حضرت قیدار رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور لقب ذبیح اللہ ہے اور وہ اللہ کے رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مارب یمن اور حضر موت کے طرف مبعوث فرمایا اور آپ نے پچاس سال دین اسلام کی تبلیغ فرمائی اس عرصہ میں بہت تھوڑے سے لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی عمر ایک سو سینتیس سال تھی جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت اسحاق نبی اللہ علیہ السلام کو اپنی بیٹی حضرت نسمیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عیص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے کی وصیت فرمائی تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے ایسا ہی فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات مکہ شریف میں ہوئی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کے ساتھ مقام ابراہیم میں مدفون ہوئے۔

(تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۱۴۵)

ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں

اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام؟ امام عبدالرحمٰن سہیلی اور امام محب الدین الطبری کے نزدیک ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور صحیح یہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ امام فاسی فرماتے ہیں۔

واختلف فی الذبیح هل هو اسماعیل بن ابراهیم او اخوه اسحاق بن ابراهیم والصحیح انه اسماعیل۔

(العقد الثمین جلد ا صفحہ ۱۳۴)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سعید بن المسیب، امام شعبی، حضرت

Marfat.com

حسن بصری، مجاہد، ربیع بن انس محمد بن کعب القرظی، امام کلبی رحمہم اللہ اور بروایت عطاء بن ابی رباح و یوسف بن ماہک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے اور صاحب مظہری نے بھی اس قول کو صحیح کہا ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۱۲۶) اور علامہ محمود آلوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''القول الفصیح فی تعیین الذبیح'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت علی حضرت ابوہریرہ، ابوالطفیل، ابوجعفر الباقر، ابوصالح، سعید بن جبیر، یوسف بن مہران، ابوعمرو بن العلاء، امام احمد بن حنبل وغیرہم ائمہ اعلام کا بھی یہی قول ہے اور اسی قول کو اکثر محدثین نے ترجیح دی اور امام ابوحاتم نے اسی قول کو صحیح کہا، پھر کتاب ''الھدیٰ'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ علماء صحابہ، تابعین، اتباع تابعین کے نزدیک یہی قول صحیح ہے (روح المعانی ج ۲۳ صفحہ ۱۲۱) اور اس مسئلہ کے فریقین علماء کے دلائل موجود ہیں، ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان دلائل کو ذکر نہیں کرتے، جسے اس کی تفصیل مطلوب ہو وہ تفاسیر کا مطالعہ کرے خصوصاً ''مظہری و روح المعانی'' وغیرہما کتب تفاسیر کو دیکھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام کی وجہ تسمیہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام اسماعیل اس لئے رکھا گیا کہ ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہ تھی اور آپ اولاد صالح کی دعا فرمایا کرتے تھے اور کہتے اسمع یا ایل (اے اللہ میری دعا قبول فرما) ایل کا معنی اللہ ہے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف جب ننانوے برس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے جب ان کی اولاد ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کا نام اسماعیل رکھ دیا حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ کے اکلوتے بیٹے تھے

Marfat.com

اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام حضرت ہاجرہ تھا اور وہ اردن کے بادشاہ صاردن قبطی کی اُمِ ولد تھیں، اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کی تھیں اور اس کا واقعہ مشہور ہے۔ (تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۸۵، ۱۳۰) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار عورتوں سے نکاح فرمایا، سب سے پہلے حضرت سارہ بنت ہاران ملک حران یا ہاران اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صاجزادی تھیں اور وہ نہایت ہی حسین تھیں حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی تین حصہ زیادہ حسین تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی کردی یہ دیکھ کر حضرت سارہ نے کہا اے ابراہیم جس ربّ نے آپ پر اس آگ کو برد و سلام کردیا اس ربّ پر ایمان لائی ہوں پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر واپس تشریف لائے اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۸۵)

حضرت سارہ کے بعد حضرت ہاجرہ قبطیہ سے نکاح ہوا، حضرت ہاجرہ کے بعد جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اس کے بعد قنطورا بنت یقطن کنعانیہ سے اور اس کے بعد حجور بنت اھیب عربیہ سے نکاح کیا۔ (تاریخ خمیس جلد ا صفحہ ۱۳۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تقریباً تیرہ بیٹے تھے۔ ایک حضرت سارہ سے، ان کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام ہے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چودہ سال چھوٹے تھے جب حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت سارہ کی عمر نوے (۹۰) سال تھی، جس رات حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ کے بطن اقدس میں منتقل ہوئے اسی رات اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر عذاب نازل کیا اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

کی عمر تقریباً ایک سو بارہ سال تھی، ایک حضرت ہاجرہ قبطیہ سے ان کا نام حضرت اسماعیل ہے اور چھ بیٹے قطورا بنت یقطن کنعانیہ سے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) مدین (۲) مدان (۳) نیشان (۴) زمران (۵) یشبق (۶) یشرخ

اور پانچ بیٹے حجور بنت اہیب سے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) کیسان (۲) سروح (۳) امیم (۴) لوط (۵) یاسن

اور تمام انبیاء بنی اسرائیل حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کی نسل سے ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔

(تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۱۳۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت

حضرت ابراہیم علیہ السلام جمعہ کی رات دس محرم الحرام طوفان نوح کے ایک ہزار اکاسی (۱۰۸۱) سال بعد نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور طوفان نوح حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے دو ہزار دو سو بیالیس سال بعد آیا اور بعض کے بقول حضرت ابراہیم علیہ السلام طوفان کے ایک ہزار دو سو بیالیس سال بعد پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک ایک ہزار دو سو تیس سال بعد پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے تین ہزار آٹھ سو سینتیس سال بعد پیدا ہوئے۔ (تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۷۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام سوس یا بابل، یا کسکر یا حران میں پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔

نمبر ۱: ہاران، حضرت لوط علیہ السلام کے والد

نمبر ۲: ناحور، حضرت لقمان علیہ السلام کے دادا

Marfat.com

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا نام نونان یا اونا بنت نمرود تھا۔

(تاریخ الخمیس جلد اصفحہ ۷۸،۷۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے نام میں علماء و مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے اور امام مقاتل ابن حبان فرماتے ہیں کہ ان کا نام تارخ ہے اور آزر ان کا لقب ہے اور امام محمد بن اسحاق، ضحاک، کلبی کے نزدیک ان کا نام آزر اور تارخ دونوں ہیں۔ (مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۵۶) لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور لفظ اب (باپ) کا اطلاق عم (چچا) پر بھی ہوتا ہے اور یہ کلام عرب میں شائع ہے۔ قرآن کریم میں بھی لفظ اب چچا کیلئے استعمال ہوا ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے۔

نعبد الهك واله آبائك ابراهيم و اسماعيل و اسحق الها واحدا۔

(یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا) ہم عبادت کریں گے تیرے اور تیرے باپ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق علیہم السلام کے معبود کی جو ایک ہی معبود ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے دادا ہیں اور اسماعیل علیہ السلام ان کے چچا ہیں۔

چنانچہ قاضی ثناء اللہ مظہری فرماتے ہیں:

وكان آزر على الصحيح عما لا براهيم والعرب يطلقون الاب على العم كما في قوله تعالى نعبد الهك واله ابائك ابراهيم و اسماعيل و اسحاق الها واحدا وكان اسمه ناحور

Marfat.com

وکان ناحور علی دین آبائه الکرام ثم لما صار وزیر النمرود اختار الکفر للحرص فی الدنیا و ترک دین آبائه
(مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

اور سورہ ابراہیم کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وانما کان عماله وکان اسمه ابیه تارخ (مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۷۹) اور امام فخر الدین ''مفاتیح الغیب'' میں لکھتے ہیں۔

ان آزر ما کان والد ابراهیم علیه السلام بل کان عماله فاما والده فهو تارخ (جلد ۱۳ صفحہ ۴۰) اور علامہ احمد صاوی مالکی حاشیہ جلالین، میں لکھتے ہیں:

هو عمه واسم ابیه تارخ وسمی ابا علی عادة الاکابر من تسمیه العم ابا (صفحہ ۳۹) اور علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں لکھتے ہیں

هو عمه لا ابوه الحقیقی والعرب تسمی العم ابا کما تسمی الخاله اما (جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۰) اور امام زبیدی ''تاج العروس'' میں فرماتے ہیں۔

هو اسم عم ابراهیم علیه وعلی نبینا افضل الصلوٰة والسلام فی الایه المذکوره وانما سمی العم ابا و جری علیه القرآن العظیم علی عاده العرب فی ذلك لانهم کثیرا ما یطلقون الاب علی العم واما ابوه فانه تارخ وهذا باتفاق النسابین لیس عندهم اختلاف فی ذلك. کذا قاله الزجاج والفراء (جلد ۳ صفحہ ۱۲)

یعنی قول باری تعالیٰ واذ قال ابراهیم لابیه آزر اتتخذا صناما الهه'' میں آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور قرآن کریم میں یہ لفظ عرب کے طریقہ کے مطابق استعمال ہوا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر عرب لفظ اب کا

Marfat.com

اطلاق عم (چچا) پر کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہی تھا اور اس پر تمام علماء (علم نسب کے ماہرین) کا اتفاق ہے، اسی طرح امام زجاج اور امام فراء نے فرمایا ہے۔

اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسالک الحنفاء میں رقم طراز ہیں۔

ان آزر لیس ابا ابراهیم کما ورد عن جماعه من السلف (صفحہ ۲۸) اور ''الدرج المنیفہ'' میں فرماتے ہیں:

واما آزر فالا رجح کما قال الرازی انه عم ابراهیم لا ابوه، وقد سبقه الی ذلك جماعه من السلف (صفحہ ۱۱) اور امام ابن ابی حاتم بسند ضعیف سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن ابی شیبہ ابن المنذر، ابن ابی حاتم باسانید صحیح، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے اور امام ابن المنذر بسند صحیح ابن جریج سے اور ابن ابی حاتم بسند صحیح حضرت سدی سے راوی ہیں کہ لیس آزر بابیه انما هو ابراهیم بن تارخ۔

آزر ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں ان کے والد تارخ ہی ہیں۔

اور اس کی تائید اس اثر سے ہوتی ہے جس کو امام ابن منذر نے اپنی تفسیر میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سلیمان ابن صرو ابن الجون صحابی متوفی ۹۵ھ سے روایت کیا ہے۔

لما ارادوا ان یلقوا ابراهیم فی النار جعلوا یجمعون الحطب حتی ان کانت العجوز لتجمع الخطب، فلما ارادوا ان یلقوه فی النار قال حسبی الله ونعم الوکیل، فلما القوه قال الله "یا نار کونی بردًا وسلامًا علی ابراهیم" فقال عم ابراهیم من اجلی دفع عنه، فارسل الله علیه شرارة من النار فوقعت علی قدمه

Marfat.com

فاحر قته

جب (نمرود کی جماعت نے) ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیاں جمع کرنے لگے حتیٰ کہ بوڑھی عورتیں بھی لکڑیاں اکٹھی کرتی تھیں پھر جب ان کو آگ میں ڈالنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا "مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے" تو جب انہوں نے ان کو آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا" تو ابراہیم علیہ السلام کا چچا (آزر) بولا کہ میری وجہ سے ابراہیم سے آگ کی گرمی دور ہوئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آگ کا ایک شعلہ اس کی جانب ارسال فرمایا اور وہ اس کے قدم پر آپڑا تو اسے جلا دیا۔ اس حدیث میں صراحت ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور وہ انہیں ایام میں ہلاک ہو گیا جن ایام میں ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور سورۃ توبہ میں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ "ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کیلئے اس وقت استغفار کرنا ترک فرما دیا جب ان پر یہ واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے"۔ اور احادیث مبارکہ میں یہ صراحت ہے کہ وہ مشرک ہی مرا اور اس کے مرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے اس کیلئے استغفار کرنا چھوڑ دیا۔

چنانچہ امام ابن ابی حاتم صحیح سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں آپ نے فرمایا: ما زال ابراهيم عليه السلام يستغفر لابيه حتى مات، فلما تبين له انه عدو لله فلم يستغفر له. حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کیلئے اس کی موت تک استغفار کرتے رہے تو جب ان پر واضح ہوا کہ وہ

Marfat.com

اللہ کا دشمن ہے پھر اس کیلئے آپ نے استغفار نہیں فرمایا اور محمد بن کعب قتادہ، مجاہد، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم اور دیگر اجلہ تابعین سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی زندگی میں اپنے باپ کے ایمان کی امید رکھتے تھے تو جب وہ ایمان نہ لایا اور مشرک ہی مرا تو آپ نے اس کیلئے استغفار کرنا چھوڑ دیا، پھر آپ نے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ کے بعد شام کی طرف ہجرت فرمائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کریم میں واضح فرمایا، پھر ہجرت سے کچھ مدت بعد آپ مصر میں تشریف لائے اور ایک ظالم بادشاہ کے ساتھ حضرت سارہ کی وجہ سے واقعہ ہوا اور اس نے آپ کو حضرت ہاجرہ ہبہ کی پھر آپ واپس شام میں تشریف لائے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مکہ شریف میں حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتقل کرنے کا حکم فرمایا تو آپ نے انہیں وہاں منتقل فرما دیا اور یہ دعا فرمائی۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع سے ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب تک۔ اس حدیث سے واضح ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعائے مغفرت اپنے والدین کیلئے آزر کے ہلاک ہونے کے طویل عرصہ بعد فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ جس کے کافر ہونے کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور اس کے لئے ترک استغفار ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہ حضرت خلیل اللہ کا چچا ہیں آپ کا حقیقی باپ نہیں ہے۔ (مسالک الحنفاء صفحہ ۳۰، ۲۸) اور اسی پر مورخین و اہل کتاب کا اجماع ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، تفسیر مظہری میں ہے۔ قد صرح به الشهاب الهيثمي بان اهل الكتاب والتاريخ اجمعوا على ان آزر عم ابراهيم (جلد ۳ صفحہ ۲۵۶) نیز قاضی ثناء اللہ مظہری ارشاد باری حکایۃ عن ابراہیم علیہ السلام "ربنا اغفرلی ولوالدی" کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ هذا الايه تدل على ان والديه عليه السلام كانا مسلمين

Marfat.com

(جلد ۵ صفحہ ۷۹) کہ یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض کتب میں ہے "یہ قول کہ" آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا، اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آدم علیہ السلام تک مومنین صالحین تھے ان میں ایک بھی غیر مسلم نہیں تھا "شیعوں کا ہے، یہ مذہب اہل سنت کا نہیں؟" علامہ آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں۔

والذی عول علیه الجم الغفیر من اهل السنه ان آزر لم یکن والد ابراهیم علیه السلام وادعوا انه لیس فی آباء النبی صلی الله علیه وسلم کافرا صلا (الی ان قال) والقول بان ذلك قول الشیعه ناشئی من قلة التتبع۔

(روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۶۹)

یعنی اہل سنت کے جم غفیر نے جس قول کو معتمد اور معتبر قرار دیا وہ یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں کوئی بھی کافر نہ تھا اور اسے اہل تشیع کا قول قرار دینا قلت تتبع کی بناء پر ہے۔

علامہ آلوسی کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ اکثر اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں ہے بلکہ ان کا چچا ہے اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی ایک بھی کافر نہ تھا اور اسے اہل تشیع کا قول قرار دینا درست نہیں، حضرت ابراہیم

Marfat.com

علیہ السلام کی والدہ کا نام مثلی تھا۔ امام ابن ابی حاتم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ۔ ان اسم امه مثلی۔ (روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۶۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات حالت سجود میں اچانک ہوئی انبیاء میں سے تین کو اچانک موت آئی۔

(۱) وفات ابراہیم علیہ السلام (۲) حضرت داؤد علیہ السلام (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی اس وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر پچھتر (۷۵) سال تھی۔ امام ابن الوردی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

ومات ابراهیم وسن اسحٰق خمس و سبعون سنه۔ (تتمۃ المختصر جلد ۱ صفحہ ۱۷) اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر نواسی سال تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اکثر علماء کے نزدیک دوسو سال تھی اور بعض کے نزدیک ایک سو پچانوے سال تھی (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۱۲۷) اور امام ابن الوردی کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو پچھتر (۱۷۵) سال تھی۔ "تتمۃ المختصر فی اخبار البشر" میں ہے۔

عاش ابراهیم مائه و خمسا و سبعین۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

"ابراهیم بن تارخ بن ناخور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن شالخ بن قینان بن ارفحشذ بن سام بن نوح علیه السلام"

(تاریخ ابن الوردی جلد ۱ صفحہ ۱۵)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد حضرت تارخ

Marfat.com

کی عمر ستر سال تھی۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے۔

ولما صار لتارخ سبعون سنه ولدله ابراهیم خلیل الله صلی الله علیه وآله وسلم (جلد ا صفحہ ۱۳) اور حضرت تارخ رضی اللہ عنہ کی کل عمر دو سو پانچ سال تھی اور جب حضرت تارخ کی وفات ہوئی اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو پینتیس سال تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر چھتیس سال اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر بائیس سال تھی اور حضرت تارخ کے دو بھائی تھے۔

(۱) آزر (۲) ہاران (حضرت سارہ کے والد) اور امام بکری فرماتے ہیں کہ حضرت تارخ کی عمر دو سو پچاس سال تھی (تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۷۷)

اس طرح حضرت تارخ کی وفات کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو اسی سال ہوتی ہے۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اکاسی اور حضرت اسحاق کی ستاسٹھ (۶۷) ہوتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام آباء مومنین و صالحین تھے

حضور سید الانبیاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ کے آباء کرام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت تارخ رضی اللہ عنہ تک تمام آباء کرام کا مومنین، صالحین، محبوبان خدا ہونا ہم دلائل قاہرہ و براہین قاطعہ سے ثابت کر چکے ہیں فللہ الحمد، اور اب ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام آباء کرام حضرت تارخ سے حضرت نوح علیہ السلام تک کے مومنین صالحین اور محبوبان خدا ہونے پر دلائل پیش کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں حضرت ارفخشذ سے حضرت تارخ تک تمام آباء کے

Marfat.com

مومن ہونے کی صراحت ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ومن ولد ارفخشذ الی تارخ و رد التصریح بایمانھم فی اثر (مسلک الحنفاء صفحہ ۲۷) امام ابن سعد ''طبقات'' میں بطریق کلبی حضرت ابوصالح سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ان نوحا علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام لما هبط من السفینه هبط الی قریه (وکان معه ثما نون رجلا) فبنی کل رجل منهم بیتا فسبیت سوق الثمانین فغرق بنو قابیل کلهم، وما بین نوح الی آدم من الاباء کانوا علی السلام، فلما ضاقت بهم سوق الثمانین تحولوا الی بابل فبنوها فکثروا بها حتی بلغوا مائه الف وهم علی الاسلام ولم یزالوا علی الاسلام وهم ببابل حتی ملکهم نمرود بن کوس بن کنعان بن حام بن نوح فدعاهم نمرود الی عبادة الاوثان ففعلوا۔ (طبقات ابن سعد) کہ حضرت نوح علیہ السلام (طوفان ختم ہونے کے بعد) اسی افراد کے ہمراہ ایک بستی میں اترے تو ہر شخص نے اپنا ایک گھر بنایا تو اس جگہ کا نام سوق الثمانین رکھ دیا گیا اور قابیل کی تمام اولاد طوفان میں غرق ہوگئی اور نوح علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام تک (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام آباء دین اسلام پر عمل پیرا تھے، پھر جب مقام ''سوق الثمانین'' ان پر تنگ پڑ گئی تو پھر انہوں نے بابل کا شہر بنایا تو اس وقت ان کی تعداد اور بڑھتی گئی حتیٰ کہ ایک لاکھ افراد ہوگئی اور وہ سب کے سب دین اسلام پر عمل پیرا تھے اور وہ ہمیشہ دین اسلام پر ہی قائم رہے اور وہ بابل شہر میں

Marfat.com

رہتے تھے یہاں تک کہ نمرود بن کوس بن کنعان بن حام بن نوح ان کا بادشاہ ہوا تو اس نے انہیں بتوں کی پوجا کی دعوت دی پس انہوں نے بتوں کی پوجا شروع کردی۔ اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ حضرت تارخ سے حضرت نوح علیہ السلام تک پھر ان سے حضرت آدم علیہ السلام تک نبی کریم ﷺ کے تمام آباء کرام مومنین صالحین اور محبوبان خدا تھے اور یہ کہ آدم علیہ السلام سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نبی کریم ﷺ تک سب کا دین ایک ہی دین اسلام تھا اور کوئی دین نہ تھا یعنی اس سے وحدت دین بھی ثابت ہوئی، اسلام کوئی نیا دین نہیں بلکہ یہ دین فطرت ہے۔

آقائے دوجہاں سرورکون ومکاں ﷺ کا فرمان ہے۔

کل مولود یولد علی الفطرة ای علی فطرة الاسلام۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ دین نہ کبھی تبدیل ہوا نہ ہوسکتا ہے نہ ہوگا۔

ارشاد ربّ کریم ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(سورہ الروم ۳۰)

''اللہ تعالیٰ کی ڈالی بناء جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی چیز تبدیل نہیں ہوسکتی یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

لہٰذا اسی ایک دین دین اسلام پر قائم رہو کہ دین صرف یہی ہے اور کوئی

Marfat.com

نہیں تو جو دین اسلام کا دشمن ہے وہ اپنی فطرت کا دشمن ہے اور جو اپنی فطرت کا دشمن ہو وہ کسی اور کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا اسی لئے حکم ہوا ایمان والو! جو لوگ اپنی فطرت کے دشمن ہیں تم انہیں اپنا دوست مت سمجھو وہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے بلکہ وہ تمہارے بھی دشمن ہی ہیں۔ حضرت تارخ کے والد کا نام ناخور ہے جب حضرت تارخ پیدا ہوئے تو اس وقت ان کے والد کی عمر بقول امام بکری ستائیس سال تھی چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے۔

وولد لنا خور تارخ بالمثناه فوق وفتح الراء بعد ما مضی من عمره سبع وعشرون سنه (جلد ا صفحہ ۷۷) اور امام ابن الوردی کے نزدیک ان کی عمر اناسی سال تھی۔

''تتمۃ المختصر فی اخبار البشر'' میں ہے۔

ولما صار لناخور تسع و سبعون سنه ولدله تارخ۔ (جلد ا صفحہ ۱۳)

اور حضرت ناخور رضی اللہ عنہ کے والد کا نام شاروغ اور توریت میں ان کا نام سروعا لکھا ہے جب وہ پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر بقول ابن الوردی ایک صد تیس سال اور بقول امام بکری تیس سال تھی اور حضرت ساروغ کی پوری عمر تین صد برس تھی۔ حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت راغو یا ارغو تھا جب حضرت شاروغ پیدا ہوئے اس وقت حضرت ارغو کی عمر بتیس یا دوسو بتیس برس تھی اور حضرت ارغو کی پوری عمر دوسو انتالیس یا تین صد انتالیس تھی، توریت میں ان کا نام سرور لکھا ہے۔ حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت فالغ رضی اللہ عنہ تھا جب حضرت ارغو پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر تیس یا ایک صد تیس سال تھی اور جس زمانہ میں حضرت ارغو پیدا ہوئے اسی زمانہ میں بنو نوح (حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد) کئی قبائل ہوئے اور مختلف علاقوں میں آباد ہوئے اور مختلف زبانیں

Marfat.com

بولنے لگے اور اس وقت طوفان نوح کو چھ صد ستر سال ہو چکے تھے اس سے قبل سب کی زبان ایک ہی تھی یعنی عربی زبان تھی، حضرت فالغ کی پوری عمر تین صد اڑتالیس برس تھی، حضرت فالغ ﷺ کی والدہ کا نام میشاصا تھااور حضرت فالغ ﷺ کے ایک بھائی تھے ان کا نام قحطان تھا، حضرت فالغ کے والد کا نام حضرت عابر تھا بقول بعض حضرت عابر ہود علیہ السلام کا نام ہے اور وہی حضرت فالغ کے والد ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف مبعوث فرمایا اور قوم عاد، عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد تھے اور عاد کے دو بیٹے تھے ثمود، و جدیس اور طسم عملاق، امیم لادد بن سام بن نوح کی اولاد تھے اور وہ سب عربی تھے اور بنو عاد بہت طویل القامت لوگ تھے حتیٰ کہ ان میں سب سے چھوٹا شخص ساٹھ ہاتھ کا ہوتا تھا اور سب سے بڑے آدمی کا قد ایک سو ہاتھ ہوتا تھا اور وہ احقاف یعنی مقام عالج، دھناء اور مدین، میں عمان اور حضر موت کے درمیان رہتے تھے اور وہ بتوں کے پجاری تھے، ان کے بتوں کے نام (۱) صدا (۲) صمودا (۳) لہبا تھا۔

جب حضرت ہود علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے اور انہیں بتوں کی پوجا سے منع کیا تو انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا اور وہ تباہ و برباد ہو گئے اور حضرت ہود علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے اللہ نے انہیں نجات عطا فرمائی اور وہ اس کے بعد مکہ شریف چلے آئے اور پھر وہیں رہے اور مقام ابراہیم کی جگہ حضرت ہود علیہ السلام مدفون ہوئے اور بقول بعض حضر موت میں مدفون ہوئے۔ حضرت ہود علیہ السلام کی پوری عمر ایک صد پچاس یا چار سو چونسٹھ برس تھی، قوم عاد کے تباہ ہونے کے بعد پچاس سال دنیا میں جلوہ گر رہے، جب حضرت ہود (عابر) کی عمر ایک سو چونتیس سال ہوئی تو اس وقت حضرت فالغ پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضرت غابر علیہ السلام کے والد کا نام حضرت شالخ رضی اللہ عنہ تھا، حضرت غابر جب پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر ایک سوتیس سال تھی اور بقول بعض صرف تیس برس تھی اور حضرت شالخ رضی اللہ عنہ کی پوری عمر چار سو چونتیس یا چار سو چونسٹھ یا چار صد ساٹھ برس تھی، جب حضرت شالخ پیدا ہوئے اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چھ سو انہتر سال تھی۔

حضرت شالخ کی والدہ کا نام مرجانہ تھا اور شالخ کا معنی رسول (قاصد) ہے، امام ابن الوردی کے نزدیک حضرت شالخ کی ولادت طوفان کے دو سو چھہتر سال بعد ہوئی، اس وقت حضرت شالخ کی عمر چوہتر سال تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی پوری عمر نو صد پچاس سال تھی، اس طرح جب حضرت شالخ پیدا ہوئے تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر آٹھ صد چوہتر برس تھی۔

حضرت شالخ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت قینان رضی اللہ عنہ تھا، جب حضرت شالخ پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر ایک صد انتالیس سال تھی اور حضرت قینان کی پوری عمر چار صد تیس سال تھی، حضرت قینان طوفان کے ایک سو چونتیس سال بعد پیدا ہوئے،

حضرت قینان رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت ارفخشذ رضی اللہ عنہ تھا۔ ارفخشذ کا معنی ہے، مصباح مضیء (روشن چراغ) جب حضرت قینان پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر ایک صد پینتیس سال تھی اور حضرت ارفخشذ کی پوری عمر چار صد پینسٹھ سال تھی اور بقول بعض ان کی عمر چار صد اڑتیس سال تھی۔

حضرت ارفخشذ کے مومن ہونے کی حدیث میں صراحت ہے، امام ابن عبدالکریم نے ''تاریخ مصر'' میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس حدیث میں یہ لفظ ہیں۔ انه ادرك جده نوحا وانه دعا له ان يجعل الله

Marfat.com

الملك والنبوه فی ولدہ۔ یعنی حضرت ارفخشذ نے اپنے جد امجد حضرت نوح علیہ السلام کی زیارت کی اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے اس بیٹے کی اولاد کے نصیب میں نبوت اور زمین کی بادشاہت کر دے۔

(مسالک الحنفاء صفحہ ۲۷)

حضرت ارفخشذ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت سام علیہ السلام ہے، حضرت سام علیہ السلام کا مومن ہونا باجماع اُمت اور قرآن حکیم کی نص قطعی سے ثابت ہے کیونکہ وہ اپنے والد حضرت نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی میں رہے اور طوفان سے نجات پائی اور کشتی نوح میں صرف ایمان والے ہی تھے، بلکہ حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سام علیہ السلام نبی تھے۔ اس حدیث کو امام سعد نے ''طبقات'' میں اور زبیر بن بکار نے ''الموفقیات'' میں اور امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ (مسالک الحنفاء صفحہ ۲۷) جب حضرت ارفخشذ پیدا ہوئے اس وقت حضرت سام علیہ السلام کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی، حضرت ارفخشذ رضی اللہ عنہ کے چار بھائی تھے۔

(۱) ارم (۲) اسوز (۳) عومیم (۴) لاود اور عرب، فارس، یمن، روم، عاد، ثمود، طسم، جدیس، سب کے سب حضرت سام کی اولاد ہیں۔ حضرت سام علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے قائم مقام تھے، حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں اپنا وصی اور ولی عہد بنایا تھا، حضرت سام علیہ السلام کی اولاد زمین کے وسط میں یعنی حرم شریف میں اور اس کے اردگرد یمن سے عمان تک اور اس میں بیت المقدس اور دریائے نیل، فرات، دجلہ، سیحون بھی شامل ہیں رہائش پذیر ہوئے اور حضرت سام نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی اور آپ کا دارالحکومت بھی وہی جگہ تھی، حضرت سام کی پوری عمر چھ سو (۶۰۰) سال تھی اور حضرت سام علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان کی والدہ کا نام حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا تھا اور بعض کے نزدیک حضرت سام کی

Marfat.com

والدہ کا نام عمورہ رضی اللہ عنہا تھا اور وہ پاک سیرت، مومنہ صالحہ تھیں۔

تاریخ خمیس میں ہے:

"فتزوج نوح عمورة وکانت من الصالحات القانتات فولدت له ساما"۔

حضرت سام طوفان سے اٹھانوے سال قبل پیدا ہوئے، اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر پانچ سو سال تھی اور عرب وعجم کے تمام انبیاء علیہم السلام حضرت سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ امام بکری فرماتے ہیں:

"ومن ولده الانبیاء کلهم عربهم وعجمهم"۔

حضرت سام علیہ السلام کے تین بھائی تھے۔

(۱) یافث۔ حضرت یافث کی اولاد سے ترک، یاجوج ماجوج، خوز، عمالقہ، ترخان ہیں اور وہ روم کے شمال میں اور چین میں اور اس کے اردگرد رہائش پذیر ہوئے۔

(۲) حام۔ ان کی اولاد سے سوڈانی (حبشہ، زنج، نوبہ، فرنج قبطی ہیں۔

(۳) یام۔ اور اس کو کنعان بھی کہا جاتا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ جس کا نام داغلہ تھا، کا بیٹا تھا وہ اور اس کی ماں دونوں کافر تھے اور وہ دونوں طوفان میں غرق ہو گئے اور ان کی اولاد بھی ساری غرق ہو گئی اس کی نسل کا کوئی فرد باقی نہ رہا۔ حضرت سام علیہ السلام کے والد گرامی حضرت نوح علیہ السلام ہیں، آپ کا لقب آدم ثانی ہے کیونکہ تمام بنی نوح انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اہل ارض کی جانب اللہ کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے سب سے پہلے رسول ہیں۔ (تاریخ خمس جلد ۱ صفحہ ۷۶، ۷۷، تتمۃ المختصر فی اخبار البشر جلد ۱ صفحہ ۱۲، ۱۳)

حضرت نوح علیہ السلام کے اصل نام میں علماء کو اختلاف ہے، امام قشیری نے ان کا

Marfat.com

نام یشکر، حیات الحیوان میں ان کا نام عبدالجبار، الانس الجلیل میں ان کا نام عبدالغفار، ذکر کیا ہے اور نوح آپ کو اس لئے کہا جاتا تھا کہ ایک بار آپ نے کتے کو فرمایا اللہ نے تجھے کتنا وحشی بنا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے عبدالغفار تم اس کو اچھا بنا دو بس اسی وجہ سے اس قدر روئے کہ اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرمائی اور فرمایا اے نوح کتنا روؤ گے بس کرو، تو بہت رونے کی وجہ سے آپ کو نوح کہا جاتا تھا اور آپ تین سو سال تک روتے رہے اور بعض نے آپ کے رونے کی یہ وجہ بیان کی کہ آپ اپنی اُمت کیلئے استغفار کرتے ہوئے بہت روتے تھے حضرت نوح علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس وقت ان کی عمر چار صد اسی سال تھی اور آپ نے ایک سو بیس سال دین اسلام کی تبلیغ فرمائی اور بہت تھوڑے لوگ مسلمان ہوئے پھر آپ نے ان کے خلاف طوفان کی دعا فرمائی اس وقت ان کی عمر چھ صد سال تھی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے قابیل بن آدم کی اولاد اور حضرت شیث علیہ السلام کی نسل کے جو لوگ قابیل کی اولاد سے مل گئے تھے ان کی طرف مبعوث فرمایا وہ سب کفار تھے۔

کشتی نوح علیہ السلام

جب حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کیلئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم فرمایا کہ ایک کشتی بناؤ اور اس میں اولاد اور دیگر ایمان والوں کو سوار کرنا اس طرح میں تمہیں طوفان سے نجات عطا فرماؤں گا تو حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی وہ چھ سو ساٹھ ہاتھ لمبی اور تین سو تیس ہاتھ چوڑی اور تینتیس ہاتھ اونچی تھی اور اس کے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے تھے ہر تختہ پر ہر ایک نبی کا نام لکھا ہوا تھا، پہلے تختے پر حضرت آدم، دوسرے پر حضرت شیث، تیسرے پر حضرت ادریس، چوتھے پر

Marfat.com

حضرت نوح، پانچویں پر حضرت ہود، چھٹے پر حضرت صالح، ساتویں پر حضرت ابراہیم، اسی طرح تمام انبیاء کرام کے اسمائے گرامی اور آخری تختہ پر حضرت محمد ﷺ کا اسم مقدس لکھا تھا، جب کشتی تیار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے نوح ابھی یہ کشتی نامکمل ہے اس میں چار تختے اور شامل کرو اور دریائے نیل میں بہت لمبا درخت ہے اسے کاٹ کر اس سے وہ تختے بناؤ حضرت نوح علیہ السلام نے عوج بن عنق کو بھیجا اور وہ اس درخت کو کاٹ لایا اور نوح علیہ السلام نے اس کے چار تختے بنائے اور اپنی کشتی کو مکمل کیا ان میں پہلے تختہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسرے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، چوتھے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھا تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ چار کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا یہ چار خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے اصحاب ہیں، ان کی اُمت کے اقطاب ہیں جس طرح آپ کی کشتی ان چار تختوں کے بغیر مکمل نہیں ہوئی ایسے ہی محمد ﷺ کی اُمت ان چار شخصیتوں کے بغیر مکمل نہیں ہوگی۔

(تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۶۸، ۶۹)

حضرت نوح علیہ السلام کا نسب

حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

نوح بن لامخ بن متوشلح بن اخنوخ بن یزد بن مهلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیه السلام"۔

بعض نے حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا نام لمک ذکر کیا ہے بعض نے لامک ذکر کیا ہے جب حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر پانچ صد پچانوے سال تھی۔

Marfat.com

اور حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کو ایک سو چھبیس برس ہو چکے تھے، حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ کا نام صحیح روایت کے مطابق شمخاء بنت انوش اور بقول بعض قینوش ابنہ مراکیل بن فحویل یا مراکیل بن مخاویل یا مخاویل بن اخنوخ ہے، تاریخ خمیس میں بحوالہ معالم التنزیل اور انوار التنزیل امام بکری لکھتے ہیں۔

"کان لمك وشمخا ابوا نوح مومنين". (جلد ا صفحہ ۶۸)

یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے والدین، لمک و شمخاء دونوں مومن تھے اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس وقت ان کے والد کی عمر ایک سو اٹھاسی سال تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اترے ایک ہزار چھ صد بیالیس سال ہو چکے تھے اور جب حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چونتیس سال ہوئی اس وقت حضرت مہلائل بن قینان نے آٹھ صد پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی اور جب حضرت نوح علیہ السلام کی عمر دو سو چھیاسٹھ برس ہوئی تو اس وقت یزد بن مہلائیل نے نو سو باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا حضرت اخنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام جب آسمانوں پر اٹھائے گئے اس وقت ان کی عمر تین سو پینسٹھ سال تھی اور حضرت لامخ کی عمر تیرہ برس تھی اور یہ واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت سے ایک صد پچھتر (۱۷۹) برس قبل ہوا اور نوح علیہ السلام کے دادا حضرت متوشلخ بن اخنوخ کی وفات طوفان کے ابتدائی ایام میں ہوئی اس وقت ان کی عمر نو صد انہتر سال تھی۔ (جلد ا صفحہ ۱۰، ۱۱)

اور حضرت لامخ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ ہے حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد حضرت اخنوخ (ادریس) کی عمر ایک سو پینسٹھ سال تھی اور حضرت متوشلخ کی والدہ کا نام ہدانہ یا ادانہ یا روحا ہے جب حضرت ادریس علیہ السلام کا ان سے نکاح ہوا اس وقت ان کی عمر پینسٹھ برس تھی، حضرت

Marfat.com

متوشلح رضی اللہ عنہ اپنے والد کے نقش قدم پر تھے اور آپ نے سب سے پہلے ہاتھی پر سواری کی۔ (تاریخ خمیس جلد اصفحہ ۶۷، ابن الوردی جلد اصفحہ ۱۰) حضرت لامخ جب پیدا ہوئے اس وقت حضرت متوشلح رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سٹھ (۱۶۷) سال تھی۔

حضرت متوشلح رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت اخنوخ (ادریس) ہے، حضرت اخنوخ نبی تھے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور بقول بعض حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو ساٹھ سال بعد پیدا ہوئے اور جمہور کے نزدیک دوصد سال بعد پیدا ہوئے۔

جب حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر بیس سال ہوئی تو اس وقت حضرت شیث علیہ السلام کی وفات ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اترے ایک ہزار ایک صد بیالیس سال ہو چکے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام کی عمر نو سو بارہ سال تھی۔

(ابن الوردی جلد اصفحہ ۱۰)

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت پر عمل پیرا تھے اور سب سے پہلے سلے ہوئے کپڑے آپ نے پہنے اور کپڑے سینے کا کام آپ نے ہی شروع فرمایا اور سب سے پہلے قلم سے لکھنا بھی آپ نے شروع کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل فرمائے اور آپ پر چار مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ نیز علم نجوم اور علم الحساب (ریاضی) کے بانی بھی آپ ہیں۔ یونانی حکماء آپ کو ہرمس الحکیم کہتے ہیں اور سب سے پہلے اسلحہ آپ نے تیار کرنا شروع کیا اور کفار (اولاد قابیل) کے خلاف جہاد کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا اور اس وقت ان کی عمر تین سو پینسٹھ سال تھی اور آپ زندہ ہیں۔

Marfat.com

چار نبی زندہ ہیں

چار نبی زندہ ہیں دو زمین میں۔ نمبر ۱: حضرت خضر علیہ السلام۔ نمبر ۲: حضرت الیاس علیہ السلام اور دو سمانوں میں۔ نمبر ۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ نمبر ۴: حضرت ادریس علیہ السلام۔ حضرت ادریس علیہ السلام کی والدہ کا نام اشنوث یا بزورہ تھا۔ (تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۶۵، ۶۶، ۶۷) (حضرت اخنوخ (ادریس) کے والد کا نام یزد رضی اللہ عنہ ہے) جب حضرت یزد پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر ایک صد پینسٹھ سال تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر چار صد ساٹھ سال تھی، ان کے والد نے انہیں اپنا وصی بنایا تھا۔

امام دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وکان هو القائم بوصية ابيه" (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۶۵)

حضرت یزد کے والد کا نام حضرت مہلائیل رضی اللہ عنہ ہے، مہلائیل کا معنی ممدح (تعریف کیا ہوا یا تعریف کرنے والا) ہے۔

زمین پر پہلے دو شہر

کائنات ارضی پر حضرت اخنوخ (ادریس) کے دادا حضرت مہائیل نے بابل کا شہر عراق میں اور بلد سوس خوزستان میں بنایا، یہی دو شہر سب سے پہلے بنائے گئے اور آپ نے معاون کا استخراج کیا اور اپنے دور کے لوگوں کو مسجدیں بنانے کا حکم فرمایا اور مزامیر وغیرہ آلات لہو بھی آپ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔

قابیل بن آدم کی اولاد کے ایک شخص توبال نامی نے مزامیر طنبورے، طبلے وغیرہ آلات لہو بنائے۔ حضرت مہلائیل نے زراعت وغیرہ کی ترغیب دی اور اعمال صالحہ کا حکم فرمایا۔ (تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۶۴) تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ حضرت مہلائیل کی عمر ایک سو پینتیس برس ہوئی تو آدم علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور اس وقت

Marfat.com

بنی آدم کی تعداد چالیس ہزار تھی (جلد اصفحہ ۱۰) جب حضرت مہلائیل پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر ایک صد ستر سال تھی۔ حضرت ہلائیل رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت قینان رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت قینان جب پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر نوے سال تھی، حضرت قینان کی والدہ کا نام نعمۃ بنت شیث بن آدم علیہ السلام ہے۔ حضرت انوش رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام مخوایلہ بنت آدم علیہ السلام ہے اور وہ حضرت حوا علیہا السلام کی نہایت حسینہ و جمیلہ بیٹی تھیں، ان کا نکاح خود ربّ کائنات نے فرمایا اور خطبہ نکاح تمام فرشتوں کی موجودگی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا، حضرت انوش رضی اللہ عنہ اپنے والد کے وصی تھے جب حضرت انوش پیدا ہوئے اس وقت ان کے والد کی عمر چھ سو پانچ برس تھی، انوش کا معنی صادق ہے۔ حضرت انوش رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت شیث علیہ السلام ہے۔

ولادت حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت حضرت ہابیل کے قتل ہونے کے پانچ سال بعد ہوئی اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی، حضرت شیث علیہ السلام شکل و صورت کے لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ تھے اور اولاد آدم میں سب سے زیادہ حسین و جمیل اور سب سے افضل اور آدم علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت انہیں لیل و نہار کی ساعات اور ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ عبادت کی تعلیم فرمائی اور انہیں اپنا وصی مقرر کیا اور آپ کو طوفان نوح کی خبر دی، آپ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔

ہبوط آدم کے ایک ہزار ایک سو بیالیس سال بعد آپ کی وفات ہوئی اور جبل ابی قبیس میں مدفون ہوئے۔ ''شیث'' کا معنی ہے ہبۃ اللہ یا عطیۃ اللہ۔

Marfat.com

حضرت شیث علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت حوا علیہا السلام اور آپ کے والد مکرم حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے متعلق تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کی عمر کتنی تھی اور آپ کہاں مدفون ہیں؟

حضرت آدم ابوالبشر اور حضرت حوا علیہما السلام کی عمریں اور مدفن

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر شریف ایک ہزار سال (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۲۰۶) تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کے مدفون ہونے کی جگہ میں اختلاف ہے ایک روایت یہ ہے:

''کہ آپ گیارہ دن مریض رہے اور پھر جمعہ کے دن مکہ شریف میں آپ کی وفات ہوئی اور فرشتوں نے آپ کو غسل دیا اور حنوط لگائی، طاق کپڑوں میں کفن دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرشتوں نے اور بنی آدم نے ان کی اقتدا کی''۔ اور ایک روایت کے مطابق حضرت شیث علیہ السلام نے بحکم جبرائیل علیہ السلام آپ کی نماز پڑھائی اور آپ نے قبر کھدوائی اور لحد بنواء یا اور آپ کو دفن کیا اور پھر فرشتوں نے بنی آدم سے کہا هذه سنتكم۔ یہ تمہارے لئے سنت ہے۔

بعض کے نزدیک آپ کی قبر جبل ابی قبیس کے غار الکنز میں ہے اور بقول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہند کے پہاڑ نود میں ہے اور بقول بعض سراندیپ میں ہے اور حضرت حوا علیہا السلام کی وفات آدم علیہ السلام کے ایک سال بعد ہوئی اور دونوں کی قبر ایک جگہ ہے۔ طوفان نوح تک سراندیپ میں مدفون رہے جب طوفان آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں نکال کر ایک تابوت میں لاکر دونوں کو مسجد خیف میں دفن کیا۔ (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۶۳، ۶۴) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک ہے جس میں

Marfat.com

حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک سفر کرتا رہا تا آنکہ ہم کو اپنے نور سے منور فرما دیا۔ آپ کے نسب مبارک میں کوئی بھی غیر مسلم نہ تھا الحمد للہ ہم نے یہ مسئلہ دلائل سے بخوبی واضح کر دیا ہے، طالبان حق کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

حدیث ان ابی و اباك فی النار کا جواب

''مسلم شریف میں ایک حدیث حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سرکار دو عالم ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے حضور ﷺ سے اپنے والد کے متعلق پوچھا جو کہ فوت ہو چکا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرا اور میرا اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے والد مومن نہیں تھے۔ اگر مومن ہوتے تو جہنم میں کیسے جاتے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث معطل ہے، قابل حجت نہیں ہے۔

حدیث کے معطل ہونے کی وجوہات۔

اس حدیث کو امام مسلم نے اور امام ابوداؤد نے بطریق حماد ابن سلمہ حضرت ثابت سے وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

ان رجلا قال یا رسول اللہ این ابی ؟ قال فی النار، فلما قفاد عاہ فقال ان ابی و اباك فی النار''۔

''یعنی ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا باپ کہاں ہے؟ (جنت میں یا دوزخ میں) آپ نے ارشاد فرمایا وہ جہنم میں ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا بلاشبہ میرا باپ اور تیرا باپ جہنم میں ہیں۔

Marfat.com

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام مسلم، امام بخاری سے متفرد ہوئے ہیں اور اس حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کی ہے۔

اس حدیث کی سند میں دو راوی حضرت حماد ابن سلمہ اور حضرت ثابت، دونوں پر ائمہ جرح و تعدیل نے جرح فرمائی۔ چنانچہ امام ابن عدی الکامل فی الضعفاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت حماد بن سلمہ اور ثابت ضعیف راوی ہیں اور ان سے مروی احادیث میں ایسی احادیث بھی ہیں جن میں نکارت پائی جاتی ہے۔

حضرت حماد ابن سلمہ اگرچہ جلیل القدر امام، عابد، عالم تھے مگر اس کے باوجود محدثین کی ایک جماعت نے ان پر کلام کیا ہے اور امام بخاری نے ان کے متعلق سکوت فرمایا اور اپنی صحیح میں ان سے کوئی روایت نہیں لی اور امام حاکم اپنی کتاب ''المدخل الی الصحیح'' میں لکھتے ہیں کہ امام مسلم نے حضرت حماد ابن سلمہ سے اصول میں کوئی روایت نہیں نقل کی، سوائے مذکورہ حدیث کے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں لیکن ان سے مروی احادیث بہت سی منکر ہیں اور ان کا حافظہ کمزور تھا۔ اب ہم وہ احادیث شواہد کے طور پر لاتے ہیں جو حضرت حماد بن سلمہ سے مروی ہیں اور وہ منکر احادیث ہیں۔ حضرت حماد ابن سلمہ نے حضرت ثابت سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۴۳ فلما تجلی ربه للجبل تلاوت فرمائی اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خنصر انگلی کا ایک کنارہ نکالا اور اسے اپنے ابہام پر مارا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس حدیث کو امام احمد، امام ترمذی اور امام حاکم نے روایت کیا اور فرمایا کہ امام مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے اور ابن جوزی نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے ثابت نہیں ہے اور منکر ہے اور یہ زیر بحث حدیث ان ابی الخ۔ بھی ان روایات میں سے ہے جو امام حماد ابن سلمہ کی کتب میں روایات

Marfat.com

موضوعہ پائی جاتی ہیں۔ اصل حدیث کے لفظ یہ ہیں۔ این ابی قال فی النار قال فاین ابوك قال حیث مررت بقبر كافر فبشره فی النار. امام سیوطی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

هذا حديث صحيح۔ (التعظیم والمنہ صفحہ ۴۲)

''ایک اعرابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں۔ اس نے کہا تو آپ کا باپ کہاں ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر سے گزرے تو اسے جہنم کی بشارت دے دو''۔

اس سے پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سائل کے مرتد ہونے کے خدشہ کی وجہ سے ایسا جواب دیا جس میں توریہ تھا اور اس میں یہ وضاحت نہیں تھی کہ نبی کریم ﷺ کے والد بھی اس کے والد کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ راوی کو اس سے وہم ہوا اور اس نے اپنی سمجھ کے مطابق حدیث کو بالمعنی روایت کر دیا۔ ان دو علتوں کی وجہ سے یہ حدیث ان ابی و اباک فی النار معطل ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مومنہ ہونے کی دلیل

امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں بسند امام زہری اُمِ سماعہ بنت ابی رحم سے روایت کی کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حالت مرض میں تھی اور نبی کریم ﷺ ان کے سرہانے جلوہ افروز تھے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا اور یہ اشعار پڑھے:

Marfat.com

بـــارك فيك الـلّـــه مـــن غـلام
يـــا ابـن الـذی مـن حـومـه الحمـام
نــجــابـعـون الـمـلك الـمـنـعـام
قـودی عذاة الـضـرب بـالسهـام

بـــمـــائـــه مـــن اهـل ســوام
ان صـح مــا ابـصـرت فـی المنـام

فـــانـــت مبـعـوث الـی الانــام
مـــن عـنـد ذوالـجـلال والاكـرام

تبـعــث فـــی الـحـل والـحــرام
تبـعــث بـــالـتـخـفيف والاسـلام

ديـــــن ابيك ابـــــراهـــــام
فـــالــلّـــه يـــنهـاك عـن الاصــنـام

فـــالــلّـــه يـــنهـاك عـن الاصــنـام
ان لا تـــوا اليهـــا مـــع الاقــوام

اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور نئی چیز کو پرانا ہونا ہے اور میں اس جہان فانی سے رخصت ہونے والی ہوں اور میری یاد آتی رہے گی کیونکہ میرے بطن سے جو بچہ پیدا ہوا وہ پوری خلق سے بہتر اور طیب و طاہر ہے، پھر ان کا انتقال ہوگیا، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے جنوں کا آپ

Marfat.com

کی وفات پر نوحہ سنا اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینہ

ذات الجمال العفۃ الرزینہ

زوجہ عبداللّٰہ والقرینہ

اُمِ نبی اللّٰہ ذی السکینہ

وصاحب المنبر فی المدینہ

صارت لدی حضرتہا رھینہ

سابقہ اشعار میں بتوں کی پوجا سے نہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا اعتراف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اقرار موجود ہے اور وہ الفاظ شرک وکفر کے منافی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ تھیں بلکہ تمام انبیاء کی امہات مومنات صالحات ہی تھیں۔

امام جلال الدین سیوطی مسالک الحنفاء میں لکھتے ہیں۔

انی استقرات امھات الانبیاء فوجدتھن مومنات فام اسحق وموسی و ھارون و عیسی و حوا اُمِ شیث علیہ السلام مذکورات فی القرآن بل قیل بنبوتھن و وردت الاحادیث بایمان ھاجر ام اسماعیل وام یعقوب و امھات اولادہ وام داؤد و سلیمان و زکریا و یحیی و شمویل و شمعون و ذی الکفل علیھم السلام ورجہ ابن حبان فی تفسیرہ (الی ان قال) فامھات الانبیاء الذین من بنی اسرائیل کلھن مومنات (الی ان قال) وبقی اُمِ ھود، وصالح و لوط و شعیب علیھم السلام یحتاج الی نقل او دلیل والظاھران شاء اللّٰہ

Marfat.com

ایمانھن فکذالك ام النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وکان السرفی ذالك ماترینہ من النور (صفحہ ۴۸) اور التعظیم والمنۃ میں فرماتے ہیں:

قد تاملت بالاسقراء فوجدت جمیع امھات الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام مومنات فلا بدان تکون ام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کذلك (صفحہ ۲۴)

حضور ﷺ کے والدین کو کافر سمجھنے والا ملعون ہے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسالک الحنفاء میں فرماتے ہیں:

سئل القاضی ابوبکر ابن العربی احد الائمہ المالکیہ عن رجل قال ان آباء النبی فی النار فاجاب بان من قال ذلك فھو ملعون لقولہ تعالی ان الذین یوذون اللّٰہ و رسولہ لعنھم اللّٰہ فی النار والاخرہ قال ولا اذیاعظم من ان یقال عن ابیہ انہ فی النار۔

(ص ۶۷)

یعنی امام المالکیہ قاضی ابوبکر ابن العربی سے اس شخص سے متعلق سوال ہوا جو نبی کریم ﷺ کے آباء کرام کے متعلق یہ کہے کہ وہ دوزخی ہیں آپ نے فرمایا وہ شخص جو ایسا کہتا ہے ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچائیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کیلئے عذاب مہین تیار کر رکھا ہے'' اور اس سے بڑی ایذاء اور کیا ہوسکتی ہے کہ حضور کے والدین کے بارے میں کہا جائے کہ وہ جہنمی ہیں۔

Marfat.com

اور امام ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق عبداللہ بن یونس روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک کاتب لایا گیا وہ خود مسلمان تھا اور اس کا باپ کافر تھا تو آپ نے لانے والے کو فرمایا کہ اگر ابناء مہاجرین میں سے کوئی لاتے تو اچھا ہوتا اس کاتب نے کہا کہ میرا باپ اگر کافر ہے تو کیا ہوا نبی کریم ﷺ کے والد بھی تو ایسے ہی تھے اس کی اس بات پر حضرت عمر بن عبدالعزیز سخت ناراض ہوئے اور اسے معزول کر دیا۔ اسی روایت کو شیخ الاسلام ہروی نے اپنی کتاب ''الکلام'' میں بسند ابن ابی جمیلہ نقل کیا اور اس میں ہے کہ اس کاتب کا نام سلیمان بن سعد تھا۔ (الدرج المنیفہ ص ۲۰ ص ۲۱)

بحمد اللہ کتاب ہذا ''سفرِ نور نبی ﷺ'' پایہ تکمیل کو پہنچی قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر اس مضمون کو پڑھ کر ان کا ایمان تازہ ہو تو راقم کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بحق سید المرسلین مجھے اسی طرح خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور شریعت پر ثابت قدم رکھے اور میرے اس ہدیہ وتحفہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی الہٖ و اصحابہٖ وابائہٖ واھل بیتہٖ اجمعین الی یوم الدین۔

Marfat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ "متفق علیہ" احادیث کا مجموعہ

اللؤلؤ والمرجان

مکمل دو جلدیں

جمع وترتیب

الاستاذ فؤاد عبد الباقی رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

مکمل دو جلدیں

جہانگیری

مسند الامام الشافعي

ترتیب

ابو سعید سنجر بن عبد اللہ الناصری الجاولی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

Marfat.com

Marfat.com

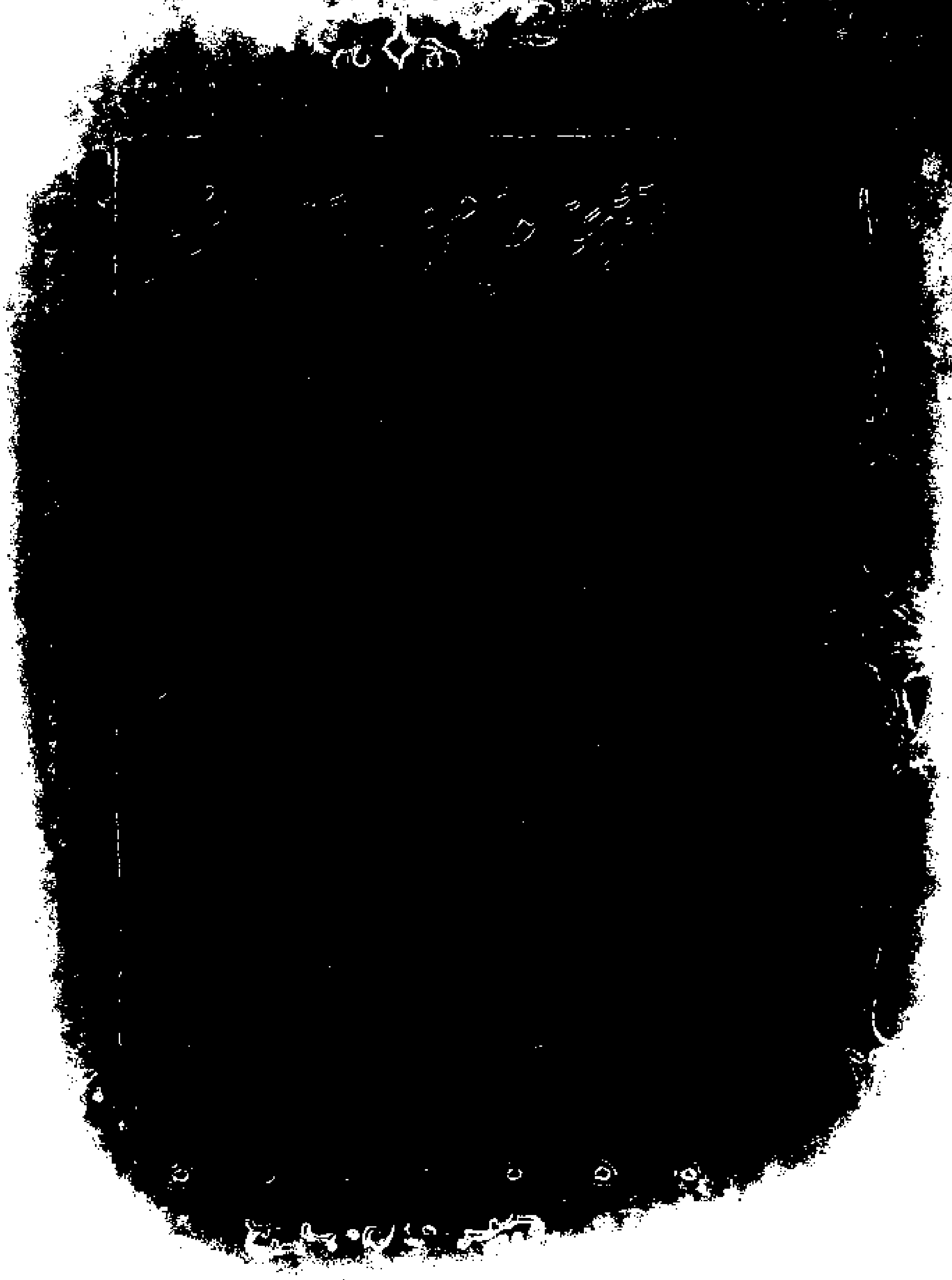

عماد بک سنٹر اردو بازار لاہور

Marfat.com